سفینۂ مرگ

امجد رئیس

بالی عمریا کا دور زندگی کا نازک ترین دور ہوتا ہے... وہ ان بے مثال دنوں سے آگے بڑھ چکی تھی... کسی دلربا کی منتظر تھی... قسمت نے انتظار کی گھڑیاں ختم کیں مگر ان کی چاہت بھری پُرسکون زندگی کو فوراً ہی نظر لگ گئی اور مختصر سی رفاقت میں وہ مرد بے مثال مار ڈالا گیا... وہ اس اندوہناک واقعے کو ذہنی طور پر قبول نہ کر سکی... تفتیشی اہل کار اپنا کام کرتے کرتے اس غمزدہ کی زلفِ گرہ گیر کا اسیر ہو گیا... اس کے سامنے سوال کئی تھے... مقتول لندن گیا اور برلن میں مارا گیا۔ ریاستی رموز اور محبت کے رچائو میں الجھی ایک خون آشام داستاں جس کی ہر سطر سنسنی اور تجسس سے لبریز ہے...

قاتل کی تلاش اور اس کی ذات کی شناخت کے
اسرار میں ڈوبے مغربی ناول کی دلچسپ تلخیص......

برلن

شہ رگ اور اطراف کی شریانوں پر غیر معمولی دباؤ، آدمی کو بے ہوش کرنے کے لیے بیس سیکنڈ لیتا ہے۔ بیس سیکنڈ میں دو منٹ کا اضافہ کر دیا جائے تو موت ناگزیر ہوتی ہے۔ سائمن ڈانس کی یہ معلومات کسی میڈیکل ٹیکسٹ بک کی محتاج نہیں تھیں۔ یہ حقائق اُسے تجربے سے حاصل ہوئے تھے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ گلا گھونٹنے کے لیے مخصوص دباؤ میں معمولی تساہل یا رخنہ نتائج بدل سکتا ہے۔ ایسا کوئی رخنہ خون کے چند بلبلے دماغ تک پہنچا سکتا ہے جس کے باعث یہ عمل ناقص اور طویل ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات خطرناک بھی۔ اس طرح کسی کو ہلاک کرنا ایک بھیانک عمل ہے۔

وہ تاریکی میں دبکا ہوا تھا۔ ہاتھوں میں گلا گھونٹنے کا مخصوص تار تھا۔ وہ خود شکار تھا......
لیکن اس وقت شکاری کو شکار کرنے کے لیے پوری طرح تیار تھا۔ دو گھنٹے قبل اس نے کمرے کی بتیاں بند کر دی تھیں۔ اس کا اُجرتی قاتل کوئی ہوشیار آدمی تھا۔ جس نے عجلت سے گریز کیا تھا اور چاہتا تھا کہ سائمن گہری نیند میں چلا جائے۔ پیشہ ور قاتل باخبر ہوتا ہے کہ نیند کے ابتدائی دو گھنٹے کتنے اہم ہوتے ہیں۔ حملہ آور ہونے کے لیے موزوں وقت آ گیا تھا۔

پرانے ہوٹل کے ہال وے میں دروازے کی دوسری جانب خفیف چرچراہٹ سنائی دی۔ سائمن تار دونوں ہاتھوں میں لیے دروازے کے قریب دیوار سے چپک گیا۔ دل کی

دھڑکن ازخود بڑھ گئی۔ جسے اس نے نظرانداز کر دیا۔ ایڈرینلین نامی مخصوص غدود نے اضافی توانائی کے لیے خودبخود جسمانی نظام میں زیرِ گردش لہو میں ہارمونز کا اضافہ کر دیا۔

دروازے کے لاک میں باہر سے کسی نے چابی داخل کی۔ سائمن نے دونوں ہاتھوں میں موجود تار کو کھینچ کر سیدھا کر لیا۔ لاک کے اندر دھات کی نرم آواز نے لاک کھلنے کی نشاندہی کی۔ آہستگی سے دروازہ کھلنا شروع ہوا۔ باہر سے کچھ روشنی اندر داخل ہوئی۔ ساتھ ہی ایک سایہ...... بستر پر کوئی آدمی سویا ہوا تھا۔ سائے نے بستر کا رخ کیا۔ تھڈ...... تھڈ...... تھڈ...... سائلنسر لگی گن سے تین فائر ہوئے۔ اسی پل سائمن نے حرکت کی۔ کوندا سا لپکا اور تار گن بدست آدمی کے حلقوم کو قاتلانہ گرفت میں لے چکا تھا۔ تار، بجلی کے مانند صحیح مقام پر کستا گیا...... دباؤ بڑھتا گیا۔ گن فرش پر گرنے کی آواز آئی۔ وہ آدمی ہک میں پھنسی مچھلی کے مانند تڑپا۔ جسمانی جھٹکے اور تڑپ خوفناک تھی۔ اپنے عقب میں اس نے ہر جانب ہاتھ چلائے۔ بہت جلد اس کی حرکات سست ہوتی چلی گئیں۔ بازوؤں نے نیچے لٹکنے سے پیشتر آخری مرتبہ عقبی جانب حرکت کی۔ سائمن کے ذہن میں گھڑی وقت کا حساب لگا رہی تھی۔ اندر گھسنے والے کا جسم جھرجھریاں لے کر کانپنے لگا۔ دماغ کے خلیے آکسیجن کے لیے پھڑک رہے تھے۔

تین منٹ بعد سائمن نے دباؤ ختم کرتے ہوئے جسم چھوڑ دیا۔ بے جان لاشہ دھپ سے زمین بوس ہوا۔ سائمن نے ہٹ کر دروازے کی جھری بند کی اور کم روشنی والا بلب آن کر دیا۔ اس نے مردہ آدمی کی شکل دیکھی، وہ کوئی اجنبی تھا۔ تاہم سائمن نے معمولی سی شناسائی محسوس کی۔ سائمن نے تیزی سے تلاشی لی۔ کچھ رقم، کار کی چابیاں، ایمونیشن کلپ، سوئچ بلیڈ...... کوئی شناخت نہیں۔ سائمن سوچ رہا تھا کہ مردہ آدمی نے اسے ختم کرنے کے لیے معاوضہ وصول کیا ہوگا۔

اس نے جسم گھسیٹ کر بستر کے قریب کر دیا۔ چادر ہٹائی، نیچے تین تکیے رکھے تھے۔ سائمن نے مردہ آدمی کی طرف دیکھا۔ نگاہوں میں قد ناپا۔ قریباً چھ فٹ...... کم یا زیادہ۔ گڈ، قد تقریباً برابر ہے۔ اس نے مردے کا لباس خود پہنا، اپنا اسے پہنایا۔ بظاہر یہ غیر ضروری عمل تھا لیکن سائمن ڈانس بے عیب کام کا عادی تھا۔ اب اس نے شادی کا رِنگ اتارا اور لاش کی انگلی میں پہنانے کی ناکام کوشش کی۔ باتھ روم میں جا کر اس نے صابن سے مدد لی اور رِنگ پھنس پھنسا کر انگلی میں چڑھا دیا۔ اب اس نے بیٹھ کر اوپر تلے دو سگریٹ پیے۔ اس دوران میں وہ سوچتا رہا کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ سگریٹ ختم کرنے کے بعد معمولی تگ و دو کے دوران تکیوں کے آر پار میٹرس سے دو گولیاں برآمد کیں۔ تاہم تیسری گولی میٹرس میں کہیں گم ہو گئی تھی۔ معاً بیرونی جانب سے قدموں کی آہٹ نے اسے تلاشی روکنے پر مجبور کر دیا۔ کیا وہ ساتھی بھی لایا تھا؟ سائمن نے پھرتی سے نیچے گری ہوئی گن اٹھا کر دروازے کا نشانہ لیا۔ آہٹ کوریڈور کی سمت مدھم ہوتی چلی گئی۔ غلط الارم تھا۔ تاہم اسے نکلنا تھا۔ مزید تاخیر حماقت کے مترادف ہوتی۔ ڈریسر کی ڈرائر سے اس نے میتھانول کی بوتل نکالی۔ یہ سیال تیزی سے آگ پکڑتا تھا۔ سائمن نے میتھانول مردہ جسم، بستر اور اطراف میں چھڑک دیا۔

اس نے فرسودہ ہوٹل کا انتخاب اسی لیے کیا تھا کہ آتشزدگی کی صورت میں کسی قسم کا الارم یا اشارہ مداخلت نہ کرے۔ ایش ٹرے کو بستر کی سائڈ میں رکھا۔ مرنے والے کی جیبوں سے نکلی اشیا اور میتھانول کی بوتل ٹریش بیگ میں رکھ کر بستر کو آگ لگا دی۔ شعلے بھڑکے، سائمن ٹریش بیگ لے کر باہر نکل گیا۔ ڈور لاک کر کے ہال کے کونے تک گیا اور فائر الارم کے پاس رک گیا۔ بے گناہ افراد کی جانوں سے کھیلنا اس کا مقصد نہیں تھا...... شیشہ توڑ کر اس نے الارم لیور کھینچ دیا۔ سیڑھیاں طے کر کے گراؤنڈ فلور پر آیا۔ اور سڑک پار کر کے ایک گلی میں گھس گیا۔ وہاں رک کر اس نے ہجوم کو گرتے پڑتے باہر آتے دیکھا۔ اس کا کمرا جہنم کا دریچہ بن چکا تھا۔ وہ بھیڑ میں ہر چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ آئندہ ان میں سے کسی سے سامنا ہو تو وہ ہوشیار رہے۔ وہ اپنی جگہ چھوڑنے والا تھا۔ جب اس نے سیاہ رنگ کی لیموزین کو سڑک پر رینگتے دیکھا۔ عقبی نشست پر بیٹھے شخص کو وہ پہچان چکا تھا۔ ”دلچسپ...... CIA یہاں موجود ہے۔“ وہ بڑبڑایا۔

سائمن کو ایمسٹرڈیم واپس پہنچنا تھا۔ اس نے جگہ چھوڑ دی۔ تین بلاک کے فاصلے پر اس نے ٹریش بیگ کوڑے دان کے حوالے کر دیا۔ وہ جس مقصد سے برلن آیا تھا، وہ پورا ہو چکا تھا۔ جیفری فونٹان اس کے ہاتھوں مارا جا چکا تھا۔ اب غائب ہونے کا وقت تھا۔ وہ تاریکی میں، مدھم آواز سے سیٹی بجاتا ہوا چل رہا تھا۔

☆☆☆

بوڑھے آدمی کو صبح تین بجے اٹھا کر خبر سنائی گئی۔ ”جیفری فونٹان مارا جا چکا ہے۔“

”کیسے؟“

”ہوٹل فائر۔ وہ بستر میں سگریٹ پی رہا تھا۔“

”حادثہ؟ ناممکن...... باڈی کہاں ہے؟“

”برلن کے مردہ خانے میں...... خاکستر حالت۔ تباہ کن

آگ تھی۔‘‘

یعنی ناقابلِ شناخت۔ بوڑھے آدمی نے سوچا۔ حسبِ معمول سائمن نے کاریگری کا مظاہرہ کیا ہے۔ کوئی نشانی نہیں چھوڑی...... وہ ایک بار پھر اسے کھو چکے تھے۔ تاہم بوڑھے آدمی کے پاس ایک کارڈ باقی تھا۔ یہ کارڈ کھیلنا پڑے گا۔

’’تم نے اس کی امریکی بیوی کے بارے میں بتایا تھا۔ وہ کہاں ہے؟‘‘

’’واشنگٹن۔‘‘

’’میں چاہتا ہوں کہ اُس کا پیچھا کیا جائے۔‘‘

’’لیکن کیوں؟ میں نے بتایا کہ جیفری مر چکا ہے۔‘‘

’’وہ زندہ ہے۔ مجھے یقین ہے اور اس عورت کو علم ہوگا۔‘‘

’’ٹھیک ہے۔ میں اپنا آدمی روانہ کرتا ہوں۔‘‘

’’نہیں، میں اپنے بھروسے کا آدمی بھیجوں گا۔‘‘ بوڑھے نے کہا۔

دوسری جانب وقفہ آیا۔ ’’میں اس عورت کا پتا معلوم کر کے دیتا ہوں۔‘‘ رابطہ منقطع ہوگیا۔

بوڑھے آدمی کی نیند اُچٹ گئی تھی۔ پانچ...... پانچ سال سے وہ انتظار کر رہا تھا...... تلاش کر رہا تھا۔ ہر مرتبہ قریب پہنچ کر ناکامی اس کی جھولی میں گرتی تھی۔ اب سب کچھ واشنگٹن میں موجود عورت پر منحصر تھا۔ اسے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنا تھا۔ وہ برونی کو واشنگٹن بھیجے گا۔ اطلاعات حاصل کرنے کے برونی کے اپنے فارمولے تھے۔ اس کے طریقہ کار کے سامنے ٹکنا بہت مشکل تھا۔ برونی کے خاص ٹیلنٹ کی ایک خوبی ’’انتھک تعاقب‘‘ تھا۔

☆☆☆

فون کی گھنٹی آدھی رات گزرنے کے بعد بولی تھی۔ سارا نیند کی سیاہ دبیز چادر تلے دبی ہوئی تھی۔ نیند اور بیداری کے درمیان وہ فون تک پہنچنے کی جدوجہد کر رہی تھی۔ اسے اٹھنا ہی تھا۔ وہ جانتی تھی کہ فون اس کے شوہر جیفری فونٹان کا ہے۔

وہ شام سے جیفری کی آواز کا انتظار کرتی رہی تھی۔ یہ بدھ کی رات تھی۔ جیفری جب بھی ماہانہ ٹرپ پر لندن جاتا تھا بدھ کی رات ضرور فون کرتا۔ اس مرتبہ سارا قبل از وقت بستر میں چلی گئی تھی۔ وجہ فلو وائرس تھا، جس نے واشنگٹن کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا، سارا ابھی زد میں آئی تھی۔

بدقت تمام اس نے بیڈ سائڈ لیمپ روشن کیا۔ عینک لگا کر گھڑی دیکھی۔ بارہ تیس۔ ٹیلی فون خاموش تھا۔ کیا وہ خواب دیکھ رہی تھی؟ اچانک فون نے دوبارہ شور مچایا۔ سارا نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھایا۔

’’مسز سارا فونٹان؟‘‘ کسی مرد کی سوالیہ آواز آئی۔ سارا کے دماغ میں الارم بجنے لگا۔ کوئی خراب خبر تھی۔ وہ مکمل بیداری کی حالت میں اٹھ کر بیٹھ گئی۔

’’یس۔‘‘ وہ بولی۔

’’مسز فونٹان، میں نکولس اوہارا بات کر رہا ہوں۔ میرا تعلق یو ایس اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ سے ہے۔ غلط وقت پر کال کرنے کی معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن......‘‘ وہ رکا۔ یہ درمیان کی خاموشی اسے بہت ڈراتی تھی۔ یہ وقفہ تجربہ اور ارادے کا مظہر تھا۔ وہ سمجھ گئی کہ عمداً وقفے کے بعد جو بات ہوگی، وہ اسے ہلا کر رکھ دے گی۔

’’مجھے خدشہ ہے کہ اچھی خبر نہیں ہے اور آپ تک پہنچانا بھی ضروری ہے۔‘‘ وہ خاموش ہوگیا۔

سارا کے حلق میں سوئیاں چبھنے لگیں۔ وہ من ہی من میں چیخ رہی تھی۔ ’’بتا دو...... کیا ہوا ہے...... بتاؤ۔‘‘ لیکن اس کے حلق سے محض ایک سرگوشی برآمد ہوئی۔ ’’ہاں، میں سن رہی ہوں۔‘‘

’’یہ آپ کے شوہر کے بارے میں ہے...... ایک حادثہ ہوگیا ہے۔‘‘

’نہیں یہ جھوٹ ہے۔‘ اس نے سوچا۔ جیفری کو کچھ ہوتا تو مجھے ضرور کچھ محسوس ہوتا۔ کسی بھی طرح میں جان جاتی۔

’’یہ حادثہ چھ گھنٹے قبل ہوا۔‘‘ وہ دوبارہ گویا ہوا۔ ’’آپ کے شوہر کے ہوٹل میں آتشزدگی کا واقعہ ہوا تھا۔‘‘ پھر وقفہ......

’’مسز فونٹان، کیا آپ موجود ہیں؟‘‘

’’ہاں، پلیز بات پوری کرو۔‘‘

نکولس اوہارا کھنکھارا۔ ’’مجھے افسوس ہے کہ آپ کے شوہر جانبر نہ ہو سکے۔‘‘

بم پھٹا۔ وہ گنگ رہ گئی۔ سسکی دبانے کے لیے اس نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ حلق کی سوئیاں، کانٹوں میں بدل گئیں۔

’’مسز فونٹان؟‘‘ اس نے نرمی سے کہا۔ ’’آپ ٹھیک ہیں؟‘‘

بمشکل اکھڑی سانس کے ساتھ اس نے جواب دیا۔

’’ہاں۔‘‘

’’آپ قطعی پریشان نہ ہوں۔ تمام معاملات اور تفصیل کے لیے برلن میں سفارت خانے کے ساتھ میں رابطے میں رہوں گا...... کچھ وقت لگے گا۔ تاہم جیسے ہی جرمن حکام باڈی ریلیز کریں گے۔ اس کے بعد......‘‘

’’برلن؟‘‘ سارا نے قطع کلامی کی۔

’’وہاں ہمارا سفارت خانہ اپنا کام کر رہا ہے۔ برلن پولیس پوری رپورٹ فراہم......‘‘

''یہ ناممکن ہے۔'' سارا نے پھر قطع کلامی کی۔
نکولس خود کو پُرسکون رکھنے کی کوشش کررہا تھا۔ ''مجھے بے حد رنج ہے لیکن آپ کے شوہر کی شناخت ہوگئی ہے۔ سفارت خانے نے تصدیق......''
''جیفری لندن میں تھا۔'' وہ رو پڑی۔
دوسری جانب سے ایک طویل وقفہ در آیا۔ ''مسز فونٹان۔'' اس نے ہموار و نرم آواز میں کہا۔ ''حادثہ برلن میں ہوا تھا۔''
''پھر کچھ غلط ہوگیا ہے۔ جیفری لندن میں تھا۔ جرمنی میں کیونکر......''
دوسری جانب پھر طویل وقفہ۔ اس بار سارا سمجھ گئی کہ نکولس مخمصے کا شکار ہے۔ ''مسٹر نکولس، کوئی غلط فہمی ہے؟ اسے زندہ ہونا چاہیے۔'' تصور میں سارا نے جیفری کو اپنی ہی ڈیتھ رپورٹ پڑھتے دیکھا۔
''مسز فونٹان، جیفری......لندن کے کس ہوٹل میں ٹھہرا تھا؟''
''سیوائے، ہوٹل سیوائے...... میرے پاس نمبر بھی ہے۔ میں دیکھتی ہوں۔''
''اوکے، میں تلاش کرلوں گا۔ مجھے چند کالز کرنی ہیں۔ میرے خیال میں صبح مجھے آپ سے ملنا چاہیے۔'' اس نے ناپ تول کر محتاط انداز میں بیوروکریٹ کا خاص لہجہ اختیار کیا۔ ''کیا آپ میرے دفتر آسکتی ہیں؟''
''کیسے پہنچوں گی؟''
''ڈرائیونگ......''
''میرے پاس کار نہیں ہے۔''
''اوکے میں بھجوا دوں گا۔''
''تمہارا آفس کہاں ہے؟''
''پریشان مت ہو۔ ڈرائیور لے آئے گا، گڈ نائٹ۔''
سارا امید کے کچے دھاگے سے لٹکی رہ گئی۔ نمبر نکال کر اس نے لندن میں سیوائے ہوٹل فون کیا۔ وہ دل ہی دل میں دعا گو تھی۔
''سیوائے ہوٹل۔'' زنانہ آواز آئی۔ سارا کے ہاتھ سے ریسیور گرتے گرتے بچا۔ وہ توقع کررہی تھی کہ جیفری کی آواز آئے گی۔ ''ہیلو، جیفری فونٹان کا کمرا ہے؟'' اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔
''سوری، میم...... وہ دو دن پہلے چیک آؤٹ کر چکے ہیں۔''
''چیک آؤٹ۔'' وہ گویا چیخ اٹھی۔ ''لیکن کہاں؟''
''انہوں نے ہمارے لیے کوئی اطلاع نہیں چھوڑی۔ کوئی پیغام، اگر وہ......''
سارا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ وہ فون بند کر کے اسے اس طرح گھور رہی تھی۔ جیسے وہ کسی اور دنیا کی چیز ہو۔ کنگ سائز بیڈ پر اس کی نگاہ جیفری کے تکیے پر گئی۔ وہ اس کے ساتھ سوتے وقت وہاں چھوٹی سی جگہ گھیرتی تھی۔ جیفری کی غیر موجودگی میں بھی وہ اسی مخصوص جگہ پر سوتی تھی۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اب جیفری کبھی نہیں آئے گا۔ وہ بستر پر بیٹھ گئی جو اس کے لیے بہت بڑا تھا۔ اذیت آری کے مانند اس کے جسم و جان کو کاٹ رہی تھی۔ وہ بری طرح رونا چاہتی تھی لیکن آنسوؤں نے گرنے سے انکار کردیا تھا۔ وہ بستر پر ڈھے گئی۔ منہ جیفری کے تکیے پر تھا۔ وہاں اس کی خوشبو تھی۔ سارا نے اس کے تکیے کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ وہ کبھی نہیں آئے گا۔ ان کی شادی کو صرف دو ماہ گزرے تھے۔

☆☆☆

نک (نکولس) اوہارا چھٹی پر بہاماس گیا تھا۔ دو ہفتے اس نے زیادہ تر ساحل پر نیم برہنہ حالت میں گزارے تھے اور کچھ نہیں کیا۔ کسی فیصلے پر پہنچنے کے لیے اسے تنہائی درکار تھی۔ وہ ایک ہی نتیجے پر پہنچ سکا کہ وہ ناخوش ہے۔
اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ساتھ آٹھ سال گزار کر وہ اکتا گیا تھا۔ اس کا مستقبل بند گلی میں تھا۔ وہ ایک اچھا ڈپلومیٹ نہیں تھا اور سیاسی کھیل سے بیزار ہوگیا تھا۔ وہ خود کو کوشش کے باوجود اس رنگ بدلتے کھیل سے ہم آہنگ نہیں کر پا رہا تھا۔ اتھارٹی بھی جان گئی تھی۔ لہٰذا ڈی سی میں وہ کاؤنسلر کی پوسٹ پر تھا۔ نک کا زیادہ کام یہی تھا کہ تازہ بیواؤں کو ان کے خاوندوں کی موت کی اطلاع فراہم کرے۔ وہ انکار کرسکتا تھا اور واپس ٹیچنگ کی جاب اختیار کرنے کے لیے تیار تھا۔ بہاماس میں دو ہفتے اس نے یہی سوچتے ہوئے گزار دیے۔
واشنگٹن واپس آئے ہوئے اسے تین دن ہی ہوئے تھے اور وہ ٹھنڈی سانسوں کے ساتھ جیفری فونٹان کی فائل کھول رہا تھا۔
ایک چھوٹا سا آئٹم اسے متواتر پریشان کررہا تھا۔ رات ایک بجے سے وہ کمپیوٹر میں الجھا ہوا تھا۔ سرکاری دبیز فائلوں کو کھود رہا تھا۔ برلن کونسلیٹ میں اس نے اپنے ساتھی کوری گان سے بھی بات کی۔ الجھن بڑھتی جارہی تھی۔ تنگ آکر اس نے چند غیر معمولی کالز کا سہارا لیا۔ سب کچھ بیوہ سے بات کرنے کے بعد شروع ہوا تھا۔ صورت حال پیچیدہ معلوم ہورہی تھی۔ ایک معما، نامکمل...... ناقابلِ حل معما۔ نامکمل پزل اسے چکرا

دیتے تھے۔ پاگل کر دیتے تھے۔ یہاں تو کچھ بھی نہیں تھا۔ سوائے اس کے کہ جیفری کی موت مصدقہ تھی لیکن لندن میں نہیں برلن میں۔ نک اوہارا۔ اپنی بے کلی کو دبانے میں ناکام ہو گیا تھا۔ جیفری کی موت بھی اس کے ذہن سے نہیں اتر رہی تھی۔ اس کی آنکھیں جلنے لگیں۔ اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر جماہی لی۔ صبح کے ساڑھے چھ بج گئے۔ اس اثنا میں وہ کافی اور تین عدد ڈف نٹس نگل چکا تھا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ معمے وہ پسند کرتا ہے یا ناپسند......

اچانک دستک ہوئی۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہ دستک دے کر اندر آ گیا۔ ''بنگو، ابھی تک جاگ رہے ہو یا ابھی اٹھے ہو؟'' وہ ٹم گرین تھا۔ ''یہ لو، کچھ مل ہی گیا ہے؟'' اس نے ایک فائل ڈیسک پر ڈالی اور کمپیوٹر اسکرین پر نگاہ ماری۔ ٹم کا دماغ مشکلات، اُلجھن، معمے حل کرنے میں خوب چلتا تھا۔ اس کی ناک پر موٹے شیشوں کا چشمہ تھا۔ چہرے کے بیشتر حصے کو جھاڑی نما سیاہ داڑھی نے ڈھانپا ہوا تھا۔ ''ایف بی آئی میں میرا دوست نہ ہوتا تو بہت مشکل ہو جاتا۔ یہ سب خفیہ ہے۔ مدد کے باوجود مجھے خود سے بھی محنت کرنی پڑی۔''

نک کی پیشانی شکن آلود ہو گئی۔ ''تم یہ سب ہائی سیکیورٹی سے نکال کر لائے ہو؟''

''ہاں، اور 'مال' بھی تھا لیکن میں اس تک پہنچنے میں ناکام رہا۔ تمہارے آدمی کی پوری فائل سی آئی اے کے پاس ہے......'' نک نے عالم تحیر میں فولڈر کھولا۔ جو کچھ اس نے دیکھا، اس کے بعد مزید سوالات پیدا ہو گئے جن کا کوئی جواب نہیں تھا۔

''اوہ گاڈ، اس کا کیا مطلب ہوا؟''

''ہاں، اسی وجہ سے تم جیفری کے بارے میں کچھ معلوم کرنے میں قطعی ناکام ہو گئے۔'' ٹم نے کہا۔ ''ایک سال پیشتر اس آدمی کا کوئی وجود نہیں تھا۔''

نک کا جبڑا لٹک گیا۔ ''کچھ اور معلوم ہو سکتا ہے؟''

''نک ہم کسی اور کی پچ پر چوری چھپے کھیلنے کی کوشش کر رہے ہیں......گرم کھوپڑی ہے ان لوگوں کی۔''

''مجھ پر مقدمہ کریں گے؟'' نک کو پروا نہیں تھی۔ وہ ایجنسی کے جن افراد سے مل چکا تھا، وہ اسے نااہل ہی لگے تھے۔ ''کوئی بات نہیں۔ میں اپنا روٹین ورک کر رہا ہوں۔''

''لیکن یہ معاملہ اتنا سادہ نہیں لگتا۔'' ٹم نے کہا۔

''یعنی تم بھی سمجھ رہے ہو۔''

ٹم نے دانت نکالے۔ ''لیکن تم سراغ رساں کب سے بن گئے؟''

''تجسس۔'' نک نے کہا اور ڈیسک پر بکھرے ہوئے کام کی طرف دیکھا۔ جسے بہرحال اسے مکمل کرنا تھا۔ بیوہ کی کہانی اس کی یکسوئی میں خلل ڈال رہی تھی۔ اسے چاہیے تھا کہ تعزیت کرے اور بھول جائے۔ لیکن ٹم نے اس کے تجسس کی چنگاریوں پر تیل چھڑک دیا تھا۔ اس نے نظر اٹھا کر اپنے دوست کو دیکھا۔ ''کیا کہتے ہو......اگر بیوہ کی چھان بین کی جائے تو شاید کوئی نئی بات سامنے آئے۔'' نک نے کہا۔

''تم ایسا کیوں نہیں کرتے؟''

''کمپیوٹرز کے معاملے میں تم مجھ سے بہت آگے ہو۔'' نک نے جواب دیا۔

''ہاں، لیکن تم بیوہ کے قریب ہو۔ اس وقت وہ تمہاری انتظار گاہ میں موجود ہے۔''

☆☆☆

سیکریٹری نے سارا کو اشارے سے ایک کاؤچ پر بیٹھنے کے لیے کہا جس کے سامنے کافی ٹیبل اور ٹیبل پر چند میگزین پڑے تھے۔ فارن افیئرز اور ورلڈ پریس ریویو پر ڈاکٹر نکولس اوہارا کا لیبل لگا تھا۔ سیکریٹری واپس کی بورڈ کے ساتھ کھیل میں مشغول ہو گئی۔

فلو پوری طرح پسپا نہیں ہوا تھا لیکن گزشتہ دس گھنٹوں میں غم و اندوہ اور امید و بیم کی کیفیت نے حفاظتی جال کا کام کیا تھا۔ فلو پس منظر میں چلا گیا تھا یا اس کی علامتیں سُن ہو گئی تھیں۔ نئی خوفناک اذیت کے سامنے فلو کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ معاً اسے احساس ہوا کہ ہراس اور افراتفری میں وہ بے ڈھنگے لباس میں ہی چلی آئی تھی۔

''مسز فونٹان!'' سیکریٹری کی آواز آئی۔ ''آپ اندر جا سکتی ہیں۔''

عینک درست کر کے وہ اٹھی۔ دروازے کے اندر اس نے دبیز قالین پر قدم رکھتے ہوئے ڈیسک کی دوسری جانب موجود آدمی کو دیکھا۔ وہ دراز قد اور چھریرے بدن کا مالک تھا۔ عمر چالیس سے کم ہو گی۔ بشرے سے تھکاوٹ عیاں تھی۔ قمیص میں شکنیں اور ٹائی کا حلقہ ڈھیلا تھا۔

''مسز فونٹان۔'' وہ بولا۔ ''میرا نام نک اوہارا ہے۔''

یہی آواز دس گھنٹے قبل اس نے فون پر سنی تھی۔ وہی آواز جس نے دس گھنٹے قبل اس کی دنیا اجاڑ دی تھی۔ نک نے ہاتھ بڑھایا۔ مصافحہ کے وقت سارا نے محسوس کیا کہ گرفت سخت لیکن تکلیف دہ نہیں تھی۔ اس نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے سارا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ دفعتاً سارا کو وہاں تیسرے آدمی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ موٹے گلاس والا چشمہ اور جھاڑی نما گھنی داڑھی۔ وہ

خاموشی سے ایک کرسی پر کونے میں بیٹھا تھا۔ نک ڈیسک کے کونے پر ٹک گیا۔ ایک اور بار معذرت کی۔ ''یہ ایک غیر معمولی صدمہ ہے۔ میں سمجھ سکتا ہوں۔ اکثر افراد ہماری اطلاعات پر یقین نہیں کرتے۔ میں نے سوچا کہ آپ سے براہِ راست بات کی جائے۔ چند سوالات ہیں۔ میرا اندازہ ہے کہ آپ کے پاس بھی سوالات ہوں گے۔''

سارا نے دھیرے سے شانے اچکائے۔ تیسرے آدمی کی موجودگی اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ نک نے محسوس کر لیا۔

''ہم دونوں اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ سے منسلک ہیں۔ میرا تعلق کونسلر افیئرز سے ہے اور ٹم ٹیکنیکل سپورٹ ڈویژن میں ہے۔ کیا آپ کافی لیں گی؟''

''نہیں شکریہ۔ پلیز مجھے جیفری کے بارے میں بتایئے۔ میں اب تک یقین نہیں کر سکی ہوں۔ میرے خیال میں کوئی اور ہی بات ہے...... کوئی غلطی ہوئی ہے۔''

''مسز فونٹان، ہمیں اس قسم کے ردِعمل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔''

''لیکن یہ مختلف بات ہے۔ وہ لندن میں تھا۔''

''ٹھیک ہے اسی لیے میں نے معاملات کو مزید کھنگالنے کی کوشش کی۔'' اس نے فائل فولڈر کا رخ سارا کی طرف کر دیا۔ اور ایک شیٹ نکال کر سارا کو دکھائی۔ اس پر جو تحریر تھی، وہ ناقابلِ شناخت تھی۔ لکھنے والا ہی اسے ڈی کوڈ کر سکتا تھا۔

''آپ کو کال کرنے کے بعد، میں نے برلن میں اپنے کونسلر سے رابطہ کیا۔ کیونکہ رات آپ نے جو کہا تھا۔ وہ مجھے پریشان کر رہا تھا۔ چنانچہ میں نے حقائق کی دوبارہ جانچ پڑتال کا فیصلہ کیا۔'' اس نے رک کر سارا کی آنکھوں میں دیکھا۔ ساکت، مرکوز آنکھیں لیکن درماندہ و پریشان۔ ''ہمارے برلن میں کونسلر کے مطابق کل تقریباً آٹھ بجے (برلن ٹائم) جیفری، ہوٹ ریجینا میں چیک اِن ہوا۔ اس نے ادائیگی ٹریولرز چیک کے ذریعے کی۔ دستخط بھی ٹھیک ہیں۔ مزید شناخت کے لیے اس نے پاسپورٹ استعمال کیا۔ چار گھنٹے بعد فائر ڈپارٹمنٹ نے آتشزدگی کی اطلاع دی۔ جیفری کا کمرا شعلوں میں گھرا ہوا تھا۔ جب تک آگ پر قابو پایا جاتا، تقریباً ہر شے بھڑکتے شعلوں کی نذر ہو چکی تھی۔ انفسٹر کا کہنا ہے کہ وہ بستر میں سگریٹ نوشی کرتے ہوئے سو گیا تھا۔ آگ اتنی خوفناک تھی کہ...... جیفری کو پہچاننا مشکل تھا۔''

''پھر کیسے پہچانا؟'' سارا تڑخی۔

''کسی نے اس کا پاسپورٹ چرا لیا تھا...... پلیز مجھے بات ختم کرنے دیں۔''

''میرا تعلق بائیولوجی سے ہے۔ کوئی منطقی وجہ ہونی چاہیے۔'' سارا نے کہا۔ نک نے مایوسی سے ہاتھ مسلے۔

''اوکے اوکے۔ میں شواہد کی بات کرتا ہوں۔ انہوں نے کمرے میں ایلومینیم کا مخصوص بریف کیس پایا تھا جس پر آگ اثر نہیں کرتی۔''

''جیفری کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی۔'' سارا نے کہا۔

''بعد میں جیفری کا پاسپورٹ اسی بریف کیس سے ملا تھا۔ برلن پیتھالوجسٹ کی رپورٹ میں دانتوں کا ریکارڈ نہیں تھا۔ قد جیفری کے قد کے مطابق تھا۔''

''یہ غیر اہم بات ہے۔'' سارا نے اعتراض کیا۔

''فائنلی...... سب سے اہم شہادت ملی۔ آئی ایم سوری۔''

سارا کے دل نے کہا کہ ہاتھ کانوں پر رکھ لے۔ نک کی آواز میں کوئی ایسی ہی بات تھی۔ وہ اپنی موہوم سی امید کا جنازہ نکلتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔

''اس کی انگلی میں ویڈنگ رِنگ تھا۔ کندہ تاریخ بھی پڑھی جا سکتی تھی۔ فروری چودہ۔ کیا یہ غلط تاریخ ہے؟''

منظر دھندلا گیا۔ آنکھیں اشکبار تھیں۔ اس کا سر ڈھلک گیا۔ عینک ناک پر پھسل چلی۔ اندھوں کی طرح اس نے پرس میں ٹشو پیپر کے لیے ہاتھ چلائے...... نک نے ٹشو کا ڈبا اس کے آگے کر دیا۔ ایسی کارروائیاں نک کا معمول تھا۔ تاہم پتا نہیں کیوں وہ تاسف سے سارا کی حرکتوں کو تک رہا تھا۔ وہ آنسو صاف کر رہی تھی۔ ناک کا پانی صاف کرنے کے لیے وہ شائستگی اپنانے کی کوشش کر رہی تھی۔ انہی کوششوں کے دوران اس کی حرکات بے ڈھنگی اور حماقت کی نذر ہوتی گئیں۔ عینک ناک سے گود، پھر فرش پر گر گئی۔ اس کی انگلیاں ارادے کے مطابق کام نہیں کر رہی تھیں۔ کسی نہ کسی طرح اس نے خود کو سنبھالا اور مایوسی کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ وہ خشک لکڑی کے مانند ٹوٹ گئی تھی۔

''پلیز بیٹھ جایئے۔ مجھے کچھ اور بھی کہنا ہے۔'' نک نے کہا۔ وہ سعادت مند بچوں کی طرح بیٹھ کر فرش کو گھورنے لگی۔

''کیا آپ بتائیں گی کہ وہ لندن کیوں جاتا تھا؟''

''بزنس۔''

''کیسا کاروبار؟''

''وہ بینک آف لندن کا نمائندہ تھا۔''

''مطلب وہ زیادہ تر سفر پر رہتا تھا؟''

''ہاں، ہر ماہ لندن تو جانا ہوتا تھا۔''

''صرف لندن؟''

''ہاں۔''

''جرمنی میں اس کا کیا کام تھا؟''

''میں نہیں جانتی۔''

''کوئی آئیڈیا؟''

''نہیں۔''

''کوئی وجہ تو ہوگی۔شاید کوئی اور بزنس۔شاید......''

سارا نے معاً تیز نظروں سے اُسے گھورا۔''مطلب دوسری عورت۔یہی کہنا چاہتے ہو؟''

نک خاموش رہا۔

''بولو!''

''یہ ایک معقول شبہ ہے۔'' نک نے کہا۔

''جیفری کے لیے نہیں۔'' سارا نے ترنت کہا۔

''تمہاری شادی کو صرف دو ماہ ہوئے تھے۔'' وہ بولا۔

''تم اُسے کس حد تک جانتی تھیں؟''

''اچھی طرح۔مسٹر، میں اس سے محبت کرتی تھی۔''

''محبت کی بات نہیں ہے۔میں معلوم کرنا چاہ رہا ہوں کہ تم اُسے کتنا جانتی تھیں؟ وہ کون تھا؟ کیا کرتا تھا؟ تمہاری ملاقات کب ہوئی؟''

''قریباً چھ ماہ قبل۔میں اس سے ایک کافی شاپ پر ملی تھی۔کافی شاپ کے قریب ہی میں کام کرتی تھی۔''

''کافی شاپ کے قریب......کہاں؟''

''NIH۔میں ریسرچ مائیکروبائیولوجسٹ ہوں۔''

نک کی آنکھیں سکڑ گئیں۔''کس قسم کی ریسرچ؟''

''بیکٹیریل جینوم۔''

''کیا یہ خفیہ تحقیق ہے؟''

سارا نے رک کر جواب دیا۔''ہاں، کچھ حصہ۔''

نک نے سر ہلایا۔سارا نے محسوس کیا کہ اس کا انداز قدرے بدل گیا ہے۔

''وہ جرمنی کیا کرنے گیا تھا؟''

''میں نہیں جانتی۔'' سارا نے جواب دیا۔

نک نے ایک اور شیٹ نکالی۔''وہ لندن کے علاوہ شی پہول (ایمسٹرڈم) بھی گیا تھا اور آخر میں جرمنی۔یہ وزٹ گزشتہ ہفتے کے ہیں۔تمہارے ذہن میں کوئی بات آئی ہے؟''

سارا حیرت زدہ تھی۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔

''اس نے آخری بار کب تمہیں کال کی تھی؟''

''ایک ہفتے قبل، لندن سے۔''

''تمہیں یقین ہے کہ کال لندن سے آئی تھی؟''

''نہیں، وہ ڈائریکٹ کال تھی۔''

''کیا تمہارے شوہر کے پاس لائف انشورنس پالیسی تھی؟''

''نہیں۔میرا مطلب ہے کہ مجھے نہیں معلوم۔اس نے کبھی ذکر نہیں کیا۔''

وہ خاموش ہوگیا۔سارا اُلجھ گئی تھی۔عقل کام نہیں کر رہی تھی۔اس کے دماغ میں کیا خیال رینگا۔کہیں نک اوہارا کے خدشات درست تو نہیں ہیں۔وہ واقعی جیفری کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔دونوں نے بس گھر اور بستر شیئر کیا تھا۔نہیں نہیں، یہ غلط ہے۔نک قطعی اجنبی ہے۔وہ کیوں اس پر یقین کرے۔وہ کیوں اتنے سوال کر رہا ہے۔دل میں اچانک نک کے لیے ناپسندیدگی کے جذبات ابھرے۔

''تمہاری بات ختم ہوگئی ہے تو مجھے جانا چاہیے۔'' وہ بولی۔

''جیفری کی تصویر ہے تمہارے پاس؟'' نک نے سوال کیا۔

سارا نے پرس کھول کر ایک تصویر نکالی۔وہ فلوریڈا کے ساحل کی تصویر تھی۔جیفری ایک ہینڈسم مرد تھا۔نیلی آنکھیں، سنہرے بال...... چہرے کے نقوش بھی جاذب نظر تھے۔وہ کیمرے کے سامنے مسکرا رہا تھا۔سارا پہلی نظر میں اس چہرے سے متاثر ہوئی تھی۔جیفری کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہین اور مضبوط شخصیت کا مالک تھا۔نک، تصویر دیکھ رہا تھا اور سارا نک کو دیکھ رہی تھی۔وہ جیفری کے مانند ہینڈسم نہیں تھا۔ایک پریشان کن سایہ نک کے چہرے پر تھا۔ناخوشگوار سایہ۔وہ پتا نہیں تصویر کو دیکھتے ہوئے کیا سوچ رہا تھا۔ذرا دیر کے لیے اس نے تصویر اپنے ساتھی کو دکھائی اور سارا کو واپس کردی۔

''اتنے سوالات کی کیا ضرورت تھی؟'' سارا نے کہا۔

''سوری، لیکن یہ ضروری تھا۔'' اس نے کہا۔''ضروری تھا، تمہارے لیے بھی اور جیفری کے لیے بھی۔''

''میں سمجھی نہیں۔''

''برلن پولیس کی رپورٹ کا انتظار کرو۔''

''کیا خاص بات ہے؟'' سارا نے سوال کیا۔

''ہاں، حالات و واقعات......''

''لیکن تم نے کہا تھا کہ وہ ایک حادثہ تھا۔''

''بظاہر حادثہ ہی تھا لیکن کچھ نئے انکشافات سامنے آئے ہیں......کمرے کے آتشزدہ سامان کی تلاشی کے بعد میٹریس میں سے ایک گولی برآمد ہوئی ہے۔''

سارا نے غیر یقینی نظروں سے اسے گھورا۔''مطلب......

بلٹ؟''

''ہاں، برلن رپورٹ کے مطابق یہ ایک مرڈر ہے۔''

سارا نے کچھ کہنا چاہا تاہم اس کی آواز نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ وہ بت کی طرح ساکت بیٹھی تھی۔

''میں نے سوچا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔'' نک نے کہا۔ ''کسی وقت مجھے بتانا ہی تھا۔ کیونکہ برلن پولیس جیفری کی سرگرمیوں اور اس کے دشمنوں کے بارے میں جاننا چاہتی ہے۔''

سارا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''گاڈ...... میں سوچنے کے قابل بھی نہیں رہی۔ میں کچھ نہیں جانتی۔'' اس نے سرگوشی کی۔ ''مجھے جانے دو۔''

مسز فونٹان!'' نک کی آواز میں تیزی کا عنصر تھا۔

سارا نے دل ہی دل میں کہا۔ ''مجھے جانے دو۔'' وہ بیٹھی رہی اور نئے سرے سے نک کا جائزہ لیا۔ آفٹر شیو کی خوشبو، تھکن کے آثار، شکن آلود شرٹ......

''آئی ایم سوری۔'' اس نے کہا۔ ''میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا۔''

سارا نے اس کی سلیٹی آنکھوں میں دیکھا۔ آنکھوں میں مستقل مزاجی اور توانائی کے عناصر جھلک رہے تھے۔ دفعتاً قطع نظر تمام واقعات اور بُری خبروں...... سوال جواب کے باوجود اس نے محسوس کیا کہ وہ اس آدمی پر اعتماد کر سکتی ہے۔

''میں بے ہوش نہیں ہو رہی ہوں...... مجھے جانے دو۔''

''یقیناً، میں دیکھ رہا ہوں۔ صرف چند سوالات۔''

''میرے پاس جوابات نہیں ہیں۔ تمہیں یہ بات سمجھنی چاہیے۔''

نک نے خاموشی اختیار کی۔ ''میں کسی اور وقت رابطہ کر لوں گا۔'' بالآخر اس نے کہا۔ ''باڈی کے بارے میں بات کرنی پڑے گی۔''

''اوہ، ہاں......'' وہ کھڑی ہو گئی۔ وہ آنسوؤں کی نئی جھڑی کے آگے بند باندھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ نک بھی کھڑا ہو گیا۔ ایک بار پھر دلی معذرت کا اظہار کیا۔ سارا ہاتھ ملا کر جانے کے لیے تیار ہو گئی۔

☆☆☆

''کیا خیال ہے؟ وہ معصوم ہے؟'' ٹم نے سارا کے بارے میں سوال کیا۔ ''جیفری کے بارے میں کچھ نہیں جانتی؟''

''کیا کہہ سکتے ہیں۔'' نک نے جواب دیا۔

''کم آن، یہ کوئی پُراسرار سازش ہے۔ ایک سال قبل جیفری کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ اچانک منظرِ عام پر آیا۔ شادی رچائی۔ تازہ ترین سوشل سیکیورٹی نمبر، پاسپورٹ...... اور کیا چاہیے۔ کوئی گہری سازش ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایف بی آئی بے خبر ہے لیکن اس کی خفیہ فائل...... کیا میں عقل سے عاری ہوں یا پھر تم؟''

''شاید میں ہی فاتر العقل ہوں۔'' نک نے ہنکارا بھرا اور پھر فائل کھولی۔ ٹم ٹھیک کہہ رہا تھا۔ الجھن سی الجھن تھی۔ سازش...... بین الاقوامی جرم...... کوئی ایکس۔ وفاقی گواہ، جو روپوشی کی حالت میں ہے...... یا کوئی جاسوس کردار؟ جیفری کا نام تو نک کی کھوپڑی میں پیوست تھا ہی لیکن وہ سارا کو بھی نظرانداز نہیں کر سکا تھا۔

اُسے حیرت کا سامنا تھا۔ جب وہ دفتر میں داخل ہوئی تھی۔ اسے توقع تھی کہ سارا فونٹان کسی شاندار اور حسین خاتون کا نام ہوگا۔ اس کا شوہر ورلڈ کلاس ٹریولر تھا۔ ایسے آدمی کی عورت بھی اسی کے مانند ہونی چاہیے تھی۔ خوش لباس، خوش ادا اور پُرکشش...... لیکن سارا میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ اسے بدشکل کہنا مشکل تھا تو دوسری جانب خوش شکل کا لیبل لگانا بھی دشوار تھا۔ اس نے تانبے کے رنگ کی دراز زلفوں کو پونی ٹیل کی شکل میں باندھا تھا۔ لباس کا معاملہ غالباً بدحواسی کی نذر ہو گیا تھا۔ سارا کی تمام ترکشش اس کی آنکھوں میں تھی اور چوڑے چشمے نے آنکھوں کے حسن کو پوری طرح نمایاں ہونے سے روکا ہوا تھا۔ دوسری اہم چیز بغیر میک اَپ والا سادہ چہرہ تھا۔ عمر تیس سال سے کم تھی۔

نہیں، مجموعی طور پر وہ حسین نہیں تھی لیکن تمام دورانیے میں نک ایک آدھ بار ہی اس کے چہرے سے نظر ہٹا پایا تھا۔ وہ حیران تھا کہ سارا کی شخصیت میں ایسی کیا بات تھی اور شادی مزید حیران کن......

''میں چلا۔'' ٹم کی آواز نے اُسے خیالات کی دنیا سے باہر نکالا۔

''میں بھی نکل رہا ہوں۔'' نک نے جیکٹ اٹھائی۔

باہر آ کر وہ پیدل ہی چل پڑے۔ موسم بہار کی ہوا چہروں سے ٹکرا رہی تھی۔ چیری کے درختوں پر کلیاں کھلا چاہتی تھیں۔ اگلے ہفتے پورا شہر گلابی اور سفید پھولوں میں ڈوبنے والا تھا۔ آٹھ سال میں نک کے لیے یہ مناظر اولین حیثیت رکھتے تھے۔ اس نے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر گہری سانس لی۔ معاً توجہ اطراف کے مناظر سے ہٹ کر پھر سارا کی طرف چلی گئی۔ کیا وہ اپنے اپارٹمنٹ تک پہنچ گئی ہوگی؟ ذہن میں سوال اٹھا۔ اگر پہنچ گئی ہوگی تو بستر پر چشمے کے بغیر اس کی

آنکھوں سے شفاف پانی برس رہا ہوگا۔ وہ جانتا تھا کہ انٹرویو کے دوران وہ قدرے درشت ہو چلا تھا۔ یہ حقیقت اسے بے چین کررہی تھی۔ کوئی اور ہوتا تو وہ بھی ایسے ہی پیش آتا بلکہ زیادہ سخت سوالات کرتا۔ انٹرویو اندوہناک صدمہ کم کرنے کے لیے معاون ثابت ہوتا ہے لیکن ایسا ہر کسی کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا تھا کہ بیشتر کیس سیدھے سادے ہوتے۔ بیوہ کو اطلاع، معمول کی کارروائی اور دی اینڈ لیکن جیفری کا معاملہ واقعی پُراسرار تھا۔

''ہم کہاں جارہے ہیں، نک؟''

''میری، جو...... کیا خیال ہے، کچھ طعام ہوجائے۔''

☆☆☆

''جیفری کیس کے لیے تمہارا کیا ارادہ ہے؟'' ٹم نے سوال کیا۔

''میں اپنا کام کروں گا اور دیکھوں گا کہ اصل معاملہ کیا ہے؟''

''تمہیں ایمبروز کو بتانا چاہیے۔ وہ دلچسپی لے گا اور بات ایجنسی تک جائے گی۔''

''تم جانتے ہو کہ پہلے دن سے ایمبروز اور میری نہیں بنتی۔'' نک نے اپنے باس کے بارے میں بتایا۔

''جانتا ہوں۔ تم نے استعفیٰ کیوں نہیں دیا؟''

''ہاں سوچ رہا ہوں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ شہر میں نہیں ہے۔''

''ہاں، ایک ہفتے کے لیے۔'' ٹم نے جواب دیا۔ ''تم بیوروکریسی کے لیے موزوں نہیں ہو۔''

نک نے قہقہہ لگایا۔ ''ہاں، لیکن یہ کیس میرا ہے۔ میں خود ہی ہینڈل کروں گا۔''

''نک یہ تمہارا کام نہیں ہے۔ تم کونسلر ہو۔''

نک سارا کو سی آئی اے آفیسر کے حوالے نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ''یہ میرا کیس ہے۔'' وہ بولا۔ ''میں ہینڈل کروں گا۔''

ٹم نے دانت نکالے۔ ''آہ، لگتا ہے سارا تمہارے ٹائپ کی ہے؟ اگرچہ اس میں کوئی کشش دکھائی نہیں دی۔ ہاں یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ اس نے جیفری کو کیونکر متوجہ کرلیا؟ میرا قیاس ہے کہ اس نے سارا سے شادی کسی اور مقصد کے لیے کی تھی۔ اب یہ بتادو کہ کوئی بات ہے سارا میں جو تمہیں کھینچ رہی ہے؟''

''نو کمنٹ۔'' نک نے کہا۔

''طلاق کے بعد تم بہت عرصہ تنہا گزار چکے ہو۔''

نک نے کافی کپ نیچے رکھ دیا۔ ''کیا سوالات کررہے ہو تم؟''

''کوشش کررہا ہوں کہ تمہاری سوچ کے زاویے کس جانب جھک رہے ہیں۔''

''تم خوامخواہ شک کررہے ہو۔''

نک سوچ رہا تھا کہ ٹم کی بات صحیح بھی ہوسکتی ہے۔ لورین کے ساتھ طلاق چار سال قبل ہوئی تھی۔ اس دوران وہ عورت اور سیکس سے دور رہا تھا۔ مرد کی فطری جبلت زیادہ عرصے حالتِ خواب میں نہیں رہ سکتی۔ اس کی جاب بھی اسے سوٹ نہیں کرتی تھی۔ کوئی ساتھی ہو جس کے ساتھ وہ ہنس بول سکے، نارمل انداز میں زندگی گزارے۔ ایک گھر ہو جہاں وہ تنہا نہ ہو۔ کوئی مرد زیادہ عرصے تک عورت کے بغیر نارمل نہیں رہ سکتا۔ وہ کوئی پادری نہیں تھا۔ اس نے بل کی رقم ٹیبل پر رکھی اور کھڑا ہوگیا۔

دونوں ایک بار پھر سڑک پر تھے۔ موسم بہار، چیری کی کلیاں، پھول بننے والی تھیں۔ نک کے تصور میں پھر سارا کا تصور جھلملانے لگا۔ سارا شہد رنگ آنکھوں والی۔ وہ اپنی ڈیوٹی سے ہٹ کر ملوث ہوا تو کیا نتائج ہوں گے۔ وہ محض ایک کونسلر تھا۔ نہیں، نہیں۔ سارا فائل میں لکھا ہوا محض ایک نام تھا۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

☆☆☆

بوڑھے آدمی کو گلاب پسند تھا۔ گارڈن میں ٹیولپ بھی تھے لیکن اسے گلاب پسند تھے۔ اس کی بیوی کو یہ باغیچہ کتنا مرغوب تھا۔ اس کے تصور میں بیوی کی شبیہ ابھری جو گارڈن میں کھڑی تھی۔ وہ گلابوں کی بہار دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ شبیہ آہستہ آہستہ تحلیل ہوگئی۔ ''میری ننھی...... میری پیاری ننھی۔'' بوڑھے آدمی نے سرگوشی کی۔ ''میں تمہیں بہت یاد کرتا ہوں۔''

''آج کا دن سرد ہے۔'' ایک آواز آئی۔ ڈچ زبان استعمال کی گئی تھی۔ بوڑھا آدم مڑا۔ چھوٹے بالوں والا جوان برونی جھاڑیوں میں سے برآمد ہورہا تھا۔

''آخر تم آگئے۔'' بوڑھے آدمی نے کہا۔

''سوری، ایک دن کی تاخیر ہوگئی۔'' برونی نے معذرت کی۔ برونی نے چشمہ اتارا۔ وہ بوڑھے آدمی کی آنکھوں میں براہِ راست دیکھنے سے اجتناب برت رہا تھا۔ حادثے کے بعد سے کوئی بوڑھے سے آنکھ نہیں ملاتا تھا۔ حتیٰ کہ برونی بھی نہیں۔ بوڑھے کے نزدیک برونی اس کے بیٹے کی طرح تھا۔

''بصرہ کے معاملات ٹھیک ہیں۔'' بوڑھے نے کہا۔

''یس۔ بس کچھ تاخیر ہوئی اور آخری شپمنٹ کے ساتھ مسئلہ ہوا۔ ایک میزائل لاک اِن نہیں ہوا تھا۔ وجہ میکنزم کی کمپیوٹر چپ تھی۔''

"ٹھیک نہیں ہوا۔"
"ہاں، میں نے مینوفیکچرز سے بات کی تھی۔" دونوں نے چہل قدمی شروع کی۔
"تمہارے لیے ایک نیا کام ہے۔" بوڑھے نے کہا۔
"ایک عورت ہے۔"
برونی ٹھٹکا۔ آنکھوں میں چمک لہرائی۔ اس کے زردی مائل بال سورج کی روشنی میں سفید نظر آرہے تھے۔
"اس کا نام سارا فانٹان ہے۔ جیفری فانٹان کی بیوی۔ تم دیکھو کہ اس کے ذریعے کیا معلوم ہوسکتا ہے۔"
"سر، میں سمجھا نہیں۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ جیفری مارا جا چکا ہے؟"
"جو کہہ رہا ہوں، وہ کرو، ہمارے امریکن ذرائع تمہیں تفصیل بتا دیں گے۔ وہ مائیکرو بائیولوجسٹ ہے۔ عمر تقریباً تیس سال۔ شادی کے علاوہ اور کوئی بات مشکوک نہیں ہے لیکن ہم کوئی پہلو نظر انداز نہیں کر سکتے۔"
"کیا میں امریکی رابطے سے مل سکتا ہوں؟"
"نہیں، نازک معاملہ ہے۔" بوڑھے نے جواب دیا۔
برونی نے سر ہلایا۔ وہ بوڑھے کے طریقہ کار سے واقف تھا۔ اس کے کارندے اپنی اپنی حدود میں کام کرتے تھے۔ کوئی اس اصول کو نہیں توڑتا تھا۔ وہ چلتے ہوئے بطخوں کے تالاب کے پاس آگئے۔ کوٹ پاکٹ سے بوڑھے نے ایک بیگ نکالا جس میں بطخوں کی غذا موجود تھی۔ اس نے مٹھی بھر کے غذا بطخوں کی طرف اچھال دی۔ جب نینی زندہ تھی۔ وہ پابندی سے روز صبح بطخوں کو فیڈ کرتی تھی۔
"میں اس عورت کے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔ جلد از جلد نکل جاؤ...... واشنگٹن میں محتاط رہنا۔"
برونی نے اثبات میں سر ہلایا۔

☆☆☆

سارا جہاں کام کرتی تھی، وہ لیب صاف شفاف اور بے داغ تھی۔ روزانہ صفائی اور پالش کی جاتی تھی۔ عفونت کے امکان کو ختم کرنے کے لیے یہ ضروری تھا۔ اور سارا کی ذمے داری بھی۔ لیب میں خاموشی تھی۔ سارا نے چشمہ اتارا۔ باہر ہال وے میں ہیل (Heels) کی آواز سنائی دی اور دروازہ کھل گیا۔
"سارا تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"
سارا نے نظر اٹھائی۔ وہ ایبی تھی۔ بھاری بھر کم ایبی۔
"میں نے سوچا کچھ کام کرلوں۔ میری غیر موجودگی میں......"
"اوہ ہو...... سارا لیب تمہارے بغیر گزارا کر سکتی ہے۔ آٹھ بج رہے ہیں۔ تمہیں گھر جانا چاہیے۔ کئی ہفتے سے کام ہو ہی رہا تھا۔" ایبی نے ہمدردی سے کہا۔
"میں فیصلہ نہیں کر پا رہی کہ گھر جاؤں یا نہیں۔ وہاں بہت سناٹا ہے۔" سارا نے کہا۔ دونوں کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئیں۔
"تم کیسا محسوس کر رہی ہو؟"
"ٹھیک ہوں، ایبی۔"
"ہم نے گزشتہ دنوں تمہاری کمی بُری طرح محسوس کی۔ ہر ایک کال کرنے سے کترا رہا تھا۔ شاید کوئی بھی غم و رنج سے نہیں گزرا۔ تاہم ہمیں تمہارا بہت خیال تھا۔"
سارا نے تشکر آمیز انداز میں سر کو جنبش دی۔ "اوہ، ایبی میں جانتی ہوں اور میں تم سب کی مشکور ہوں۔ میرے گھر میں کتنے کارڈ اور پھول جمع ہوگئے۔ میرے خیال میں مجھے کام پر واپس آجانا چاہیے۔"
"کچھ ایسا سمجھتے ہیں اور کچھ وقفہ چاہتے ہیں۔"
"ہاں، کچھ دنوں کے لیے مجھے واشنگٹن سے نکلنا چاہیے۔ ورنہ یادیں مجھے ستاتی رہیں گی۔" اس نے مسکرانے کی کوشش کی۔ "میری بہن نے مجھے اوریگان آنے کے لیے کہا تھا۔"
"سارا تمہیں جانا چاہیے۔"
"چھ سال میں اس جگہ نے مجھے اپنا لیا ہے۔ میں تصور کر رہی ہوں کہ باقی زندگی یہیں کام کرتے گزاروں...... جیفری اور میں نے صرف تین دن ہنی مون کے لیے گزارے تھے۔ ہم دونوں بہت مصروف تھے۔ کوئی چھٹی بھی نہیں۔ آئندہ کا چانس بھی ختم...... آہ وہ برلن میں تھا یہ کیسے ممکن ہے۔" سارا بینچ پر بیٹھ گئی۔
"اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کیا کہہ رہا ہے؟"
"نک نے کل پھر فون کیا تھا۔ برلن پولیس نے باڈی ریلیز کر دی ہے...... وہ کل مل جائے گی۔" اس کی آنکھیں اچانک اشکبار ہوگئیں۔ اس نے نظریں نیچے کرلیں۔ وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔ "نکولس یا نک وہ..... سوالات کرتا ہے جن کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ وہ اس کا کام ہے۔ کبھی ایسا لگتا ہے کہ کوئی اور امکان بھی ہے پھر میں جیفری کے لیے مزید پریشان ہو جاتی ہوں۔"
"سارا وہ مجھے کچھ عجیب لگا تھا۔" ایبی نے کہا۔
"نہیں، وہ شرمیلا تھا۔"
"نہیں، یہ شرم نہیں تھی۔ یہ ایسا...... ایسا تھا جیسے وہ اپنے

خول میں بند رہنا چاہتا ہے۔ کچھ بتانا نہیں چاہتا...... جیسے جیسے۔"
ایبی نے سارا کو دیکھا۔ "اوہ، یہ کوئی اہم بات نہیں ہے۔"
لیکن سارا نے پہلے ہی ایبی کے نکتے پر غور شروع کر دیا تھا۔ جیفری کم گو اور علیحدگی پسند شخص تھا۔ اپنے بارے میں تو وہ بہت ہی کم بات کرتا تھا۔
پھر کسی نامعلوم وجہ کے تحت نک کا چہرہ تصور میں ابھرا...... جب وہ سارا کو اسٹڈی کر رہا تھا، اس کا انداز انوکھا تھا۔ عام بیوروکریٹ سے ہٹ کر۔ اس کی سلیٹی آنکھیں، سارا کے ہر تاثر کا جائزہ لے رہی تھیں۔ پورے انہماک کے ساتھ۔ اب وہ اس سے دوبارہ بات نہیں کرے گی۔ سارا نے سوچا۔
"مجھے جانا چاہیے۔" دفعتاً اس نے کہا۔
"دم گڈ۔"
سارا نے اپنا سفید براق لیب کوٹ اٹھایا۔ "تدفین کے بعد شاید میں کچھ دن چھٹی لوں گی۔"
"ٹھیک ہے۔ طویل چھٹی پر مت جانا۔ ہمیں تمہاری ضرورت ہے۔"
سارا نے اطراف میں دیکھا۔ "واپس آؤں گی...... پتا نہیں کب۔"

☆☆☆

تدفین کی رسمی کارروائی تکمیل کے آخری مراحل میں تھی۔ نک نے کلپ بورڈ اور شپمنٹ پیپرز پر دستخط کیے اور تابوت نے اپنی منزل کی طرف حرکت کی۔ سارا ہمراہ تھی۔ نک حیران تھا کہ اس موقع پر کیا کہے۔ کال کرے؟ کس لیے؟ مزید تعزیتی کلمات...... مزید اظہارِ افسوس۔ وہ سب کچھ کر چکا تھا۔ اب کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔
وہ اپنے اپارٹمنٹ پہنچا تو ذہن صاف کر چکا تھا۔ بریف کیس کاؤچ پر اچھال کر وہ کچن میں گیا اور وہسکی کا گلاس تیار کیا۔ کتنا عرصہ ہو گیا جب وہ صحیح معنوں میں خوش ہوا تھا...... مہینے؟ سال؟
دفعتاً اپارٹمنٹ کا بزر سن کر وہ اچھل پڑا۔ اسے احساس ہوا کہ اسے رفاقت کی ضرورت ہے۔ کوئی بھی، کسی کی بھی...... چاہے اخبار پھینکنے والا لڑکا ہی کیوں نہ ہو۔ اس نے لاک ہٹا کر دروازہ کھولا اور متحیر رہ گیا۔
"تم......؟"
"ہاں، کیا ہوا...... ہٹو اندر آنے دو۔" ٹم نے کہا۔ "اور تیار ہو جاؤ۔ نئی خبر ہے۔ ایف بی آئی کی...... اندازہ لگاؤ؟"

نک نے ٹھنڈی سانس بھری۔ "ڈرتا ہوں معلوم کرتے ہوئے۔"
"جیفری فونٹان، جانتے ہو وہ مر چکا ہے؟"
"کیا نئی بات ہوئی؟"
"میں اصلی جیفری کی بات کر رہا ہوں۔" ٹم نے انکشاف کیا۔
"دیکھو، میں فائل بند کر چکا ہوں اور فی الحال کھانے کے موڈ میں ہوں...... تم بھی شریک ہو جاؤ۔" نک نے کہا۔
"جیفری بیالیس برس پہلے مر چکا تھا۔" ٹم نے دھماکا کیا۔ نک دروازہ بند کر کے گھوما اور ٹم کو گھورنے لگا۔
"ہا......ا......" ٹم نے ہنکارا بھرا۔ "کیا رائے ہے؟"

☆☆☆

سارا کو خبر ہی نہیں ہوئی۔ ایک ایک کر کے سب وہاں سے چلے گئے۔ مدفن پر اس کے ساتھ صرف ایبی کھڑی تھی۔
"بارش ہونے والی ہے۔" ایبی نے کہا۔
سارا نے آسمان کی طرف سر اٹھا کے دیکھا۔ ایبی نے اس کے بازو میں ہاتھ ڈال کر پارکنگ لاٹ کی طرف حرکت کی۔
"اے کپ آف ٹی...... ہم دونوں کو ضرورت ہے۔" ایبی نے کہا۔ ہر مسئلے کا ایبی کے پاس یہی حل تھا۔ "اے کپ آف ٹی۔"
تیس سال کی شادی کے بعد بدمزہ طلاق سے سنبھلنے میں اس نے یہی نسخہ استعمال کیا تھا۔ "اے کپ آف ٹی۔" پھر کالج میں داخلے سے پہلے اس کے بیٹے نے ساتھ چھوڑ دیا...... "اے کپ آف ٹی"...... ٹی کپ...... ٹی......
سارا نے نفی میں یہ نسخہ مسترد کر دیا۔
"سارا اس سے فرق پڑے گا۔ ہم عورتیں مضبوط ہوتی ہیں۔ ہمیں مضبوط ہونا چاہیے۔"
"میں نہیں ہوں۔"
"شک مت کرو۔ تم مضبوط ہو۔"
معاً سارا رک گئی۔ تنفس کی رفتار بڑھ گئی۔ ایبی نے سامنے دیکھا۔ دھندلی فضا سے ایک آدمی نمودار ہوا۔ اس کا رخ ان دونوں کی جانب تھا۔ سارا نے بہ آسانی اندازہ لگا لیا کہ وہ شروع سے آخر تک وہاں موجود رہا تھا۔
"مسز فونٹان۔" اس نے قریب پہنچ کر کہا۔
"ہیلو، مسٹر نک اوہارا۔"
"مجھے احساس ہے کہ میں غلط موقع پر مداخلت کر رہا ہوں لیکن میں دو دن سے فون پر کوشش کر رہا تھا۔ تم نے میری

ایک کال بھی اٹینڈ نہیں کی؟"

"ہاں، یہ ٹھیک ہے۔"

"مجھے کچھ بات کرنا تھی۔" نک نے ایبی کی طرف مڑ کر اپنا تعارف کرایا۔ "اگر آپ بُرا نہ مانیں تو مجھے چند منٹ دے دیں۔ میں سارا سے تنہائی میں بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"شاید وہ ایسا نہیں چاہتی۔" ایبی نے کہا۔

نک نے سارا کی جانب دیکھا۔ "یہ بہت اہم ہے۔"

نک کی آنکھوں اور تاثرات میں کوئی ایسی بات تھی کہ سارا اس کی درخواست کو اہمیت دینے پر مجبور ہوگئی...... جیفری چلا گیا تھا۔ یہ اذیت ہی بہت تھی۔ جس میں نک کے سوالات اضافہ کر دیتے تھے۔ چنانچہ وہ اس کے پیغامات اور کالز کو نظرانداز کرتی رہی۔

"پلیز مسز فونٹان۔"

بالآخر اس نے ہامی بھر لی۔ ایبی کی جانب دیکھا۔

"بارش شروع ہونے والی ہے۔" ایبی نے کہا۔

"میں مسز فونٹان کو گھر پہنچا دوں گا۔ بے فکر ہو جائیں۔" وہ مسکرایا۔ "میں اس کا خیال رکھ سکتا ہوں۔"

"ایبی نے سارا کو گلے لگا کر بوسہ دیا۔ "میں رات میں کال کروں گی۔" اس نے ارادہ ظاہر کیا اور اپنی کار کی طرف چلی گئی۔

"وہ تمہاری اچھی دوست معلوم ہوتی ہے۔"

"ہم لیب میں ساتھ کام کرتے ہیں۔"

نک، سارا کو اپنی کار تک لے آیا۔ اس دوران اس نے نرمی سے اس کی آستین کو چھوا تھا۔ سارا اس کے ساتھ والی نشست پر بیٹھ گئی۔ وولو میں کچھ دیر سکوت طاری رہا۔ سارا نے نم آلود چشمہ اتارا اور شہد رنگ آنکھوں سے نک کی جانب دیکھا۔ نک کے بال بھیگ گئے تھے۔

نک نے چابی گھمائی اور انجن بیدار ہوگیا۔ وائپرز نے حرکت شروع کی۔ گاڑی کا رخ سارا کے گھر کی طرف تھا۔ موسم اچانک خوشگوار ہوگیا تھا۔ نک ایک پُراعتماد ڈرائیور تھا۔ اس کے ہاتھوں کی حرکت میں روانی اور مہارت نمایاں تھی...... اس نے کالز کے بارے میں سوال کیا۔

"آئی ایم سوری۔" سارا نے معذرت پیش کی۔ "میں مزید سوالات اور اندازوں کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی۔"

"اگر میں حقائق بتاؤں؟"

"ابھی تک تم صرف قیاس آرائیوں پر انحصار کررہے ہو۔"

"یہ سلسلہ ختم ہوگیا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"مجھے حقائق مل گئے ہیں۔ بس نام درکار ہے۔"

"کیا کہنا چاہ رہے ہو؟"

"تمہارا شوہر...... چھ مہینے پہلے تم کافی شاپ پر اس سے ملیں اور اس نے بہ آسانی تمہیں متاثر کرلیا۔ چار ماہ بعد شادی ہوگئی۔ ایسا ہی تھا؟"

"ہاں۔"

"سمجھ نہیں آتا، کیا الفاظ استعمال کروں لیکن جیفری بیالیس سال قبل نوزائیدگی کی حالت میں مرگیا تھا۔"

سارا کا اپنی سماعت سے اعتبار اٹھ گیا۔ اس کا بدن سنسناہٹ کا شکار ہوگیا۔ "میں...... سمجھی...... نہیں......" وہ ہکلائی۔

نک کی نگاہ سڑک پر تھی۔ "جس شخص نے تم سے شادی کی۔ اس نے مردہ بچے کا نام اپنالیا۔ آسان کام تھا۔ تم تلاش کرو تو ایسے بچے مل جائیں گے جو سال یا چھ مہینے کے اندر فوت ہوئے۔ برتھ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد تمہیں سوشل سیکیورٹی نمبر، بعد میں ڈرائیور اور میرج لائسنس بھی مہیا ہو جائے گا۔ نئی زندگی۔ نئی شناخت اور تمام ثبوت......"

"تم کیسے جانتے ہو؟"

"کمپیوٹرز...... جیفری، ڈرافٹ کے لیے کبھی رجسٹرڈ نہیں ہوا۔ وہ کبھی اسکول نہیں گیا۔ ایک سال پہلے تک اس کا کوئی بینک اکاؤنٹ نہیں تھا۔ تب اچانک اس کا نام مختلف مقامات پر ظاہر ہوا۔"

سارا کی رکی ہوئی سانس خارج ہوئی۔ "پھر وہ کون تھا یا ہے؟" سارا نے سرگوشی کی۔ "میں نے کس کے ساتھ شادی کی تھی؟"

"یہ مجھے نہیں معلوم۔"

"کیوں؟ اس نے ایسا کیوں کیا؟ نئی زندگی کی کیا ضرورت تھی؟"

"کئی وجوہات ہوسکتی ہیں۔ پہلا خیال میرے ذہن میں یہ ہے وہ کوئی جرم کرنا چاہتا تھا۔ اس کے انگوٹھوں کے نشانات ڈرائیور لائسنس بیورو کے ریکارڈ پر ہیں۔ جن کو میں نے ایف بی آئی کے کمپیوٹر پر آن کیا۔ وہ وہاں کہیں بھی نہیں ہے۔"

"مطلب وہ مجرم نہیں۔"

"کہہ نہیں سکتے، دوسرا امکان یہ ہوسکتا ہے کہ فیڈرل وٹنس پروگرام کا حصہ رہا ہو اور حفاظتی نقطہ نظر سے اسے نئی شناخت دی گئی ہو۔ اس امکان کا ثبوت حاصل کرنا میرے لیے بہت مشکل ہے۔ تاہم مرڈر کے لیے یہ وجہ بنیاد بن سکتی ہے۔"

''تمہارا مطلب ہے کہ اس نے جن کے خلاف گواہی دی تھی، انہوں نے اسے نئی شناخت کے ساتھ پہچان لیا تھا؟'' سارا نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی ہے۔''

''لیکن اُس نے مجھ سے ایسی کوئی بات شیئر نہیں کی۔''

''ہاں اس بات سے ایک اور امکان پیدا ہوتا ہے جس کی تصدیق تم کرسکتی ہو۔''

''کہو۔''

''یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جیفری کی نئی زندگی اس کے مشن کا حصہ ہو۔ اسے نامعلوم کام کے لیے بھیجا گیا ہو۔''

''تمہارا مطلب ہے کہ وہ جاسوس تھا؟''

نک نے سر ہلا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کی آنکھوں کا رنگ باہر آسمان پر چھائے بادلوں کے مانند گہرا سرمئی ہوگیا تھا۔

''مجھے یقین نہیں آتا۔''

''یہ حقیقت ہے، میری بات کا یقین کرو۔''

''تم مجھے کیوں بتا رہے ہو؟ تمہیں کیسے معلوم کہ میں اس کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہوں؟''

''تمہارا کردار صاف ہے۔ میں فائل دیکھ چکا ہوں۔''

''اوہ، میری بھی فائل ہے۔'' وہ تڑخی۔

''چند برس پہلے تمہیں سیکیورٹی کلیئرنس دی گئی تھی۔ یاد کرو۔ جب تم نے لیب میں ریسرچ کا آغاز کیا تھا۔ ظاہر ہے، فائل تو بنی تھی۔''

''ہاں۔''

''لیکن میرے نزدیک تم فائل کی وجہ سے کلیئر نہیں ہو۔ یہ میرے اپنے احساسات ہیں...... مجھے قائل کرو کہ میرے احساسات ٹھیک ہیں۔''

''کیسے؟ پولی گراف؟''

''نہیں، جیفری اور تم۔ کیا یہ محبت تھی؟''

''بلاشبہ۔''

''مطلب یہ ایک حقیقی شادی تھی۔'' نک نے کہا۔

''ہاں ایسا ہی تھا۔''

''میں گیم نہیں کھیل رہا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں اس افیئر سے الگ ہوجاتا ہوں شاید تم کمپنی کے انداز کو ترجیح دو۔''

''یعنی تم نے سی آئی اے کو نہیں بتایا؟''

''نہیں۔'' اس نے سرکشی کے ساتھ سر اٹھایا۔ ''مجھے ان کی پروا نہیں ہے۔ ممکن ہے مجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔''

''خود کو خطرے میں ڈالنے کی وجہ؟'' سارا نے سوال کیا۔

نک نے شانے اچکائے۔ ''تجسس...... یا پھر میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے بل بوتے پر کیا کرسکتا ہوں۔''

''خواب؟''

''خواب کے ساتھ......'' اس نے سارا کی شہد آگیں آنکھوں میں دیکھا۔

''اور کیا......؟''

''نہیں، کچھ نہیں۔'' وہ خود فراموش ہوتے ہوتے سنبھل گیا۔ یہ موقع محل نہیں تھا۔ اظہار بے تابیٔ قلب مناسب نہ تھا۔

وہ واشنگٹن ڈی سی کی سڑکوں پر مناسب رفتار سے رواں تھا۔ بارش تیز تھی۔ سارا ٹریفک کی بھیڑ میں نروس ہوجایا کرتی تھی۔ حیرت انگیز طور پر آج وہ پُرسکون تھی۔ نک کی موجوگی میں وہ خود کو محفوظ خیال کررہی تھی۔ ایک عورت نک کے بازوؤں میں خود کو کتنا محفوظ کرسکتی ہے؟ پرتوِ خیال بھٹکا۔ وہ کیا سوچ رہی ہے، کیا تماشا ہے؟ حسن خیال ہے...... یا خیالات کی بے راہ روی۔

''شاید تم بے خبر ہو اور کوئی جواب تمہارے ذہن کے گوشے میں اٹکا ہو؟'' نک نے سوالات کا آغاز کیا۔

سارا نے نفی میں سر ہلایا۔ ''جو میں جانتی تھی، پہلے ہی بتا چکی ہوں۔''

''سارا۔'' شاید اس نے پہلی مرتبہ اسے نام سے پکارا۔ ''ہر جاسوس، کتنا ہی چالاک کیوں نہ ہو، کہیں نہ کہیں غلطی کرتا ہے۔ شاید اس نے بھی تم سے کوئی ایسی کوئی بات کی ہو جو تمہارے نزدیک غیر اہم ہو...... شاید وہ سوتے میں کچھ بول گیا ہو؟''

اُدھر وہ سوچ رہی تھی کہ نک نے اسے سارا کے نام سے کیوں پکارا؟ یہ شاہراہِ الفت پر پہلا قدم ہے۔ نیرنگیٔ حیرتِ تماشا ہے یا بے خیالی میں زبان پھسلی ہے۔ اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبایا۔ وہ جیفری نہیں بلکہ نک کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

''اگر ایسی کوئی بات ہوئی بھی ہو تو میں نے یقیناً اہمیت نہیں دی ہوگی۔''

''مثلاً کیسی بات؟''

''شاید اس نے ایک دوبار مجھے ''ایوی'' کہہ کر بلایا تھا۔ تاہم فوراً ہی معذرت بھی کرلی تھی اور بتایا تھا کہ ایوی اس کی کوئی پرانی گرل فرینڈ تھی۔''

''فیملی، فرینڈز......؟''

''وہ ورمونٹ میں پیدا ہوا تھا اور لندن میں پلا بڑھا تھا۔ اس کے والدین کا تعلق تھیٹر سے تھا۔ ان کا انتقال ہوچکا ہے۔

کسی اور رشتے دار کے بارے میں اس نے کبھی کوئی بات نہیں کی۔ نہ اس کا کوئی قریبی دوست تھا۔''

''اس کا کام۔ وہ بینک آف لندن کے پے رول پر تھا۔ اس کی ڈیسک بیک آفس میں تھی لیکن کسی کو یاد نہیں کہ وہ کیا کرتا تھا۔'' نک نے اپنی معلومات کا اظہار کیا۔

''اس کا مطلب، اس کی زندگی کا وہ حصہ بھی مصنوعی تھا؟''

''ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔'' نک نے تصدیق کی۔

سارا اپنی نشست میں ڈھیر ہوگئی۔ اس کی شادی ہوا میں تحلیل ہوگئی تھی۔ وہ سب فریب تھا۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔ حقیقت یہ تھی۔ بارش میں، کار کے اندر، نک کے ہمراہ...... چند روز ہوئے تھے دونوں کو ملے ہوئے لیکن یہ واحد حقیقت تھی جس کا وہ سہارا لے سکتی تھی۔ اس کے خیالات گھوم پھر کر نک کی طرف لوٹ جاتے۔ کیا وہ شادی شدہ ہے؟ نئے سوال نے بیج سے پھوٹنے والی کونپل کی طرح سر اٹھایا۔ وہ بھی سارا کو تنہائی پسند لگا تھا۔ تاہم سارا نے کم از کم اپنے لیے نک کی ذات میں کشش محسوس کی۔ یہ کشش تھی یا سارا کی ضرورت؟ وہ سارا کو تنہا اور پریشان لگا تھا' بے چین اور بے کل۔

گاڑی روکتے ہی نک اتر کر لپکا اور سارا کی جانب کا ڈور کھول دیا۔ بظاہر رسمی شائستگی کے اندر کچھ اور بھی تھا۔ کوئی جذبہ، کوئی آرزو...... عمارت کی لابی تک آتے آتے دونوں بھیگ چکے تھے۔

''شاید تمہارے پاس کچھ سوالات ہیں؟'' سارا نے سرد آہ بھری۔

''اگر اس کا مطلب ہے کہ میں تمہارے اپارٹمنٹ تک آؤں، تو پھر میرا جواب ہاں، میں ہے۔''

''چائے یا تفتیش کے لیے؟''

وہ مسکرایا۔ ''شاید دونوں، تم مشکل سے ہاتھ آئی ہو، لہٰذا اس موقع پر مجھے تمام سوالات نمٹا دینے چاہئیں۔''

وہ دوسری منزل پر اپارٹمنٹ کے قریب تھے۔ سارا کچھ کہنے والی تھی کہ دفعتاً ساکت و جامد کھڑی رہ گئی۔ اس کے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اضطراری طور پر وہ پیچھے کی طرف ہٹی۔ چہرے پر ہراس نمایاں تھا۔ لاشعوری طور پر اس نے نک کا بازو پکڑ لیا۔ اپنے دل کی دھڑکن کے سوا اُسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

بظاہر اپارٹمنٹ میں سناٹے کا راج تھا۔ کھلے دروازے سے روشنی ہال میں گر رہی تھی۔ نک نے اسے وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود محتاط انداز میں دروازے کی جانب حرکت پذیر ہوا۔ سارا نے بھی تقلید کرنی چاہی۔ نک نے اسے گھور کر دیکھا۔ سلیٹی آنکھیں، سیاہ ہوگئی تھیں۔ سارا اپنی جگہ سمٹ کے رہ گئی۔

نک نے دروازے کو دھکیلا۔ مزید کھلنے سے اضافی روشنی ہال میں در آئی۔ وہ دروازے میں کھڑا رہا۔ پھر اپارٹمنٹ میں داخل ہوگیا۔ سارا واضح طور پر خوف زدہ تھی، تنہا تھی۔ نک ابھی اپارٹمنٹ کے اندر تھا۔ کچھ دیر بعد نک کا سر دروازے میں نظر آیا۔ سارا نے سکون کی سانس لی۔

''ٹھیک ہے، سارا۔'' اس نے کہا۔ ''یہاں کوئی نہیں ہے۔''

وہ تیزی سے گزر کر اندر چلی گئی۔ توقع کے برخلاف اپارٹمنٹ کی اشیا اپنی جگہ پر تھیں۔ کسی چیز کو گویا چھیڑا ہی نہیں گیا تھا۔ لیونگ روم سے وہ بیڈ روم میں آگئی۔ نک عقب میں تھا۔ وہ سیدھی ڈریسر میں رکھے جیولری باکس کی طرف گئی۔ باکس اور اس میں موجود زیورات بھی جگہ پر تھے۔ سارا نے باکس بند کیا اور گھوم کر تیزی سے کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ اُلجھن میں پڑ گئی اور نک کی آنکھوں میں دیکھا۔

''کیا غائب ہے؟''

''کچھ بھی نہیں۔'' سارا نے نفی میں سر ہلایا۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے؟'' وہ بولا۔

''شاید آنے والے کے پاس کم وقت تھا۔ شاید کوئی مداخلت ہوئی ہو......''

''تم ہراساں ہو؟'' نک نے تشویش سے سارا کو دیکھا۔

''بوکھلاہٹ، خوف یا حیرت......''

نک نے اس کا ہاتھ چھوا۔ اس کی انگلیوں کے مقابلے میں گرم تھیں۔ ''تمہیں ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ پہلے گیلے کپڑوں سے نجات حاصل کرو۔''

''میں ٹھیک ہوں۔''

''کم آن، کوٹ تو اتارو...... میں چند فون کالز کرتا ہوں۔'' اس کی آواز اور لہجے نے سارا کے لیے کوئی چوائس باقی نہیں رہنے دی۔ نک نے کوٹ اتارنے میں سارا کی مدد کی۔ سارا نڈھال سی بیٹھ کر اسے فون کرتے دیکھتی رہی۔ اسے احساس ہوا کہ خود پر سے اس کا کنٹرول ختم ہوگیا ہے۔ نک نے اس کے اپارٹمنٹ میں قدم رکھ کر کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ بظاہر وہ احتجاجی انداز میں اٹھی اور کچن کی طرف چل پڑی۔

''سارا؟''

''میں چائے بنا رہی ہوں۔''

''تکلیف میں نہ جاؤ۔''

"تکلیف کی بات نہیں ہے۔ میرے خیال میں ہمیں چائے پینی چاہیے۔" اسے ابھی کا فارمولا یاد آیا۔

نک، ٹم سے بات کررہا تھا۔ آواز کچن تک آرہی تھی۔ ٹم نے وقفہ مانگا ہوگا۔ لہٰذا نک نے اوورکوٹ اتار کر ٹائی ڈھیلی کی اور کمرے میں ٹہلنے لگا۔

"پولیس کو فون نہیں کریں؟" سارا کی آواز آئی۔

"پولیس دوسرا آپشن ہے۔ پہلے بیورو سے بات کر لوں۔"

"مطلب ایف بی آئی؟ لیکن کیوں؟"

"نہیں، وہ ٹم کا دوست بیورو میں ہے۔" نک نے جواب دیا۔ وہ بے قراری سے ٹم کی کال کا انتظار کررہا تھا۔ گھنٹی بجتے ہی اس نے جھپٹ کر ریسیور اٹھایا۔ ایک آدھ لفظ کہہ کر خاموش ہوگیا اور ٹم کی بات سنتا رہا اور کھڑا ہوگیا۔ معاً اس کے چہرے پر شدید غصے کے آثار ظاہر ہوئے۔

"ایمبروز کو کیسے پتا چلا؟" اس نے ایمبروز کے لیے غیر مہذب لفظ استعمال کیا۔ سارا پریشان تھی کہ نک کیوں اچانک برہم ہوگیا۔

"اوکے۔" نک کی آواز آئی۔ "میں آدھے گھنٹے میں وہاں پہنچتا ہوں۔" نک نے سارا کے اپارٹمنٹ کی صورتِ حال بھی بتائی اور ٹم کے دوست کا نمبر مانگا۔ پھر پریشانی سے سارا کو دیکھا۔

"ٹھیک ہے ایمبروز کے آفس میں تم سے ملتا ہوں۔"

"کیا ہوگیا؟" سارا نے پریشانی سے سوال کیا۔

"مجھے جانا پڑے گا۔ چین لاک لگا کر رکھنا بلکہ بہتر ہے کہ آج رات اپنی دوست کے گھر پر گزارو۔ پولیس کو کال کر دو۔ میں پہلی فرصت میں واپس آجاؤں گا۔"

سارا دروازہ بند کرکے کمرے میں آگئی۔ سوچوں میں غلطاں، بے خیالی میں اس کی نظر بک شیلف پر رکھے گلدان پر پڑی۔ کچھ غلط تھا، لیکن کیا؟ اچانک اس پر انکشاف ہوا کہ گلدان کے برابر والی جگہ خالی پڑی تھی۔ وہ پلک جھپکائے بغیر خالی جگہ کو گھور رہی تھی۔ جہاں شادی کی تصویر کا فریم ہونا چاہیے تھا، وہ تصویر اسے بہت عزیز تھی۔

غم و غصے نے اس کے گلے میں پھندا لگا دیا۔ شادی کی تصویر غائب تھی۔ اگرچہ تصویر میں صرف دو مسکراتے چہرے تھے لیکن سارا کو لگ رہا تھا جیسے پورا اپارٹمنٹ مسمار ہوگیا ہے۔ واحد شے...... اس کی سب سے قیمتی چیز غائب تھی۔ اپارٹمنٹ میں موجود ہر شے سے زیادہ وہ تصویر پیاری تھی۔ کسی کو کیا ضرورت تھی وہ تصویر لے جانے کی؟

معاً فون کی گھنٹی پر اس کا دل زور سے دھڑکا۔ شاید ابھی کا فون تھا۔ سارا نے ریسیور اٹھایا۔ پہلے لانگ ڈسٹنس کال کی مخصوص سرگوشی سنائی دی۔ سارا جم کے رہ گئی۔

"ہیلو؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"سارا میرے پاس آجاؤ۔ میں تم سے پیار کرتا ہوں۔"

پھیپھڑوں سے اٹھنے والی چیخ حلق میں گھٹ کر رہ گئی۔ کمرا چکر کاٹنے والے جھولے کے مانند گھومنے لگا۔ اس نے سنبھلنے کے لیے شیلف کا سہارا لیا۔ ریسیور انگلیوں سے پھسل کر قالین پر گر گیا۔ یہ ناممکن ہے...... جیفری زندہ نہیں ہے۔ اس نے تڑپ کر فون اٹھایا۔ "ہیلو؟ ہیلو؟ جیفری!" وہ چلّانے لگی۔ طویل فاصلے کا رابطہ ختم ہوچکا تھا۔ پھر وہی ڈائل ٹون۔

جو کچھ اس نے سنا، وہ کافی تھا۔ گزشتہ دو ہفتے بھیانک خواب کے مانند تھے۔ خواب... لیکن یہ آواز خواب نہیں تھی۔ حقیقت تھی۔ جیفری زندہ تھا۔

☆☆☆

"اوہارا، تم بیس منٹ تاخیر سے پہنچے ہو۔" ایمبروز کی آواز گونجی۔

نک پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ "بارش تھی، کیا کرتا......؟"

"جانتے ہو کون یہاں اس وقت تم سے ملنے کا مشتاق ہے؟ کوئی آئیڈیا؟" ایمبروز نے کہا۔

"نہیں، کون ہے؟"

"کوئی کُتّے کا......" ایمبروز فقرہ مکمل کرتے کرتے رک گیا۔ "سی آئی اے...... وان ڈیم نام ہے اس کا۔ مجھے بتاؤ، فونٹان کیس میں کیا چل رہا ہے؟ میرے ہی ڈپارٹمنٹ میں کیا ہورہا ہے۔ یہ وان ڈیم نے مجھے بتایا...... اوہارا تم کیا کرتے پھر رہے ہو؟"

نک نے سکون سے جواب دیا۔ "اپنی ڈیوٹی کررہا ہوں۔"

"ڈیوٹی؟ تمہاری ڈیوٹی تھی کہ بیوہ کو اطلاع دیتے، معذرت کرتے اور باڈی واپس منگوانے کا بندوبست کرتے جبکہ وان ڈیم کے مطابق تم جیمز بانڈ بننے کی کوشش کررہے ہو۔"

"یہ اُس کی رائے ہے۔" نک نے کہا۔ "ہاں میں نے تدفین میں شرکت کی تھی اور اسے گھر تک چھوڑنے گیا تھا۔"

جواب میں ایمبروز نے ملحقہ کمرے کا دروازہ کھولا۔

"خود مل لو۔" نک، ایمبروز کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوگیا۔ ڈیسک کے دوسری جانب جو آدمی بیٹھا تھا، اس کی عمر چالیس، پچاس کے درمیان رہی ہوگی۔ اس نے ہاتھ اس طرح باندھے ہوئے تھے جیسے عبادت کررہا ہو۔ دراز قامت اور خاموش۔ ٹم کا

کہیں پتا نہیں تھا۔ درحقیقت وان ڈیم، ایمبروز کی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ یہ امر بہت کچھ سمجھانے کے لیے کافی تھا۔ یقیناً وہ سی آئی اے کی کوئی بااثر شخصیت تھی۔

"پلیز، بیٹھ جاؤ۔ مسٹر اوہارا۔" اس نے کہا۔ "میرا نام وان ڈیم ہے۔" اس نے صرف نام بتانے پر اکتفا کیا۔ نک کے بیٹھنے کے بعد وان ڈیم نے ایک نیلا فولڈر نکالا۔ یہ نک کی ملازمت کا ریکارڈ تھا۔ "تم اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ کے ساتھ آٹھ سال سے منسلک ہو۔"

"آٹھ برس، دو ماہ۔" نک نے تصحیح کی۔

"دو سال سے ہونڈوراس، دو سال قاہرہ اور چار سال لندن میں...... تمام عرصے میں تمہاری حیثیت کونسلر کی تھی۔ اچھا ریکارڈ ہے، سوائے دو میموز کے...... تم ہونڈوراس میں مقامی افراد کے لیے ہمدردی رکھتے تھے۔"

"کیونکہ وہاں ہماری پالیسی بدبودار تھی۔"

وان ڈیم مسکرایا۔ "یقین کرو، یہ بات کہنے والے تم پہلے آدمی نہیں ہو۔" اس کی مسکراہٹ نے نک کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجائی۔

"مسٹر اوہارا، اس ملک میں لوگ اپنی اپنی رائے رکھتے ہیں۔ جیسے کہ تم...... اور میں اختلاف رائے کو پسند کرتا ہوں۔ بدقسمتی سے سرکاری ملازمت میں ذاتی رائے کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ تمہیں دوسرا میمو ایشو کیا گیا۔"

"دوسرا میمو لندن کے واقعے سے متعلق ہے۔"

"ہاں۔" نک نے مختصر جواب دیا۔

"کیا تم وضاحت کرو گے؟"

"رائے پوٹر نے سی آئی اے کو رپورٹ کی تھی۔ جو کچھ ہوا...... وہ اس کی اپنی رائے تھی۔"

"تم اپنی رائے بتاؤ۔" وان ڈیم نے کہا۔

لہو کی گردش میں غصہ شامل ہو گیا۔ تاہم نک نے کہا۔ "ہمارا چیف کونسلر ڈان لبرمین ایک ہفتے سے لندن میں نہیں تھا۔ مجھے اس کی جگہ سنبھالنی پڑی...... ایک رات سوکولووا نامی آدمی مجھ تک پہنچا۔ روس کی لندن ایمبیسی میں وہ اتاشی تھا۔ میں پہلے بھی اس سے مل چکا تھا، وہ ایک رسمی استقبالیہ تھا۔ میں نے اسے کئی بار نروس اور پریشان محسوس کیا۔ وہ سیاسی پناہ کا متلاشی تھا۔ جس کے بدلے وہ کچھ اطلاعات فراہم کرنے کے لیے تیار تھا۔ میرے ذہن کے مطابق 'اطلاعات' اہم تھیں۔

"میں نے فوراً رائے پوٹر کو بتایا۔ پوٹر لندن میں خفیہ کا ہیڈ بھی تھا۔ پوٹر مشکوک تھا، وہ چاہتا تھا کہ سوکولووا کو ڈبل ایجنٹ کے طور پر استعمال کیا جائے۔ شاید وہ روسی خفیہ کی قیمتی معلومات تک رسائی چاہتا تھا۔ میں نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی کہ سوکولووا کی زندگی پہلے ہی خطرے میں ہے اور اس کی فیملی بھی لندن میں ہے لیکن پوٹر اسے پناہ دینے میں جلد بازی سے گریز کررہا تھا۔ میں اس کی بات سمجھ رہا تھا کہ سوکولووا کے کے۔جی۔بی میں بالائی سطح پر تعلقات تھے۔ لہٰذا میں نے پوٹر سے بحث نہیں کی۔ لیکن اگر اسے کے۔جی۔بی نے پلانٹ کیا ہوتا تو چند روز بعد اس کے بیوی بچوں کو سوکولووا کی لاش نہ ملتی۔ روسی اپنے ایجنٹ کو اس وقت تک ٹھکانے نہیں لگاتے جب تک وہ حتمی نتیجے پر نہ پہنچ جائیں...... تمہارے آدمیوں نے سوکولووا کو بھیڑیوں کے حوالے کر دیا تھا۔"

"یہ ایک خطرناک کھیل ہے، مسٹر اوہارا۔ اس کھیل میں ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں۔ لیکن سوکولووا کی ہلاکت کا ذمّے دار میں خود کو سمجھتا ہوں۔ پوٹر نے میری رائے کو پسِ پشت ڈال دیا تھا۔"

وان ڈیم نے نفی میں سر ہلایا اور مسکرانے کے بجائے ہنسنے لگا۔

"پوٹر نے تمہارے رویّے پر اعتراض کیا تھا حتیٰ کہ تم تشدد سے قریب تر ہو چلے تھے۔"

"تشدد والی بات جھوٹ ہے۔" نک نے تردید کی۔

وان ڈیم نے فائل بند کر دی اور ہمدردانہ انداز میں مسکرایا۔ نک سمجھ گیا کہ جو کچھ ہونے جا رہا ہے، وہ اس کے حق میں نہیں ہوگا۔ تمام گفتگو کے دوران میں ایمبروز نے خاموشی اختیار کیے رکھی۔ یہ اچھی علامت نہیں تھی۔ باتوں اور اشاروں میں وان ڈیم نے امریکن یونیورسٹی میں نک کے پروفیشن کا ذکر کیا، اور ایک آدھ معمولی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ بعدازاں کنایتاً اس نے نک کی تنہائی کی بات کی۔ سارا بھی تنہا تھی۔ لُب لباب یہ نکل رہا تھا کہ وہ اپنے طور پر سارا کے ساتھ مکس اَپ ہو رہا ہے لیکن کیوں؟

نک نے اپنے اشتعال کو دبایا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میں غدار ہوں؟"

"نہیں، نہیں...... ایسی بات نہیں ہے...... لیکن تم سارا کے ساتھ کیوں ملوث ہو رہے ہو؟"

بالآخر بلی نے تھیلے سے باہر سر نکالا۔ نک نے اختصار سے بتایا کہ جب اسے معلوم ہوا کہ جیفری برلن میں نہیں لندن میں تھا۔ اس وقت اس نے تجسّس کے باعث حقیقت معلوم کرنا چاہی۔ اسے ٹم کا نام بھی بتانا پڑا۔ چھپانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔

"تم نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں دی؟"

"لندن اور برلن کے تضاد کی وجہ سے کچھ تاخیر ہو گئی۔"

نک نے مبہم لیکن نحیف جواب دیا۔
”تمہیں احساس ہے کہ تم سے بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے؟“
”میں نہیں سمجھا۔“
”کیا تم نے اسے سی آئی اے کے بارے میں وارن کر دیا ہے؟“
”وارننگ؟ وہ بھی اتنے ہی اندھیرے میں ہے...... جتنا میں۔“
”ممکن ہے ایسا نہ ہو، وہ اتنی معصوم نہ ہو۔“
”میرے احساسات ہیں۔“ نک نے کہا۔
”یہ معاملہ الجھا ہوا ہے۔ مسز فونٹان نے جو بتایا ہے، وہ اس سے زیادہ جانتی ہے۔ تم لاعلم ہو۔ مختلف لوگ ملوث ہیں۔ مختلف داؤ کھیلے جارہے ہیں۔“
نک حیرت سے اسے تک رہا تھا۔ کیا سارا اتنی بڑی اداکارہ ہے کہ نک دھوکا کھا گیا۔ ”تم نے نتائج کی بات کی؟“
”اس کیس کے نتائج بین الاقوامی سطح پر ظاہر ہوں گے۔“
”جیفری جاسوس ہے؟“ نک نے سوال کیا۔
وان ڈیم نے کوئی جواب نہیں دیا اور ایمبروز کو دیکھا۔ ایمبروز نے کھنکھار کر گلا صاف کیا۔
”تمہارا ریکارڈ دیکھنے اور تجزیے کے بعد فیصلہ کیا گیا ہے کہ ڈپارٹمنٹ سے تمہاری غیر حاضری میں اضافہ کر دیا جائے۔ بیسٹ فار یو۔ اس دوران میں تمہاری سیکیورٹی کلیئرنس کی تصدیق کی جائے گی۔ اگر کوئی بات حماقت سے بڑھ کر برآمد نہ ہوئی تو جسٹس ڈپارٹمنٹ تک جانے کی نوبت نہیں آئے گی اور تمہارا رابطہ وان ڈیم سے ہوگا۔“
تشریح کی ضرورت نہیں تھی۔ نک پر غداری کا لیبل لگایا جارہا تھا۔ منطقی ردعمل یہی تھا کہ وہ احتجاج کرے اور اسی وقت استعفیٰ دے دے لیکن وان ڈیم کے سامنے؟ نہیں وہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے بجائے وہ کھڑا ہو گیا۔ ”میں سمجھ گیا، اور کچھ؟“
”نہیں، مسٹر اوہارا۔“
اسٹیٹ ڈپارٹمنٹ میں آٹھ سال، محض ایک تجسس کی نذر ہو گئے تھے۔ مضحکہ خیز بات یہ تھی کہ غداری کے سوال سے ہٹ کر اسے ملازمت کھونے کا کوئی غم نہیں تھا۔ اپنے دفتر کا دروازہ کھولتے وقت وہ محسوس کر رہا تھا کہ ایک وزنی بوجھ اس کے شانوں سے اتر گیا ہے۔ وہ اب آزاد تھا۔ جو فیصلہ وہ کر نہیں پارہا تھا، وہ از خود ہو گیا تھا۔ اس کی بچت چھ ماہ کے لیے کافی تھی۔ وہ نئی زندگی شروع کرنے کے قابل تھا۔ شاید دوبارہ یونیورسٹی...... دفتر سے سامان سمیٹتے وقت وہ لاشعوری طور پر سیٹی بجا رہا تھا۔ آٹھ برس بعد ایک نئی طرز کی رات اس کی زندگی میں داخل ہونے والی تھی۔ البتہ غداری کے مبہم سوال کو وہ نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ وہ ایک محب وطن شہری تھا۔ پزل حل کرنے کے لیے اسے سارا کے پاس جانا پڑے گا۔
سارا سے ملنے کی خواہش شدت اختیار کر گئی۔ اس نے فون لیا اور اس کا نمبر ملانے لگا۔ جواب ریکارڈڈ تھا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ وہ اس کے مشورے کے پیش نظر اپنی دوست کے پاس نہ چلی گئی ہو، لیکن اس کی دوست کا نمبر......
وہ کرسی پر نیم دراز ہو گیا۔ بلاارادہ تصورات کی دنیا میں چلا گیا۔ وہ آنکھیں تھیں۔ شہد رنگ، ذرہ ہے، پھول نہ مہ پارہ۔ پھر کیا ہے۔ شاید دل حسرت آشنا واقف ہو تھی سب اس نظر کی کرشمہ سازی۔ نک غلط تھا۔ وہ دنیا کی حسین عورت تھی۔ چشم تھی۔ نگاہ تھی، نظر تھی...... جو اس کے پورے وجود پر حاوی تھی۔ نک کا تصور اس کے جلوؤں میں اسیر ہوتا گیا۔ کھوتا گیا، ڈوبتا گیا، بہتا گیا۔ وہ تصور میں ہر جگہ اس کے ساتھ تھی۔
”نک!“ تصورات کی دھند بکھر گئی۔ خیال، حقیقت میں ڈھل گیا۔ ٹم نے کمرے میں قدم رکھا۔ ”کیا کر رہے ہو ابھی تک؟“
”کیا کروں گا؟ اپنی ڈیسک صاف کر رہا ہوں۔“ اس نے چونک کر کہا۔ میں سارا کے تصور میں تھا اور اس پکار کو سارا کی پکار سمجھا تھا۔
”مطلب نہیں......“
”یہی سمجھو، مجھے فارغ کر دیا گیا ہے۔“
ٹم کرسی پر گر گیا۔ اس کا چہرہ لٹک گیا۔
”تم کہاں تھے؟ میں سمجھا کہ تم سے ایمبروز کے دفتر میں ملاقات ہوگی۔“
”میرے سپروائزر نے مجھے ایک طرف کر دیا تھا۔ ایف بی آئی اور سی آئی اے بھی ملوث تھی۔ ویری بیڈ۔ میرا کمپیوٹر پاس بھی بمشکل بچا ہے۔“
”میری غلطی تھی۔“ نک نے تاسف کا اظہار کیا۔ ”آخر ہو کیا رہا ہے، ٹم؟“
”جو کچھ ہے، بُرا ہے۔ ہم نے عقاب کے گھونسلے کو چھیڑنے کی کوشش کی تھی۔“
”تو یہ جاسوسی کا معاملہ ہے لیکن ایسا پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ جیفری میں کیا خاص بات ہے؟“
”مجھے نہیں معلوم اور میں جاننا بھی نہیں چاہتا۔“
”تمہاری دلچسپی ختم ہو گئی؟“

"مکمل طور پر...... اور تمہاری؟"
"اس کیس میں میری ذاتی دلچسپی ہے۔"
"نک، پیچھے ہٹ جاؤ۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے...... تمہارا کیریئر بھی تباہی سے دوچار ہے۔"
"وہ پہلے ہی تباہ ہوگیا ہے۔ میں اب ایک عام شہری ہوں...... اور سارا کے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہتا ہوں۔"
"میرا دوستانہ مشورہ ہے کہ اُسے بھول جاؤ۔ اس کے بارے میں تمہاری رائے غلط ہے۔ وہ "لٹل مس انوسینٹ" نہیں ہے۔"
"سب یہی کہہ رہے ہیں لیکن میں کسی بھی وقت اس سے مل سکتا ہوں۔"
"دیکھو تم حماقت کے مرتکب ہو رہے ہو، اوکے؟" ٹم نے تیز آواز میں کہا۔ نک چونک اٹھا۔
کیا ہو رہا ہے؟ آخر کیا بات ہے؟ اس نے سوچا۔ آگے جھک کر اس نے براہِ راست دوست کی آنکھوں میں جھانکا۔
"تم کیا بتانا چاہ رہے ہو؟"
ٹم کے تاثرات توازن سے عاری تھے۔ "میرے ایف بی آئی کے آدمی نے سارا کے رابطوں کے بارے میں بتایا ہے۔ کچھ دیر پہلے کال کر کے اس نے کہا......"
"کیا کہا؟"
"وہ کچھ جانتی ہے۔"
"کیا مذاق ہے۔ صاف صاف بتاؤ۔"
"جب تم نے اس کا اپارٹمنٹ چھوڑا، وہ ٹیکسی پکڑ کر ائرپورٹ گئی اور جہاز پر سوار ہوگئی۔"
"کہاں گئی؟" نک بھڑک اٹھا۔
"لندن!" ٹم نے آہستہ سے کہا۔

☆☆☆

نقطہ آغاز کے لیے لندن ہی منطقی مقام تھا۔ یا سارا کے نزدیک آغاز وہیں سے کرنا چاہیے تھا۔ لندن جیفری کا پسندیدہ شہر تھا۔ اگر وہ مشکل میں ہے تو اسے یہیں روپوش ہونا چاہیے تھا۔ کیب نے اسے سیوائے ہوٹل کے سامنے اتار دیا۔ فرنٹ ڈیسک پر خوب صورت خاتون بلیزر میں ملبوس، سارا کی جانب دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اس نے بتایا کہ سیاحوں کا رش بڑھا نہیں ہے۔ کمرا مل سکتا ہے۔
سارا نے فارم بھرتے وقت سرسری انداز میں استفسار کیا۔ "میرے شوہر دو ہفتے قبل یہاں قیام پذیر تھے۔ نام جیفری ہے؟" لیڈی کلرک نے لیجر پر نظر دوڑائی۔
"تمہیں یاد ہے؟"
"اوہ یس، میم، آپ کے شوہر یہاں اکثر آتے تھے۔ وہ ایک نفیس آدمی ہیں۔ وہ یہاں آپ کو جوائن کریں گے؟"
"نہیں، ابھی نہیں۔ دراصل مجھے ایک پیغام کی توقع تھی۔ کیا تم چیک کرو گی؟"
کلرک نے میل سلاٹ کو دیکھا۔ اس کا جواب نفی میں تھا۔
"کوئی کال؟" سارا نے سوال کیا۔
"نو، سوری میم۔"
سارا سوچ میں پڑ گئی۔ کیا کرنا چاہیے۔ جیفری کے کمرے کی تلاشی لینا بے معنی تھا۔ دو ہفتے گزر گئے تھے۔
"اینی وے۔" کلرک نے سر اٹھایا۔ "کوئی پیغام ملا تو ہم مارگیٹ فارورڈ کر دیں گے۔"
"مارگیٹ؟" سارا نے پلکیں جھپکائیں۔ کلرک لکھنے میں مصروف تھی۔
"یس۔"
کیا جیفری کی لندن میں کوئی رہائش ہے۔ اس نے تو کبھی ذکر نہیں کیا۔ سارا نے خود کو سنبھالتے ہوئے دعا کی کہ وہ کامیابی سے کلرک کو قائل کر لے۔
"امید ہے...... مجھے امید ہے کہ تمہارے پاس غلط پتا نہیں ہوگا۔ ہم مارگیٹ میں ہی تھے۔ لیکن ایک ماہ قبل وہ جگہ چھوڑ دی تھی۔"
"اوہ ڈیئر۔" کلرک نے گہری سانس لی اور عقبی سمت کے دفتر کی طرف چلی گئی۔ چند منٹ بعد وہ پھر نظر آئی۔ اس کے ہاتھ میں رجسٹریشن کارڈ تھا۔ "پچیس وزٹیبل لین۔ کیا یہ پرانا پتا ہے یا نیا؟"
سارا نے جواب نہیں دیا۔ اس کا ذہن پتا یاد کرنے میں مصروف تھا۔
"مسز فونٹان؟" کلرک نے آواز دی۔
"ہاں، مجھے یقین ہے...... یہ ٹھیک ہے۔" وہ سوٹ کیس اٹھا کر ایلیویٹر کی طرف بڑھ گئی۔ پچیس وزٹیبل لین...... وہ بار بار ذہن میں پتا دہرا رہی تھی۔ کیا جیفری وہاں ملے گا؟

☆☆☆

سمندر کی موجیں آڑی ترچھی چٹانوں پر سر پٹخ رہی تھیں۔ موجوں کی تندی سارا کو خوف زدہ کر رہی تھی۔ وہ کچے راستے پر چل رہی تھی۔ سورج کی روشنی نے دھند کا سینہ چیر دیا تھا۔ مٹی میں چونے کی آمیزش تھی اور فضا نمکین۔ وہاں دس پندرہ کاٹیج اور گارڈن تھے۔ وزٹیبل لین کے آخر میں سارا نے مطلوبہ کاٹیج دیکھا۔ کاٹیج کے سامنے چھوٹا سا گارڈن تھا۔

گارڈن چوبی گرل نما احاطے کے اندر تھا۔ گارڈن میں مکئی کے پھول، گلاب کے پودے اور قینچی کی کھٹ کھٹ نے اسے گارڈن کی سائڈ دیکھنے پر مجبور کیا۔ جہاں ایک عمر رسیدہ شخص باڑھ تراش رہا تھا۔

''ہیلو؟'' سارا نے آواز دی۔ اس آدمی نے سر اٹھا کر دیکھا۔

''میں جیفری فونٹان سے ملنے آئی ہوں۔''

''وہ نہیں ہے۔'' جواب ملا۔

سارا حیران تھی کہ لندن میں کام کی جگہ سے دور جیفری کو یہاں کاٹیج رکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ ''وہ کہاں ملے گا؟''

عمر رسیدہ شخص نے شانے اچکائے۔ ''پتا نہیں وہ دونوں آتے جاتے رہتے ہیں۔''

''وہ دونوں کون؟'' سارا نے احمقانہ انداز میں پوچھا۔

''وہ اور مسز فونٹان۔''

سارا نے دونوں ہاتھوں سے چوبی گرل کو اتنی سختی سے پکڑا کہ اس کی ہتھیلیوں میں چبھن ہونے لگی۔ اس کے سر میں دھماکے ہو رہے تھے۔ لرزتے ہاتھوں سے سارا نے جیفری کی تصویر نکالی۔

''یہ جیفری کی تصویر ہے؟'' اس نے بھرائی ہوئی آواز میں سوال کیا۔

''ہاں۔'' بوڑھے آدمی نے بہ آسانی شناخت کر لیا۔

سارا نے کانپتی انگلیوں سے بمشکل تصویر پرس میں ڈالی۔ وہ شاک کی حالت میں تھی۔ کیا بوڑھا سٹھیا گیا ہے یا...... اس کا ذہن چکرا رہا تھا۔ دوسری عورت؟ پہلی مرتبہ نک اوہارا نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا، جس پر وہ برافروختہ ہو گئی تھی۔ نک کے خیال میں یہ ایک منطقی امکان تھا۔ وہ خود اندھی تھی، احمق تھی۔ نک نے ٹھیک کہا تھا۔

سارا لاعلم تھی کہ وہ وہاں کب تک کھڑی رہی۔ زمان و مکاں کا احساس ناپید ہو گیا تھا۔ وہ منجمد تھی۔ اس سے زیادہ اذیت اس کی برداشت سے باہر تھی۔

غالباً تیسری مرتبہ بوڑھے آدمی نے اسے پکارا تھا۔

''مس؟ مس؟ تم ٹھیک ہو؟''

''ہاں، مجھے ان دونوں سے ملنا ہے۔''

''مجھے ٹھیک نہیں معلوم۔ لیکن لیڈی دو ہفتے قبل پیکنگ کے بعد روانہ ہو گئی تھی۔''

سارا نے پرس سے کاغذ قلم نکال کر اپنا اور ہوٹل کا نام لکھا۔ پرچہ اس نے اس شخص کو پکڑا دیا۔ ''ان میں سے کوئی آئے تو پلیز مجھے یہاں کال کروا دینا۔ پھر وہ بن پیے لڑکھڑاتی ہوئی مڑی۔ اس کی نگاہ میل باکس نمبر 25 پر گئی۔ جہاں سے ایک میل آرڈر کیٹیلاگ جھانک رہی تھی۔ کیٹیلاگ لندن کے ایک ڈپارٹمنٹل اسٹور کی تھی۔ ایڈریس کی جگہ مسز ایوی فونٹان لکھا تھا۔

ایوی۔

ایک سے زیادہ مرتبہ جیفری نے سارا کے لیے ایوی کا نام استعمال کیا تھا۔ سارا نے کیٹیلاگ واپس باکس میں ٹھونس دی۔ وہ چٹانی راستے پر واپس مارگیٹ ٹرین اسٹیشن کی طرف جا رہی تھی۔ شہد رنگ آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔

سرمایۂ زیست، دشمنِ جاں نکلا۔ کائناتِ دل بے رنگ ہو گئی۔ حیاتِ رنگیں سراب کی نذر ہو گئی۔ اچانک ملنے والی انکشاف آمیز خبر نے اسے پل بھر میں توڑ پھوڑ دیا تھا...... وہ نڈھال قدموں سے آگے بڑھ گئی۔

☆☆☆

چھ گھنٹے بعد تھکی ہاری، اندر سے خالی...... بھوک سے بے حال وہ ہوٹل میں اپنے کمرے تک آئی۔ فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔

''ہیلو؟'' سارا نے کہا۔

''سارا فونٹان؟'' کسی عورت کی بیٹھی ہوئی آواز تھی۔

''یس۔''

''جیفری کے بائیں کندھے پر پیچھے کے جانب پیدائشی نشان ہے۔''

''ہاں۔''

''کیسا نشان ہے؟''

''لیکن......''

''کیسا نشان ہے؟''

''چاند، آدھا چاند، کیا تم ایوی ہو؟''

''لیمب اینڈ روز۔ ڈوریسٹ اسٹریٹ، نو بجے۔''

''رکو...... ایوی؟''

کلک۔

سارا نے گھڑی دیکھی۔ آدھے گھنٹے میں وہ ڈوریسٹ اسٹریٹ پہنچ سکتی تھی۔

☆☆☆

سارا، لیمب اینڈ روز نامی پب کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ کھنکتی ہنسی اور گلاسوں کے ٹکرانے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اس کی متلاشی نگاہوں میں سرونگ گرل کے علاوہ کوئی نسوانی پیکر نہیں آیا۔ دونوں کی نظریں ملیں تو سرونگ گرل نے گردن کے

خفیف خم سے عقبی کمرے کی جانب اشارہ کیا۔ سارا نے بھی جواباً سر کو معمولی جنبش دی اور اس کے اشارے کی سمت چل پڑی۔ وہاں دیوار کے ساتھ متعدد چوبی بوتھ ایک قطار میں تھے۔ پہلے بوتھ میں ایک جوڑا براجمان تھا۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں کچھ تلاش کر رہے تھے۔ دوسرے بوتھ میں ایک پکی عمر کا آدمی وہسکی کے ساتھ شغل میں مگن تھا۔ تیسرے میں ایک اور جوڑا بیٹھا تھا۔ اب ایک بوتھ رہ گیا تھا۔ سارا کو یقین تھا کہ وہاں ایوی اس کی منتظر ہوگی۔

سارا نے اندر قدم رکھا۔ دونوں عورتوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ ایک نظر میں دونوں نے ایک دوسرے کی اذیت محسوس کرلی۔ سارا اس کے بالمقابل بیٹھ گئی۔ ایوی نے سگریٹ کا کش لیا اور راکھ گراتے ہوئے سارا کا تنقیدی جائزہ لیا۔ وہ خود نمایاں طور پر دبلی پتلی تھی۔ آنکھوں کی رنگت سبز تھی۔ آنکھوں میں تھکن تھی۔ وہ نروس دکھائی دے رہی تھی اور گاہے گاہے پب کے دروازے کی طرف نظر ڈالتی تھی۔ سگریٹ کا دھواں بل کھاتے سانپ کے مانند دونوں کے درمیان بلند ہو رہا تھا۔

”تم میرے اندازے سے ہٹ کر ہو۔“ اس نے بیٹھی ہوئی آواز میں کہا۔ تم اتنی سادہ نہیں ہو۔ کم عمر بھی ہو۔ ستائیس یا اٹھائیس؟“

”بتیس۔“ سارا نے جواب دیا۔

”مطلب اس نے مجھے سچ بتایا تھا۔“

”جیفری نے میرے بارے میں بتایا تھا؟“

ایوی نے کش لیا۔ ”ہاں اور یہ میرا آئیڈیا تھا۔“

سارا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ ”تمہارا آئیڈیا؟ لیکن کیوں؟“

”تم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتیں۔ ظاہر ہے کیسے جان سکتی ہو لیکن میں بتاؤں گی...... پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس کے ساتھ خوش ہو؟“

”ہاں...... کم از کم میں خوش ہوں۔ جہاں تک جیفری کا تعلق ہے۔ نہیں معلوم نہیں جانتی۔“

”تم اس سے محبت کرتی ہو۔ میری طرح...... اور ہم دونوں ہار گئے ہیں۔ معاملات کی نوعیت ہی ایسی ہے۔“

”کیسے معاملات؟“

ایوی نے سگریٹ کا گہرا کش لیا۔ ”بہتر ہے کہ نہ جانو لیکن تم جاننا چاہتی ہو۔ تمہاری جگہ میں ہوتی تو بھول جاتی اور گھر کا رخ کرتی جبکہ تم اب بھی ایسا کرسکتی ہو۔“

”جیفری کون ہے؟“

ایوی نے دھواں اُگلتے ہوئے اوپر کی جانب دیکھا۔ جیسے خیالات کو مجتمع کر رہی ہو۔ ”میں دس برس پہلے ایمسٹرڈیم میں اس سے ملی تھی۔ اس وقت وہ ایک مختلف آدمی تھا۔ مختلف سے مراد ہے صلاحیت اور تجربہ۔ اس کا نام سائمن ڈانس ہے۔ اس وقت ہم دونوں موساد کے لیے کام کرتے تھے۔ ہماری ٹیم میں ایک عورت تھی۔ وہی چیف تھی۔ موساد کی بہترین ایجنٹ...... میں اور سائمن ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو گئے۔ ایک سال گزرا تھا کہ مشن بُری طرح فیل ہو گیا۔ اس بزنس میں کام ہی سب سے اہم ہوتا ہے۔ میں اور سائمن ایک دوسرے کے لیے شدید پریشان رہنے لگے۔ کیونکہ بوڑھا آدمی ہاتھ سے نکل گیا تھا۔“

”کیا اُسے گرفتار کرنا مشن تھا؟“ سارا نے سوال کیا۔

ایوی ہنس پڑی۔ ”ہمارے بزنس میں گرفتاری نہیں ہوتی۔ ختم کرنا ہوتا ہے۔“ سارا کے ہاتھ سرد پڑنے لگے۔

”جیفری ایک جاسوس تھا اور قاتل بھی...... جیفری نہیں سائمن۔“ سارا نے سوچا۔

”وہ بوڑھا زندہ ہے۔ اس کا نام ماگس ہے۔ ناپاک آدمی کا پاک نام۔ ماگس دی میجیشن۔ ہمارے لیے یہ محض ایک کوڈ نیم نہیں ہے‘ اس سے بڑھ کر ہے۔ اس ناکام کیس نے ہماری کہانی ختم کردی۔“ ایوی نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی اور دوسری سلگا لی۔ اس عمل کے دوران اس نے تین دیا سلائیاں ضائع کیں۔ اس کے ہاتھ قابو میں نہیں تھے۔ اس نے آہ بھرتے ہوئے سلسلہ کلام جوڑا۔ ”پھر ہم نے شادی کرلی اور موساد سے علیحدہ ہو گئے۔ کچھ عرصہ جرمنی، پھر فرانس میں گزارا۔ ہم نے دو مرتبہ اپنا نام تبدیل کیا۔ ماگس کے کتے پیشہ ور قاتل ہمارے تعاقب میں تھے۔ بعدازاں ہم نے یورپ سے نکلنے کا فیصلہ کیا۔“

”اور امریکا آ گئے؟“ سارا نے کہا۔

”ہاں، یہ بہت بہتر رہا۔ اسے نیا نام اور ایک پلاسٹک سرجن مل گیا۔ اس کے چہرے میں ڈرامائی تبدیلی آگئی۔ میرا چہرہ بھی بدل گیا۔ وہ پہلے امریکا آیا، پھر مجھے بلایا۔“

”اس نے مجھ سے شادی کیوں کی؟“ سارا نے سوال کیا۔

”اسے امریکی بیوی کی ضرورت تھی۔ گھر اور اکاؤنٹ کی ضرورت تھی۔ میں اپنی آواز اور لہجے کے باعث امریکا میں فٹ ہونے میں ناکام رہی۔ سائمن کی بات اور تھی۔ وہ مختلف آوازوں اور بدلے ہوئے لہجوں کی ادائیگی پر قادر تھا۔“

”اس نے مجھے کیوں منتخب کیا؟“

”سہولت...... تم تنہا تھیں، شخصیت بھی عام سی تھی۔ تمہارا

کوئی بوائے فرینڈ نہیں تھا۔ تمہیں جذباتی طور پر بہ آسانی متاثر کیا جاسکتا تھا۔ کیا میں ٹھیک نہیں کہہ رہی؟''

سارا نے بے اختیار اثبات میں سر ہلایا اور سسکی لی۔ کوئی اس میں دلچسپی نہیں لیتا تھا۔ لیب سے گھر اور گھر سے لیب۔ گزرتے ماہ و سال اسے شادی سے پرے دھکیل رہے تھے۔ پھر معاً جیفری نمودار ہوا اور تنہائی کا خلا پُر کر دیا۔ وہ فوراً ہی محبت میں گرفتار ہو گئی تھی۔ اسے نہیں پتا تھا کہ وہ استعمال ہو رہی ہے۔

غصے کی لہر اٹھی۔ ''تمہیں کوئی پروا نہیں تھی۔ تم دونوں کو احساس نہیں تھا کہ چوٹ کس نے کھائی۔ جذباتی استحصال کس کا ہوا۔ کون مجروح ہوا؟''

''ہمارے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ ہماری اپنی زندگی تھی۔''

''اپنی زندگی؟ اور میری زندگی......''

''آواز دھیمی رکھو۔''

''ایوی، میں اُس سے محبت کرتی تھی اور تم یہاں بیٹھ کر جواز تراش رہی ہو۔''

''پلیز آہستہ بولو۔''

''مجھے پروا نہیں ہے۔''

ایوی کھڑی ہو گئی۔ ''مجھے چلنا چاہیے۔''

''نہیں، رکو۔'' سارا نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ''کہانی مکمل کرو۔''

ایوی آہستہ سے واپس بیٹھ گئی۔

''وہ صرف مجھ سے پیار کرتا تھا اور لندن میری وجہ سے آتا تھا۔ وہ تمہیں کال کرتا یا خط لکھتا تو مجھے بُرا لگتا تھا لیکن یہ ضروری تھا۔ سب ٹھیک چل رہا تھا۔'' اچانک وہ آبدیدہ ہو گئی۔

''کیا ہوا، ایوی؟''

''پتا نہیں...... ہمارے کچھ ہمنوا بھی تھے۔ جو ماگس کے خلاف تھے۔ مجھے اتنا پتا ہے کہ اس نے دو ہفتے قبل لندن چھوڑ دیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ماگس کے خلاف آپریشن میں شریک ہوا۔ تاہم گڑبڑ ہو گئی۔ اُسے فرار ہونا پڑا۔ برلن کے ہوٹل میں کسی نے اس کے کمرے میں دھماکا خیز مواد رکھ دیا۔ اس کی کال برلن سے آئی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ زیرِ زمین روپوش ہو رہا ہے۔ مجھے بھی چھپ جانا چاہیے۔ صحیح وقت پر وہ میرے پاس آئے گا لیکن جس رات میں نے مارگیٹ چھوڑنا تھا، مجھے وہم ہوا اور میں نے برلن کال کی۔ مجھے پتا چلا کہ اُسے ختم کر دیا گیا ہے۔''

''لیکن وہ زندہ ہے۔'' سارا بے اختیار بولی۔

ایوی کے ہاتھ سے سگریٹ گر گئی۔ ''وہاٹ؟''

''اس نے دو دن قبل مجھے کال کی تھی۔ مجھے بلایا تھا کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔''

''تم جھوٹ بول رہی ہو۔''

''یہ سچ ہے۔'' سارا نے بلند آواز میں کہا۔

''ریکارڈنگ ہو سکتی ہے۔ کوئی اور ٹرک۔ وہ تمہیں کال نہیں کر سکتا۔'' ایوی نے سرد لہجے میں کہا۔ ''آواز کی نقل بھی ہو سکتی ہے۔''

سارا نے خاموشی اختیار کی۔ کسی کو کیا ضرورت تھی کہ جیفری کی آواز کے سہارے اسے یورپ لے آتا؟ دفعتاً اسے کچھ اور یاد آیا۔ پزل کا ایک اور ٹکڑا۔ جو حل نہیں ہو سکا تھا۔ سارا نے ایوی کی طرف دیکھا۔ جس دن میں نے واشنگٹن چھوڑا تھا۔ اسی روز کوئی اجنبی میرے اپارٹمنٹ میں گھسا تھا اور سوائے فوٹوگراف کے اس نے وہاں سے کچھ نہیں لیا۔ وہ فوٹو مجھے بہت عزیز تھا۔''

''کیسا فوٹوگراف؟'' ایوی نے تیز آواز میں سوال کیا۔

''جیفری......وہ ہماری شادی کا فوٹو تھا۔''

ایوی کا چہرہ چونے کے مانند سفید پڑ گیا۔ اس نے سگریٹ بجھا کر پرس اور سویٹر سنبھالا۔

''کہاں جا رہی ہو؟''

''جانا ہوگا۔ وہ مجھے تلاش کر رہا ہے۔''

''کون؟''

''جیفری؟''

''تم نے کہا تھا، وہ مر چکا ہے؟''

''نہیں، نہیں وہ زندہ ہے۔ انہیں اس کا نیا چہرہ نہیں معلوم۔ اسی لیے وہ تصویر چرائی گئی۔ مطلب وہ ہم دونوں کی تلاش میں ہے۔'' وہ اچانک اٹھی، افتاں و خیزاں پب سے باہر نکل گئی۔ سارا ہکا بکا رہ گئی۔ وہ اس کے پیچھے لپکی...... باہر پہنچی تو اسٹریٹ پر سناٹا تھا۔ ''ایوی۔'' کوئی جواب نہیں آیا۔ وہ غائب ہو چکی تھی۔

☆☆☆

ایوی زیادہ دور نہیں گئی تھی۔ وہ بھڑکی ہوئی ہرنی کے مانند تیز رفتاری کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ سارا کی اطلاع بم کے مانند اس کے سر پر پھٹی تھی۔ وہ بدحواس ہو گئی۔ وہ فوراً سمجھ گئی تھی کہ سارا کو ٹریپ کر کے لندن بلایا گیا تھا۔ محض ایوی اور جیفری کا سراغ لگانے کے لیے۔ سڑک پر دھند تھی۔ وحشت آمیز سنسنی نے اس کی تربیت میں خلل ڈال دیا تھا۔ وہ تربیت جو اس نے موساد سے حاصل کی تھی۔ تربیتی اصولوں کے خلاف وہ سیدھی لائن میں اندھا دھند بھاگ رہی تھی۔ رخ سب وے اسٹیشن کی

طرف تھا۔ اس نے زگ زیگ کی کوشش نہیں کی۔ نہ مکانات کے چھجوں کے سائے میں وقتی طور پر روپوش ہوئی۔

صرف دو بلاک دور جانے کے بعد وہ ہانپنے لگی۔ سگریٹ...... اس کے ذہن میں خیال آیا۔ کئی سال کی متواتر سگریٹ نوشی نے اپنا اثر دکھایا تھا۔ وہ زبردستی آگے بڑھتی رہی۔ جب تک سینے میں ٹیس نہ اٹھی۔ اب چند لمحوں کے لیے رکنا ضروری تھا۔ سینے کی تکلیف بھی پرانی تھی۔ وہ بچپن سے اسی تکلیف کے ساتھ زندگی گزار رہی تھی۔ اس کے لیے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ تکلیف کم ہوئی تو اس نے دوبارہ قدم اٹھانے شروع کیے۔ ایک جگہ اس نے لیمپ پوسٹ کا سہارا لیا۔ آہستہ آہستہ اس کی سانس بحال ہوئی۔ اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سانس لی۔ بدحواسی پہلے سے کم تھی۔ جب اچانک اس نے اجنبی آواز محسوس کی۔ بہت مدّھم۔ وہ اس نرم آواز کو تقریباً مِس کر گئی تھی۔ اس کے اعصاب تن گئے۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ چند گز کے فاصلے پر آہٹ ابھری۔ تاہم وہ سمت کا تعین نہ کر سکی۔ اس کی نگاہ نے دھند کی چادر چیرنے کی کوشش کی لیکن کچھ نظر نہیں آیا۔ ایوی نے پرس سے پسٹل نکالا جو ہمہ وقت اس کے ساتھ رہتا تھا۔ سرد لوہے کے لمس نے اس کا اعتماد قدرے بحال کیا۔ اسے ادراک ہوا کہ وہ لیمپ پوسٹ کی مدّھم روشنی کے نیچے ہے۔ وہ اندھیرے میں کھسک گئی۔ ایک اور آہٹ...... وہ پسٹل کے ساتھ خود بھی گھومی۔ وہ کہاں ہے؟ کس طرف ہے؟

اُسے سمجھنے میں تاخیر ہوگئی۔ آخری آہٹ دھوکا تھا۔ صرف اس کی توجہ بٹانے کے لیے۔ اس نے پلٹ کر فائر کرنا چاہا لیکن آنے والے کی ٹکر سے وہ زمین بوس ہو چکی تھی۔ پسٹل ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ اگلے لمحے تیز دھار چھری اس کی نازک گردن پر تھی۔ حملہ آور کا چہرہ اس کے چہرے سے قریب تھا۔ نیم تاریکی کے باوجود اس کے زردی مائل بال چاندی کے مانند چمک رہے تھے۔ ”برونی۔“ ایوی نے سرگوشی کی۔ دہشت نے اسے چیخنے سے باز رکھا۔

”ڈلعل ایوا۔“ وہ ہنسا۔ ہنسی تھی یا غراہٹ لیکن ایوی جان گئی کہ وہ صبح کا سورج نہیں دیکھ سکے گی۔

☆☆☆

پینتیس ہزار فٹ کی بلندی سے نیچے کا منظر انوکھا تھا۔ کوئی نیون سائن نہیں۔ نہ ٹریفک...... نہ کنکریٹ۔ لامتناہی سیاہ آسمان جس میں ستارے ٹانک دیے گئے تھے۔ نک اپنی نشست پر سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ ڈی سی ٹائم کے مطابق ایک بج رہا تھا اور نک بیدار تھا۔ شاید وہ سونا ہی نہیں چاہتا تھا۔

سارا کا تصور اسے سونے نہیں دے رہا تھا۔ کیا غضب کی اداکارہ تھی وہ۔ آسکر ایوارڈ کی حق دار...... وہ بھول گیا تھا کہ وہ اسے محفوظ دیکھنا چاہتا تھا۔ محفوظ اور قریب، اپنی بانہوں کے حصار میں۔ تاہم اب اس کا یقین متزلزل ہو گیا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ اس نے یہ سفر کیوں اختیار کیا۔ وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ سارا کے تحفظ میں اس کی دلچسپی قریب الختم تھی۔ سارا کی وجہ سے اس کی ملازمت گئی۔ اس کی حب الوطنی کے آگے سوالیہ نشان لگ گیا تھا۔ ذلت آمیز بات یہ تھی جو وان ڈیم نے کہی۔ اس کا تبصرہ تھا کہ بطور جاسوس نک تیسرے درجے سے بھی نیچے ہے۔ محض ایک اناڑی۔

وہ جتنا سوچتا، اس کا غصہ بڑھتا جاتا۔ اس نے کھڑکی سے باہر ستاروں کی طرف دیکھا۔ بائی گاڈ، لندن پہنچتے ہی وہ تمام حقیقت اُگلوا لے گا۔ اسے علم تھا کہ وہ کس ہوٹل میں ملے گی لیکن غصے کے ساتھ کچھ اور بھی خلط ملط ہو رہا تھا۔ کوئی جذبہ، آرزو...... غصے سے زیادہ گہری، وسیع اور پریشان کن...... تصور میں بار بار وہ اس کی خواب گاہ میں چلی آتی تھی اور شہد رنگ آنکھوں سے اسے تکتی...... وہ اُسے چوم لے یا گلا گھونٹ دے یا پھر دونوں کام۔

لندن کی فلائٹ اس کی زندگی کا سب سے بڑا اسٹنٹ تھا۔ کریزی اسٹنٹ۔ تمام زندگی وہ فیصلے سوچ سمجھ کے کرتا آیا تھا۔ قدرتی طور پر وہ ایک بے پروا آدمی نہیں تھا لیکن آج اس نے کپڑے سوٹ کیس میں پھینکے، ایئرپورٹ پہنچا...... کریڈٹ کارڈ لے کر چل پڑا۔ جذباتیت، حماقت کے ہمراہ......

☆☆☆

بوڑھا آدمی خبر سن کے خوش نہیں ہوگا۔

برونی مقتولہ کا خون چھری پر سے صاف کرتے ہوئے سوچ رہا تھا۔ وہ ایک دو دن خبر روک سکتا تھا۔ تاہم بوڑھا آدمی خبر کے لیے بھوکا تھا۔ برونی زیادہ دیر اسے انتظار میں رکھنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا۔ سانحے کے بعد سے بوڑھا، بے صبر اور چڑچڑا ہو گیا تھا۔

برونی خوف زدہ نہیں تھا۔ کیونکہ اسے ادراک تھا کہ بوڑھا اس پر کتنا انحصار کرتا ہے۔ برونی کو ڈبلن کی سڑکوں سے بوڑھے نے آٹھ سال کی عمر میں اپنایا تھا۔ بوڑھے نے برونی کی آنکھوں میں جو کچھ دیکھا تھا، وہ ادھورا تھا۔ جسے وقت کے ساتھ مکمل کر کے بوڑھے نے اسے ایک تابعدار درندے میں بدل دیا۔ برونی کا کوئی نہیں تھا۔ بوڑھا بھی اس کا سگا باپ نہیں تھا۔ بوڑھے نے اس کے لیے سب کچھ کیا لیکن بھروسا نہیں کیا۔ بھروسا اس کی لغت میں نہیں تھا۔ برونی نے نوجوانی

میں بھانپ لیا تھا کہ بوڑھا اس پر مکمل بھروسا نہیں کرتا۔ جب اس نے برونی کو سڑک سے اٹھایا تھا، وہ خود اتنا بوڑھا نہیں تھا۔

برونی، بوڑھے کی جبلت بھانپ کر بھی برگشتہ نہیں ہوا۔ وہ خود سے لڑتا رہا۔ بوڑھے کا ہر حکم مانتا رہا۔ تیس برس میں اس کی یہ عادت پختہ ہوگئی اور اسے لطف آنے لگا۔ خاص طور پر شکار جب عورت ہوتی تو اس کی خونی فطرت زیادہ حظ اٹھاتی۔ جیسے آج کی رات ہوا تھا۔ بدقسمتی سے عورت نے زبان نہیں کھولی۔ برونی جن مردوں کی زبان کے تالے توڑتا رہا تھا، وہ عورت ان سب سے زیادہ اڑیل ثابت ہوئی تھی۔ برونی نے اپنے بہترین حیوانی حربے آزمائے۔ وہ چیختی رہی، تڑپی...... بلبلائی لیکن زبان نہیں کھولی اور اچانک مرگئی۔ وہ خود بلبلانے پر مجبور ہوگیا۔ وہ اطلاعات حاصل کیے بغیر اسے مارنا نہیں چاہتا تھا۔ بدقسمتی سے برونی نے اندازہ لگانے میں دیر کردی کہ عورت کا دل کمزور تھا، لیکن ہمت مردوں سے بڑھ کر تھی۔ وہ ہاتھ ملتا رہ گیا۔

فون پر ایمسٹرڈیم کا نمبر ملایا۔

”ایوی نے کچھ نہیں بتایا۔“

دوسری جانب خاموشی میں مایوسی چھپی تھی۔ ”اور وہ مر گئی؟“ بوڑھے نے کہا۔

”یس۔“

”دوسری کا کیا ہوا؟“

”میں نگرانی کررہا ہوں۔ سائمن قریب نہیں پھٹکا۔“

”میں ساری زندگی انتظار نہیں کرسکتا۔ اسے بل سے نکالو۔“

”کیسے؟“

”امریکی بیوی پر تشدد کرو۔“

”سی آئی اے کا لفڑا ہے۔“

”میں دیکھتا ہوں۔ کل تک رکو پھر اُسے اٹھالو۔“

”اس کے بعد؟“

”دیکھو وہ کیا جانتی ہے۔ اگر کچھ نہیں۔ پھر بھی وہ کام آئے گی۔ ہم الٹی میٹم دیں گے اور سائمن اسے بچانے آئے گا۔“

برونی کو اختلاف تھا۔ تاہم وہ چپ رہا۔ وہ سارا کو دیکھ چکا تھا اور سمجھتا تھا کہ سائمن ڈانس، سارا کے لیے نہیں آئے گا۔ سائمن اتنا احمق نہیں تھا پھر بھی یہ ایک دلچسپ تجربہ رہے گا۔

☆☆☆

وہ عجیب، انوکھا خواب تھا۔ وہ سڑکوں پر بھاگ رہی تھی۔ ہر طرف دھند پھیلی ہوئی تھی۔ وہ جیفری کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔ چلا رہی تھی۔ وہ کبھی نظر آتا، کبھی دھند میں اوجھل ہو جاتا۔ پھر صورتِ حال بدل گئی۔ وہ آگے بھاگ رہی تھی اور جیفری اس کے پیچھے تھا۔ وہ نزدیک آتا جارہا تھا۔ سارا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس کی ٹانگوں میں سے جان نکل رہی تھی۔ معاً سبز آنکھوں والی عورت اس کی راہ میں حائل ہو گئی۔ سارا گھوم گئی..... پیچھے آنے والا قریب آگیا تھا۔ وہ دھند میں سے نمودار ہوا۔ تھکی ہوئی سلیٹی رنگ کی آنکھیں۔ معاً سارا کا خوف و ہراس تحلیل ہوگیا۔ وہ جیسے سائبان کے نیچے آگئی۔ محفوظ ہوگئی۔

دفعتاً اس کی آنکھ کھل گئی۔ جسم پسینے سے تر تھا۔ کوئی دروازہ بجا رہا تھا۔ اس نے بتیاں روشن کیں۔ چار بج رہے تھے۔ ”مسز فونٹان؟“ کسی مرد کی آواز تھی۔

”پلیز دروازہ کھولیں۔“

”کون ہے؟“

”پولیس۔“

وہ بستر سے گرتے گرتے بچی۔ بہ مشکل گاؤن لپیٹا اور دروازہ کھول دیا۔ دو پولیس مین باہر کھڑے تھے۔ ان کے ہمراہ آنکھوں میں رت جگا لیے ہوٹل کلرک کھڑا تھا۔

”کیا بات ہے؟“

”سوری میم، لیکن یہ ناگزیر ہے کہ آپ ہمارے ساتھ اسٹیشن ہیڈ کوارٹر چلیں۔“

”میں سمجھی نہیں، کیوں؟“ اس نے دونوں ہاتھوں سے دروازہ پکڑا۔ ”کیا تمہارا مطلب ہے کہ مجھے گرفتار کیا جارہا ہے؟ ایسا ہے تو کس لیے؟“

”مرڈر، مسز ایوی فونٹان کا مرڈر۔“

☆☆☆

یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ سارا چکرا گئی۔ یہ کوئی خوفناک خواب ہے، جو لاشعور کی تاریک انجانی گہرائیوں سے نکل کر سامنے آگیا ہے۔ وہ چوبی میز کے ایک طرف کرسی پر بیٹھی تھی۔ چھت پر نصب تیز روشنیاں اس کی ہر حرکت کا مشاہدہ کررہی تھیں لیکن حرکت تھی کیا۔ کمرا سرد تھا۔ وہ نائٹ گاؤن اور لبادے میں ملبوس تھی۔ برف جیسی نیلگوں آنکھوں والا ایک سراغ رساں پے در پے سوالات کررہا تھا۔ جواب مکمل ہونے سے پہلے وہ اگلا سوال جڑ دیتا۔ سارا نے چھ مرتبہ واش روم جانے کی اجازت طلب کی تھی۔

وہ محسوس کررہی تھی کہ اسے جیل ہو جائے گی۔ ایک عورت کے قتل میں وہ ہمیشہ کے لیے سلاخوں کے پیچھے چلی جائے گی۔ اس عورت کے لیے، جس سے وہ رات میں ایک بار

ملی تھی، وہ خود کو رونے سے باز رکھنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ اس کی سماعت میں دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ پھر کسی نے اس کا نام پکارا۔ نام پکارنے والے کے ایک لفظ نے اسے تاریکی سے باہر گھسیٹ لیا۔ سارا نے سر اٹھایا۔

نک اوہارا، سامنے کھڑا تھا۔ کرشمہ، معجزہ...... سمندر پار کر کے وہ لندن میں اس کے سامنے تھا۔ لندن میں اس کا واحد دوست، اکلوتی امید...... وہ اسے تک رہا تھا۔

اچانک اسے شک ہوا کہ وہ دوست نہیں رہا۔ کچھ غلط ہو گیا تھا۔ اس کے تاثرات میں سختی تھی۔ آنکھیں ساکت تھیں۔ مایوسی کے عالم میں اس نے سلیٹی آنکھوں میں گرم جوشی کی رمق تلاش کرنے کی کوشش کی۔ ہمدردی کا عنصر...... لیکن وہاں اشتعال کا عنصر حاوی تھا۔ اس نے بریف کیس میز پر رکھ دیا۔

''لیڈی، تم مصیبت میں پھنس گئی ہو۔'' اس نے کرختگی کے ساتھ کہا۔

سارا نے بے چارگی سے کہا۔ ''جانتی ہوں۔''

''میں جانتا ہوں اور تم کیا کہہ سکتی ہو۔''

''کیا تم میری مدد نہیں کرو گے۔'' اس نے شکستہ آواز میں کہا۔

''یہ تم پر منحصر ہے۔''

''کیسے؟''

''کیا یہ قتل تم نے کیا ہے؟''

''نو، یہ غلط فہمی ہے۔'' وہ رو پڑی۔

پھوٹ پھوٹ کر رونے پر نک اچانک بوکھلا گیا۔ اس نے ہاتھ باندھے اور میز کے کنارے بیٹھ گیا۔ سارا اس کی طرف دیکھنے سے ہچکچا رہی تھی۔ وہ بدل گیا تھا۔ اس کے گمان سے پرے۔ کیا وہ بھی اسے ملزم خیال کر رہا ہے؟ وہ کیسے اجنبی تفتیش کنندگان کو مطمئن کرے گی۔ جب نک ہی اعتبار کھو بیٹھا تھا۔ اس کا منہ کڑوا ہو گیا۔ وہ غلط انداز میں نک کے بارے میں سوچتی رہی تھی۔ وہ یہاں کیوں تھا۔ شاید ڈیوٹی پر۔ سارا نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں۔ وہ بے یار و مددگار تھی۔ اس نے بحیثیت دوست نک پر اعتبار کیا۔ کیا غلط کیا۔ وہ دوستی کا ڈھونگ تھا۔

''تم لندن کیوں آئے؟'' وہ بڑبڑائی۔

''تم کیوں آئیں؟ امید ہے سچ بولو گی۔''

''سچ؟ میں نے تم سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جھوٹ تم نے بولا تھا۔''

''اوہ، کم آن۔'' وہ بدمزہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا اور ٹہلنے لگا۔

''میں احمق تھا، جو تمہاری معصومیت کے جال میں آ گیا۔ پہلے تم نے کہا تم کچھ نہیں جانتیں، پھر اچانک تم لندن چلی آئیں۔ میں نے انسپکٹر سے بات کی ہے۔ اب تمہاری کہانی سننا چاہتا ہوں۔ تم ایوی کو جانتی تھیں؟''

''نہیں، میری ملاقات اس کے ساتھ کل ہوئی تھی۔ وہ تم تھے جس نے مجھ سے جھوٹ بولا کہ جیفری مر چکا ہے اور بڑی صفائی سے جھوٹ بولا۔ میں نے یقین کر لیا۔''

''کیا کہنا چاہ رہی ہو؟''

''جیفری زندہ ہے۔''

نک کے چہرے پر حیرانگی کا عنصر گہرا تھا۔ وہ اُسے گھورتی رہی...... کیا واقعی وہ بے خبر ہے کہ جیفری زندہ ہے۔

''وضاحت سے بات کرو...... تم نہیں جانتیں کہ کس مصیبت میں پڑ گئی ہو...... شواہد......''

''شواہد واقعاتی ہیں۔''

''ایوی فونٹان کی لاش آدھی رات کو لیمب اینڈ روز سے چند بلاک کے فاصلے پر ملی تھی۔ سنسان گلی میں۔ تمہیں لیمب اینڈ روز میں امریکی عورت کے طور پر ایوی کے ساتھ دیکھا گیا تھا۔ تمہارے درمیان تکرار بھی ہوئی تھی۔ ایوی وہاں سے نکل گئی اور تم اس کے پیچھے گئی تھیں۔ یہ آخری تفصیل ہے۔''

''پب کے باہر وہ غائب ہو گئی تھی۔''

''کوئی گواہ؟''

''نہیں۔''

''بری خبر ہے۔ پولیس ایوی کے گھر مارگیٹ گئی تھی۔ بوڑھے آدمی گراؤنڈ کیپر نے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔ وہ پرچہ بھی دکھایا تھا جو تم نے اسے دیا تھا۔''

''وہ میں نے اس لیے دیا تھا کہ ایوی یا جیفری مجھ سے رابطہ کر سکیں۔''

''تم نے پولیس کو قتل کی وجہ فراہم کر دی...... یعنی انتقام۔ جسے جھٹلانا بہت مشکل ہے۔''

''میں یہ خونریزی نہیں کر سکتی۔ تمہیں یقین کرنا چاہیے۔''

''کیوں یقین کرنا چاہیے؟''

''کیونکہ تمہارے سوا کوئی اور یقین نہیں کرے گا۔ معاً وہ دل گرفتہ ہو گئی۔ نڈھال ہو گئی۔ خوف و ہراس کی چادر اس کے تمام بدن پر چھا گئی۔ اس نے سر جھکا لیا۔ ''کون...... کوئی بھی نہیں...... کون یقین کرے گا۔''

نک اُلجھن زدہ جذبات کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔ سارا کے جسم سے جیسے جان نکل گئی تھی۔ وہ دہشت زدہ تھی اور بمشکل میز کے سہارے ٹکی ہوئی تھی۔ اس کا گاؤن بھی نیم وا ہو گیا تھا اور نیچے سے نائٹ گاؤن جھلک رہا تھا۔ سرخی مائل بال

چہرے پر پریشان تھے۔ پہلی مرتبہ وہ آشفتہ مُو، آشفتہ سر تھی۔
نک کے تصور نے پھر انگڑائی لی...... اس نے بمشکل اسے دبایا۔ وہ کوشش کررہا تھا کہ اس مسئلے پر توجہ دے جس کے لیے وہ یہاں آیا تھا۔ ایک عورت قتل ہوگئی تھی۔ دوسری شدید مشکل میں تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ سارا اس کے بازوؤں کی پناہ گاہ میں آکر کیسا محسوس کرے گی۔

دفعتاً سارا کے خلاف اس کا اشتعال پارہ پارہ ہوگیا۔ اس نے سارا کے کرب میں اضافہ کیا تھا۔ وہ خود کو ایک عفریت محسوس کررہا تھا۔ اس نے نرمی سے اس کے سر کو چھوا۔ ''سارا، سارا...... سب ٹھیک ہوجائے گا۔'' سارا نے جھک کر اپنا سر اس کے شانے سے ٹکا دیا۔ اس کے بال نرم اور ریشم کے مانند تھے۔ اس کی جلد کی نسوانی خوشبو مدہوش کن تھی۔

نہ چاہتے ہوئے اس نے سارا کو علیحدہ کیا۔ ''مجھ سے بات کرو۔ مجھے بتاؤ کہ تم کیوں سوچ رہی ہو کہ جیفری زندہ ہے؟''

سارا نے ساری داستان گوش گزار کردی۔ کب اُس نے سارا کو کال کی اور وہ لندن کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ پھر ایوی کے گھر تک رسائی...... معلومات اور ایوی کا پیغام۔ پب کی ملاقات...... موساد...... سائمن۔ ہاگس اور اس کے ہرکارے وغیرہ وغیرہ۔ نک خاموشی سے سنتا رہا۔ وہ سمجھ گیا کہ سارا کو ملنے والی کال جعلی تھی اور تصویر کیوں چرائی گئی۔

''ٹھیک ہے، میں تمہیں شک کا فائدہ دیتا ہوں۔'' وہ درحقیقت اس کی کہانی پر اعتبار کررہا تھا۔

''مسٹر اوہارا، کیا بات ہے...... تم آس پاس ہوتے ہو تو آنسو بہنے لگتے ہیں۔'' سارا نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔'' وہ بولا۔ ''میرا مطلب رونے سے ہے۔''

سارا نے نظر اٹھا کر دیکھا، وہ مسکرا رہا تھا۔ کیسی عجیب قلب ماہیت تھی۔ اجنبی سے دوست اور دوست سے...... اسے اب تک احساس ہی نہیں ہوا تھا کہ وہ کتنا وجیہہ ہے۔ اس کے نقوش، جسم، آواز...... نیز اسے سارا کی فکر تھی۔ اس کی آواز میں سارا کے لیے تشویش تھی۔ سارا نے محسوس کیا کہ اس کا چہرہ سرخ ہورہا ہے۔ وہ کپکپا اٹھی۔ نک نے ہچکچاہٹ کے ساتھ جیکٹ اتار کر اس کے کندھوں پر ڈال دی۔ جیکٹ میں بھی اس کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔ سارا نے جیکٹ کو اچھی طرح لپیٹ لیا۔ اسے ناقابلِ بیان سکون محسوس ہوا...... احساس...... اوہارا کی جیکٹ اس کے ساتھ ہوگی تو وہ محفوظ رہے گی۔

''کونسلیٹ کے ہمارے آدمی جیسے ہی آئیں گے۔ تمہیں یہاں سے نکال لیا جائے گا۔''

''کیا تم ہینڈل نہیں کررہے ہو؟''

''نہیں، سارا یہ میرا دائرہ کار نہیں ہے۔''

''لیکن پھر تم یہاں کیا کررہے ہو؟''

نک کے جواب دینے سے پہلے دروازہ کھلا۔ ''نک تم یہاں کیا کررہے ہو؟''

نک پلٹا۔ ''ہیلو پوٹر۔''

پوٹر نے کمرے کا جائزہ لیا پھر اس کی نگاہ سارا پر جم گئی۔ اپنا گیلا ہیٹ اس نے نک کے بریف کیس پر رکھ دیا۔ ''تم ہو سارا فونتان؟''

''سارا یہ مسٹر رائے پوٹر ہیں۔'' نک نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ ''پولیٹیکل آفیسر۔''

''تھرڈ سیکریٹری۔'' پوٹر نے اُکھڑی ہوئی آواز میں تصحیح کی۔

سارا نے نک کی طرف دیکھا۔

''ڈان کہاں ہے؟''

''مجھے خدشہ ہے کہ شاید وہ نہ آسکے اس لیے میں یہاں ہوں۔'' نک نے جواب دیا۔ پوٹر نے رسمی انداز میں سارا سے مصافحہ کیا۔

''مجھے امید ہے کہ تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا گیا ہوگا۔ افسوس، تمہیں ان حالات سے گزرنا پڑا لیکن میرا خیال ہے ہم جلد معاملہ نمٹالیں گے۔''

''وہ کیسے؟'' نک کی آواز میں شک کا عنصر تھا۔

پوٹر نے نک کی جانب رخ کیا۔ ''اوہارا، تم چھٹیوں پر ہو۔ تمہیں جانا چاہیے۔''

''نہیں، میری چھٹیوں کا اپنا انداز ہے۔''

''یہ سرکاری بزنس ہے اور میں نے سنا ہے کہ تم ہمارے ساتھ نہیں ہو؟''

''میں نہیں سمجھی۔'' سارا نے تیوریاں چڑھائیں۔

''اس کا مطلب ہے کہ میں غیر معینہ چھٹیوں پر ہوں۔'' نک نے پُرسکون انداز میں کہا۔

''ایسا کرنا پڑتا ہے۔ جب قومی سلامتی کا معاملہ ہو۔''

''مجھے نہیں پتا تھا کہ میں اتنا خطرناک ہوں۔'' نک نے تیز آواز میں کہا۔

''ہمیں اصل بات کی طرف آنا چاہیے۔'' پوٹر نے سارا کی طرف دیکھا۔ ''میں نے انسپکٹر ایپل بائی سے تبادلہ خیال کیا تھا۔ تمہارے خلاف کوئی معقول ثبوت موجود نہیں ہے۔ اسے تمہیں آزاد کرنے میں کوئی عار نہیں ہے۔ تم ایک آزاد امریکی شہری ہو۔''

سارا اچھل پڑی۔ ”شکریہ مسٹر پوٹر...... بہت شکریہ۔“

”نو پرابلم...... مشکلات سے دور رہو۔ اوکے؟“

”اوہ یس۔“ اس نے کھلے ہوئے چہرے کے ساتھ نک کی طرف دیکھا۔ لیکن اس کا چہرہ مسکراہٹ سے عاری تھا۔ بجائے اس کے وہ سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی چیز اسے مشکوک محسوس ہو رہی تھی۔ فوراً ہی سارا کی خوشی کافور ہوگئی۔ وہ پوٹر کی طرف مڑی۔ ”کیا کوئی اور بات بھی ہے؟“

”مطلب میرے لیے؟“

”نہیں مسز فونٹان۔ تم اس وقت روانہ ہو سکتی ہو۔ میں خود تمہیں ہوٹل تک چھوڑ دوں گا۔“

”زحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام میں کر دوں گا۔“ نک نے کہا۔

سارا، نک سے قریب تر ہوگئی۔ ”شکریہ مسٹر پوٹر، میں مسٹر اوہارا کے ساتھ چلی جاؤں گی۔ ہم دونوں...... دراصل ہم دونوں پرانے دوست ہیں۔“

”دوست؟“

”جب سے جیفری کا انتقال ہوا ہے۔ اوہارا نے بہت مدد کی ہے۔“

پوٹر کا منہ بن گیا۔ اس نے اپنا ہیٹ اٹھایا۔ ”اوکے، گڈ لک مسز فونٹان۔“ اس نے ایک نظر نک پر ڈالی۔ ”اوہارا، میں وان ڈیم کو رپورٹ کروں گا کہ تم لندن میں ہو۔ وہ ضرور دلچسپی لے گا۔ میرے خیال میں تم امریکا جلد واپس آجاؤ گے؟“

”بہت ممکن ہے۔“ نک نے کہا۔ ”مکرر ارشاد کہ بہت ممکن نہ ہو۔“

پوٹر نے دروازے کا رخ کیا اور آخری بار پلٹا۔ ”تم جانتے ہو کہ تمہارا ایک شاندار کیریئر ہے۔“ اس نے پلک جھپکائے بغیر نک کو گھورا۔ ”اسے خراب مت کرو۔ میں تمہاری جگہ ہوتا تو احتیاط سے کام لیتا۔“

”میں بھی احتیاط کا مظاہرہ کروں گا۔“

☆☆☆

”کیا تمہیں ملازمت سے نکال دیا گیا ہے؟“ سارا نے سوال کیا۔

”یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چھٹی کا تو بہانہ ہے۔“

”لیکن کیوں؟“

نک خاموش رہا۔ ایک گہری سانس لی۔ اس کے انداز میں شکست اور انتہائی تھکن ہویدا تھی۔

”نک؟“ سارا نے سنجیدگی سے کہا۔ ”یہ سب میری وجہ سے ہوا؟“

نک نے دھیرے سے سر ہلایا۔ ”تم اس کا حصہ ہو۔ میری حب الوطنی پر سوالیہ نشان لگا دیا گیا لیکن تمہیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پہلے ہی ملازمت سے اکتایا ہوا تھا۔ تم صرف بہانہ بن گئیں۔“

”آئی ایم سوری، نک۔“

”سارا چھوڑو اس موضوع کو۔“

سارا نے محسوس کیا کہ وہ بے چین سا ہو گیا ہے۔ ”مجھے اب تک یقین نہیں آرہا کہ یہ کہانی کیسے، کہاں سے شروع ہوئی اور کیا اس کا اختتام ہو گیا ہے؟“ سارا نے استفسار کیا۔ ”تم ٹھیک ہو؟“

”سارا، سامنے دیکھتی رہو۔ مڑ کر مت دیکھنا۔ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔ سارا کے دل نے کہا کہ مڑ کے دیکھے۔ لیکن اس نے اس خواہش کو سختی سے کچل دیا اور سامنے گیلی سڑک کی طرف دیکھنے لگی۔ کیا ہو رہا ہے؟ اس نے خود سے سوال کیا۔ خوف ایک بار پھر اسے لپیٹ میں لے رہا تھا۔

”تم کیا کرنے والے ہو؟“

”کچھ نہیں۔“

”تھنگ؟“

”ہاں یہی بہتر ہے۔ فی الحال کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا جائے۔ ہم ہوٹل جائیں گے۔ تم لباس بدل کر سامان سمیٹو گی اور ہوٹل چھوڑ دو گی۔ گھبراؤ مت۔ اگر انہیں تمہارا خون کرنا ہوتا تو یہ کام رات ہی کر دیتے۔ ذرا جم کر بیٹھو...... میں دیکھتا ہو کہ یہ کتنے ماہر ہیں۔ نک نے اچانک ایک تنگ گلی میں موڑ کاٹا۔ وہاں چھوٹی دکانیں اور کیفے تھے۔ عقبی گاڑی نے بھی تیزی دکھائی۔ معاً نک نے ایمرجنسی بریک لگائے۔ تعاقب کنندگان کو اس حرکت کی توقع نہیں تھی۔ انہوں نے بریک لگائے اور گاڑی پھسلتی ہوئی ترچھی ہو کر رکی۔ نک کی گاڑی کا عقبی بمپر چند انچ سے بچ گیا تھا۔ سارا نے ڈیش بورڈ پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ نک نے قہقہہ لگایا۔

”سارا، میں ان کو جانتا ہوں۔ سی آئی اے کے آدمی ہیں۔“ نک نے ہاتھ باہر نکال کر غیر مہذب اشارہ کیا۔ جواباً عقبی گاڑی سے بھی ویسا ہی اشارہ بلند ہوا۔

سارا نے اطمینان کی سانس لی۔ ”میں سمجھی تھی......“

”میں ان پر اعتبار نہیں کر سکتا اور تم بھی ہوشیار رہنا۔“

تاہم سارا کا خوف رخصت ہو چکا تھا۔ سی آئی اے سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ وہ ہماری طرف ہیں۔ لیکن وہ ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟ جب وہ لندن آئی تھی۔ کیا سی آئی اے تب سے ہی پیچھے لگی ہوئی تھی؟ اگر ایسا تھا تو انہوں نے

ایوی کے قاتل کو بھی دیکھا ہوگا۔ اس نے نک کی طرف گردن گھمائی۔

''ایوی کے ساتھ کیا ہوا تھا؟''

مطلب مرڈر کے علاوہ...... نک نے تفصیل بتائی تو سارا کی رگوں میں خون جم گیا۔

''انہوں نے ایوی کو سنسان گلی میں پایا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ لیمپ پوسٹ کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ منہ میں کپڑا ٹھونس دیا گیا تھا۔ وہ بری طرح چیخی چلائی ہوگی لیکن آواز برآمد نہ ہوسکی۔ قاتل نے اپنا کام سکون سے کیا۔ غالباً ایک گھنٹا لیا ہوگا۔ چاقو کا استعمال وہ خوب جانتا تھا۔ اس نے صرف چاقو استعمال کیا۔ یہ ایک بہت بھیانک موت تھی۔ کسی کا منہ بند کرنا ہو تو اسے فوراً ختم کیا جاتا ہے۔ ایک گھنٹے کا مطلب ہے کہ وہ ایوی سے کچھ اُگلوانا چاہتا تھا، ظاہر ہے کہ جیفری کے بارے میں معلومات۔ وہ جتنی نازک تھی، اس کا حوصلہ اتنا ہی بڑا تھا۔ میرا اندازہ ہے کہ اس نے جیفری کی خاطر جان دے دی۔''

نک نے آنکھیں سکیڑ کر سارا کو دیکھا۔ وہ اس کے قریب تھا۔ اس کے کوٹ کی خوشبو اور گرم جوشی بھی سارا کے نزدیک تھی۔ ایک عورت کو پُرتشدد انداز میں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جیفری یا سائمن غائب تھا۔ سی آئی اے ان کے تعاقب میں تھی۔ پھر بھی لمحہ موجود میں نک کے ساتھ بیٹھی وہ خود کو محفوظ خیال کررہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ نک کوئی کمانڈو نہیں تھا۔ وہ ایک عام آدمی تھا۔ جس کی زندگی ڈیسک کے پیچھے گزری تھی۔ وہ یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ یہاں کیوں ہے، لیکن وہ تھا اور وہ اس بات کے لیے ممنون تھی۔

''پولیس کا خیال ہے کہ یہ کسی جنونی کا کارنامہ ہے لیکن وہ دونوں موت سے کھیل رہے تھے۔ تمہاری کہانی کے مطابق یہ ماگس کے آدمی کی حرکت ہے۔ ہمیں بہت سی باتیں نہیں معلوم لیکن اتنا یقین ہے کہ اب جیفری/سائمن کی باری ہے۔ سائمن نے جو کھیل کھیلا ہے...... مجھے نہیں لگتا کہ وہ ان کے ہاتھ آئے گا۔ ایوی کی موت نے اسے سرتاپا قہر بنا دیا ہے۔''

''ریمیجیشن کا کیا مطلب؟''

''ماگس کا کوڈ نیم ہے۔'' سارا نے جواب دیا۔

نک نے مڑ کر دیکھا۔ ''ہوٹل قریب ہے اور ہمارا تعاقب ابھی تک جاری ہے۔''

☆☆☆

ایک گھنٹے بعد دونوں اسٹرینڈ کیفے کے بوتھ میں ناشتا کررہے تھے۔ سارا خود کو پھر سے نارمل محسوس کررہی تھی۔ وہ بے خبر تھی کہ بے رحم مصائب کا آغاز تو اب ہونے والا تھا۔ نک تیزی سے ناشتے کے ساتھ انصاف کررہا تھا۔ سارا کی کہانی سنتے ہوئے وہ دروازے کی جانب سے غافل نہیں تھا۔ باتیں ختم ہوئیں تو ناشتا بھی ختم ہوچکا تھا۔

''یعنی ایوی تمہارے ساتھ متفق تھی کہ جیفری زندہ ہے؟'' نک نے سوال کیا۔

''ہاں، چرائی گئی تصویر نے اسے سو فیصد قائل کر دیا تھا۔''

''اوکے۔'' نک نے تجزیہ کیا۔ ''ایوی کے مطابق قاتل جیفری کے پیچھے تھے۔ چہرہ بدلنے کے باعث وہ اس کے نئے چہرے سے ناآشنا تھے لیکن نام، آواز اور قد کاٹھ سے واقف تھے۔ جیفری اپنے تعاقب سے آگاہ تھا۔ لہٰذا وہ برلن چلا گیا اور تمہیں خطرات سے آگاہ کیا۔ بعدازاں اس نے اپنی ہی موت کا ڈراما اسٹیج کیا۔''

''لیکن اس بات کی وضاحت نہیں ہوئی کہ ایوی پر تشدد کیوں کیا گیا؟'' سارا نے اعتراض کیا۔

''وضاحت نہیں ہوئی، بات ٹھیک ہے۔ کئی اور سوالات کے جواب ندارد ہیں۔ برلن سے جو باڈی آئی، وہ کس کی تھی.... کم از کم ہمیں اتنا علم ہوگیا ہے کہ تصویر کیوں چرائی گئی؟''

''لیکن ہمارا تعاقب کیوں کیا جارہا ہے؟ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ میں انہیں جیفری تک پہنچا دوں گی؟''

نک نے سر اثبات میں ہلایا۔ ''پریشان کن بات یہ ہے کہ تمہیں آزاد کرنے والی کہانی مجھے ہضم نہیں ہوئی۔ جب میری انسپکٹر اپیل بائی سے گفت و شنید ہوئی تھی تو وہ مکمل طور پر تمہارے خلاف تھا۔ بعدازاں پوٹر نمودار ہوا اور کہانی بدل گئی۔ میرا خیال ہے کہ اپیل بائی پر دباؤ ڈالا گیا تھا اور یہ دباؤ غالباً بالائی سطح سے آیا ہوگا۔ کوئی تمہیں آزاد کر کے دیکھنا چاہتا ہے کہ تم کہاں جاتی ہو؟''

نک کے چہرے پر گہری تھکن کے آثار تھے۔ سارا سوچ رہی تھی کہ وہ کب سے نہیں سویا۔ غالباً ٹرانس اٹلانٹک فلائٹ میں بھی وہ ٹھیک طرح نہیں سوسکا تھا۔ بے اختیار اس کے دل نے کہا کہ وہ اس کے بڑھے ہوئے شیو پر انگلیاں پھیرے۔ لیکن ہچکچاہٹ کے ساتھ وہ صرف اس کے سر کو ہی سہلا سکی۔ نک حیرت زدہ رہ گیا۔ سارا کے رخساروں پر سرخی چھانے لگی۔ اس نے ہاتھ ہٹایا۔ تاہم درمیان میں نک نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ نک کے ہاتھ کا گرم لمس انگلیوں سے پھیلتا ہوا سارا کے انگ انگ میں سما گیا۔

''تمہیں یقین ہے کہ جیفری زندہ ہے؟'' وہ منمنائی۔

''ہاں۔''

سارا نے نیچے دیکھا۔ جہاں میز پر دونوں کے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں اُلجھی ہوئی تھیں۔

''تم اس کے بارے میں کیا محسوس کرتی ہو؟''

''میں نہیں جانتی...... مشکل سوال ہے۔ یہی کہہ سکتی ہوں کہ مجھے اس پر یقین ہے۔ اوہ، تم شاید مجھے رنگین مزاج سمجھ رہے ہو۔ شاید ایسا ہو لیکن ہم سب خوابوں کے اسیر ہیں۔ وہ خواب جن کی ہمیں تعبیر چاہیے۔ اگر تم میری جگہ ہوتے۔ عمر 32 سال ہوتی۔ تنہا ہوتے اور عام سی شکل...... پھر کوئی مرد تم سے محبت کا اظہار کرتا۔ تم فوراً یقین کر لیتے۔''

''تم غلط ہو سارا۔'' نک نے نرم لہجے میں کہا۔ ''تم واقعی بہت خوب صورت ہو۔''

سارا سمجھ رہی تھی کہ نک مہربانی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ سارا نے آہستہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ ''وہ ایک جھوٹی شادی تھی۔ میں خواب دیکھ رہی تھی۔ جیفری جیسا مرد مجھ پر کیسے ریجھ گیا۔ نہیں، یہ شادی نہیں تھی۔''

''کبھی میں بھی اس طرح سوچتا ہوں۔''

''یعنی تم شادی شدہ تھے؟''

''محض تین سال...... چار سال پہلے طلاق ہوگئی۔''

''آئی ایم سوری۔'' سارا نے اظہارِ معذرت کیا۔

وہ متواتر سارا کی آنکھوں میں تک رہا تھا۔ سارا نے پہلی مرتبہ اس کی آنکھوں میں اداسی دیکھی۔ ویسا ہی دکھ جو اس کی آنکھوں میں تھا۔ نک کی شادی ناکام ہوگئی تھی۔ دونوں کے زخم ایک جیسے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ سارا کے زخم ہرے تھے۔ جب تک اسے جیفری کے بارے میں خبر نہ ہو جاتی۔

''تمہارے جو بھی خیالات ہیں۔'' نک نے سارا کو مخاطب کیا۔ ''تم جانتی ہو کہ لندن میں رکنا خطرناک ہے، کیونکہ تم ہو جس پر نظر رکھی گئی ہوگی۔ تمہارے علاوہ جیفری تک پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ صرف سی آئی اے ہی ہمارے تعاقب میں ہو...... تم پہلے ہی ان کو ایوی تک پہنچانے کا کام سرانجام دے چکی ہو۔''

سارا نے نک کی طرف دیکھا۔

''ایوی موساد کی تربیت یافتہ تھی۔ پروفیشنل تھی۔ کئی سال سے موساد سے بچتی آ رہی تھی۔ لیکن تجسس یا حسد کے ہاتھوں وہ تم سے مل بیٹھی اور ماری گئی۔ یہ اتفاق نہیں تھا کہ جس رات تم دونوں ملے اسی رات اس کی زندگی کا چراغ بجھا دیا گیا۔''

''یعنی میں اس کی موت کی ذمے دار ہوں؟'' سارا کے چہرے پر تکلیف کے آثار نمودار ہوئے۔

''میں ہاں کہنے پر مجبور ہوں۔ لیمب اینڈ روز تک انہوں نے تم دونوں کا پیچھا کیا۔''

''اوہ گاڈ، نک مجھے خود سے نفرت محسوس ہو رہی ہے۔''

''تم خود کو الزام نہیں دے سکتیں۔ تم پروفیشنل نہیں ہو۔''

''جس طرح اُسے مارا گیا، یہ انتقام ہے۔'' سارا لرز اٹھی۔

''میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔''

''پھر کیا کہو گے؟''

''انتقام سے ہٹ کر...... کچھ اور وجوہات بھی ہو سکتی ہیں۔ شاید ایوی کچھ جانتی ہو۔ شاید قاتلوں نے برلن کی آتشزدگی کے جعلی ڈرامے پر یقین نہ کیا ہو۔ لہٰذا انہوں نے ایوی سے معلومات اُگلوانی چاہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے یا نہیں؟''

سارا کے تصور میں ایوی کی سبز آنکھیں ابھر آئیں۔ وہ جیفری سے محبت کرتی تھی۔ شاید سارا سے بھی زیادہ...... اسے یقیناً علم ہوگا کہ جیفری کہاں ہے۔ سارا کے خیال میں ایوی کی محبت اس بہیمانہ اور سفاک تشدد سے کہیں بلند تھی۔ اس نے جیفری سے بے وفائی نہیں کی ہوگی۔ جیفری کا راز وہ اپنے ساتھ ہی لے گئی تھی۔

کیا وہ خود بھی وقت پڑنے پر اتنی بہادری کا مظاہرہ کر سکے گی۔ سارا کانپ اٹھی...... ایسا وقت کبھی نہ آئے۔

☆☆☆

''مجھے جوابات درکار ہیں۔ سارا کو کس کے حکم کے تحت ریلیز کیا گیا؟'' ڈان لیبرمین کونسلر افیئرز کا چیف تھا۔ وہ اپنا کام بغیر کسی غلطی کے سرانجام دیتا تھا۔ ڈان نے خود کو ڈپارٹمنٹ میں اچھی طرح ایڈجسٹ کر لیا تھا جبکہ نک ناکام رہا تھا۔ اگرچہ اس نے سستی کے آٹھ سال گزار دیے تھے اور اب نک کی وجہ سے ڈان کے لیے چھوٹی سی مشکل کھڑی ہو گئی تھی۔

''یہ کیس میری سمجھ سے باہر ہے۔'' نک نے کہا۔

''کچھ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں۔'' ڈان نے اعتراف کیا۔

''ہاں، پوٹر مردود کو پولیس اسٹیشن میں وارد ہونے کی ضرورت نہیں تھی۔'' نک نے پوٹر کو کوسا۔ نک کے کمنٹ پر ڈان کے ہونٹوں پر باریک مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

''میں بھول گیا تھا کہ تمہارے اور پوٹر کے درمیان رنجش رہی تھی...... کس لیے؟''

''سوکولوو کی وجہ سے...... اور تم بھول نہیں سکتے۔'' نک

نے کہا۔
"سوکولووکو چھوڑو۔ وہ اب تاریخ ہے۔ یہ بتاؤ فونٹان کیس میں تمہاری کیا دلچسپی ہے؟"
"اخلاقی مخمصہ۔"
"اخلاقی مخمصہ؟ یہ کیا ہوتا ہے؟"
"اس وقت سارا میرے ہوٹل کے کمرے میں ہے۔ وہ بیوہ ہے۔ لیکن آثار وشواہد بتا رہے ہیں کہ اس کا شوہر زندہ ہے۔ دیگر افراد کا کہنا ہے کہ وہ مر چکا ہے...... مجھ سے توقع رکھی جا رہی ہے کہ میں موت کا اعلان کروں، تعزیت کروں اور بھول جاؤں۔" نک نے جواب دیا۔
"ایسا ہی کرو۔ آسان راستہ اختیار کیوں نہیں کرتے؟"
"میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ نہ جھوٹ بولنے کے احکامات کو پسند کروں گا۔ ہاں اگر کوئی معقول وجہ ہے تو میں سننے کے لیے تیار ہوں۔ اور اگر ٹھوس وجہ ہے تو میں پیچھے ہٹ جاتا ہوں...... اس کے اوپر قیامت گزر چکی ہے۔ حقیقت تک پہنچنا اس کا حق ہے۔"
ڈان نے گہری سانس لی۔ کان کھجایا۔ "نک آخر کیوں تم معدے میں السر پالنے کی کوشش کر رہے ہو...... میرا مشورہ ہے کہ گھر جا کر آرام کرو۔"
"یعنی تم میری مدد نہیں کرو گے؟"
"ایسی بات نہیں ہے، بات یہ ہے کہ میرے پاس کوئی مناسب جواب نہیں ہے۔"
"ٹھیک ہے، اتنا بتا دو کہ پوٹر تھانے میں جلوہ افروز کیوں ہوا تھا؟" نک نے سوال کیا۔
"اوکے، بتاتا ہوں۔ صبح سینئر لیول سے مجھے کال آئی تھی کہ پوٹر کیس ہینڈل کر رہا ہے اور میری یا میرے کسی ماتحت کی ضرورت نہیں ہے۔"
"اوپر سے کال...... کتنے اوپر سے؟"
"سمجھ لو کہ بہت اوپر سے۔"
"سارا کی آزادی کو کیسے ارینج کیا گیا؟"
"برٹش چیف آف کمانڈ۔"
"انگلش؟" نک نے آنکھیں سکیڑیں۔ "گویا مل جل کر کام ہو رہا ہے۔"
"نتائج اخذ کرنا تمہارا کام ہے۔" ڈان مسکرایا۔ گویا اس نے نک کے خیال کی تردید نہیں کی۔
"رائے پوٹر کی دلچسپی کی وجہ؟"
"کون جانے؟ بظاہر سی آئی اے تمہاری بیوہ عورت میں بہت زیادہ دلچسپی لے رہی ہے۔"
"تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟"
"میرے خیال میں مرڈر چارج میں متعدد سوراخ ہیں۔ کوئی بھی اچھا بیرسٹر اس کے بخیے اُدھیڑ دے گا۔"
"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم کس حد تک سارا میں انوالو ہو؟"
"نہیں۔"
ڈان مسکرایا۔ "تمہارے ہوٹل میں...... مطلب بیکر اسٹریٹ؟"
"ہاں۔"
"وہ کیسی عورت ہے؟"
نک نے سوچ کر جواب دیا۔ "خاموش طبع، ذہین، عام سی شکل وصورت...... تاہم کوئی بات ہے اس میں...... غیر واضح کشش جسے کوئی نام دینا مشکل ہے۔"
"پاسپورٹ پر اس کا فوٹو دیکھا تھا۔ میں نے کوئی خاص بات محسوس نہیں کی۔"
"بہت لوگوں کے نزدیک ایسا ہی ہے۔" نک کھڑا ہو گیا۔
"دیکھو نک، میرے پاس اتنی ہی معلومات تھیں۔ ہاں کچھ اور سامنے آیا تو کال کروں گا۔ تم کب تک ہوٹل میں ہو؟"
"چند روز۔" نک نے جواب دیا۔ "اس کے بعد کچھ کہہ نہیں سکتا۔"
"اور سارا فونٹان...... کیا وہ تمہارے ساتھ رہے گی؟"
اس سوال کا نک کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ سارا کی فلائٹ واشنگٹن کے لیے بک تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ سارا اس کے ساتھ رہے۔ وہ اس وقت ہوٹل میں تنہا تھی۔ اگرچہ نک دو آدمیوں کا بندوبست کر کے آیا تھا۔ تاہم ایوی کا وحشیانہ قتل اس کے اعصاب پر سے پوری طرح ہٹا نہیں تھا۔ وہ جلد از جلد ہوٹل واپس جانا چاہتا تھا۔
"اگر سارا نے لندن میں رکنے کا فیصلہ کیا تو میں آس پاس رہوں گا۔" بالآخر نک نے جواب دیا۔ دونوں نے ہاتھ ملایا۔ ڈان کی گرفت میں ہمیشہ کے مانند گرم جوشی اور مضبوطی تھی۔ اعتماد کی علامت۔ دروازے کی طرف جاتے ہوئے نک نے کہا۔ "بائی دی وے، تم نے کبھی 'ماگس' کا نام سنا ہے؟"
"ماگس؟ یہ ایک قدیم زبان کی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے۔ 'ذہین آدمی' یا 'جادوگر'۔"
"نہیں، میرا مطلب ہے، کوئی کوڈ نیم؟"
"نہیں، یہ کوڈ نیم میں نے نہیں سنا۔"

☆☆☆

ہوٹل کے کمرے میں نک بستر کے سرہانے کھڑا خوابیدہ سارا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ گہری نیند میں آڑی ترچھی پڑی تھی۔ چشمہ نیچے گرا ہوا تھا۔ ڈان نے کہا تھا کہ سارا میں اس نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ اکثریت کا یہی خیال تھا۔ نک نے سوچا کہ کیا وہ بھینگا ہو گیا ہے یا اس کی تنہائی نے اسے اس قابل ہی نہیں چھوڑا کہ نسوانی چہروں میں حسن تلاش کرتا پھرے۔ حیراں ہوں کہ یہ تماشا کیا ہے۔ یہ پھول ہے تو دل آویزیِ خوباں کہاں گئی۔ تارہ ہے تو جمال روئے تاباں کہاں ہے۔ کہیں سب کچھ حیرانیِ شوق آئینہ تو نہیں۔ نظارہ اسیر... اعتبار نہیں...... آشفتہ سری۔ کیا یہ محض احساسِ جمال ہے، اگر ہے تو کس نے بخشا ہے۔ حسنِ خیال کس نے بخشا ہے۔ کیوں وہ دل و جان پر محیط ہوا جاتا ہے...... نہ حشر ساماں ہے...... نہ آفتِ جان ہے۔ وجہ کچھ بھی ہو، وہ یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ یہی حسن ہے، یہی طلسم حسن ہے۔ یہی رعنائی، یہی ناز و نیاز۔ یہی فسوں ہے، یہی فسوں گر۔

نک کی سابقہ بیوی لورین ایک مکمل ایمبیسی وومین تھی جہاں قدم رکھتی، درجنوں سر گھوم جاتے۔ چار سال بعد طلاق کا زخم بڑا اذیت ناک تھا۔ وہ اذیت، درد، دکھ کو سمجھتا تھا۔ سارا کی شادی بھی، شادی نہیں شرمندگی تھی۔ وہ سنبھلی ضرور تھی لیکن کرب اپنی جگہ پر تھا۔ وہ آیا، آنکھوں کے خمار کو نمایاں کر گیا، چہرے کے نکھار کو نمایاں کر گیا۔ یوں بزم تخیل کو سجا گیا۔ افلاک سے حوروں کو بلا گیا۔ پھر کیا ہوا۔ وہ محض خام خیالی تھی۔ خود رفتگی دل کی حقیقت ایک فریب تھا کہ احساسِ شرار آرزو بھی نہ رہا۔ وہ احساسِ شکست سے نڈھال خوابوں کی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی۔

نک نے طلاق کے بعد خود سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ایسا زخم نہیں کھائے گا۔ وہ سارا کو دیکھ رہا تھا۔ طلاق کی کڑواہٹ کم ہو گئی تھی۔ کم از کم وہ تھا تو انسان ہی...... وہ آنے والے امکانات پر غور کر رہا تھا۔

سارا، جیفری سے محبت کرتی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جیفری پر اس کا بھروسا قائم رہے۔ نک مڑا اور کھڑکی سے باہر جھانکنے لگا۔ نیچے سڑک پر وہی سیاہ کار کھڑی تھی۔ اس نے پردے برابر کیے اور دوسرے بستر پر دراز ہو گیا۔

☆☆☆

صبح کی روشنی نے اسے بتایا کہ وہ ٹھیک طرح سو نہیں سکا تھا۔ تھکن کے اثرات اب بھی موجود تھے۔ میں کیا کر رہا ہوں یہاں...... اس نے خود سے سوال کیا۔ گزشتہ شب جب وہ لندن کے لیے جہاز پر سوار ہوا تھا تو سخت غصے میں تھا۔ اسے خیال تھا کہ سارا جھوٹ بول رہی ہے اور اس نے نک کے کیریئر کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دی ہے۔ اس کا ارادہ تھا کہ سارا سے مل کر حقیقت معلوم کرے گا۔ بجائے اس کے وہ ہوٹل میں لیٹا دن میں خواب دیکھ رہا تھا۔ جہاں دس فٹ کے فاصلے پر سارا محوِ خواب تھی۔ اس نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ وہ بچوں کے مانند میٹھی نیند میں گم تھی۔ اسے یاد آیا کہ صبح سارا نے جب اس کے سر کو چھوا تھا تو اسے کرنٹ سا لگا تھا۔ یہ کرنٹ خطرہ تھا۔ خطرے کی علامت تھا۔ نک نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسے غصہ تھا کہ وہ خود پر کنٹرول کیوں نہیں کر پا رہا تھا۔ کیوں وہ خوامخواہ کی تکلیف وہ الجھن میں پڑ گیا تھا۔ سمجھ داری کا تقاضا تھا کہ وہ کیس سی آئی اے کے حوالے کر کے گھر کی راہ پکڑتا۔ لیکن اگر اس کا یہ فیصلہ سارا کے حق میں تباہ کن نکلتا تو وہ خود کو کبھی معاف نہ کر پاتا۔

درجہ بہ درجہ وہ نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ شہد رنگ آنکھوں والا ایک چہرہ ابھرا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھونا چاہا۔ لیکن اس کا ہاتھ سارا کے بالوں میں الجھ گیا۔ سارا، سارا...... کیوں لوگ تمہیں حسین خیال نہیں کرتے۔ سارا کا چہرہ تحلیل ہونے لگا اور وہ اکیلا رہ گیا۔ ہمیشہ کی طرح تنہا۔

☆☆☆

پوٹر کے عقبی کمرے سے ریسیور پر ریڈیو رپورٹ آئی۔ ”اوہارا پینتالیس منٹ قبل ڈان کے دفتر سے نکلا تھا۔ اب وہ ہوٹل میں ہے۔ عورت ایک گھنٹے سے دکھائی نہیں دی۔“

”اپنے ساتھی کے ساتھ نگرانی کرتے رہو۔ دونوں میں سے کوئی باہر نکلے تو بتانا...... تم دونوں کہاں ہو؟“

”ہوٹل کے سامنے، پب میں۔“

”اسے خبر ہے؟“

”ہاں، ایسا معلوم ہوتا ہے۔“

”ہدایت کا انتظار کرو۔“ پوٹر نے بات ختم کر دی۔

☆☆☆

”کیا ہمیں نک کو دوسرے زاویوں سے دیکھنا چاہیے؟“ ٹاراسوف نے کہا۔

”مثلاً؟“

”کہیں وہ نہایت پیچیدہ انڈر کور ایجنٹ کے طور پر کام کر رہا ہو؟“

پوٹر نے قہقہہ لگایا۔

”اوہارا؟ میں بتاتا ہوں۔ یہ ناممکن ہے۔ وہ انتہائی حد تک ایمان دار ہے۔ اچھا کونسلر ہے لیکن حقیقی زندگی سے اس کا واسطہ نہیں پڑا ہے۔“

”عجیب بات ہے...... پھر وہ کیوں ملوث ہو رہا ہے، اپنا

مستقبل بھی داؤ پر لگا رہا ہے۔ میری عقل سے بالاتر ہے۔''
''ٹاراسوف، کبھی محبت کی ہے؟''
''میں شادی شدہ ہوں۔''
''میں محبت کی بات کر رہا ہوں۔''
''ویل، یس کی ہے...... وہ سارا کی محبت میں گرفتار ہے؟'' ٹاراسوف کی آنکھیں پھیل گئیں۔
''کیوں نہیں؟''
ٹاراسوف نے نفی میں سر ہلایا۔ ''میرے خیال میں وہ ڈیپ کور ایجنٹ ہے......ویری ڈیپ۔''
پوٹر نے پھر قہقہہ لگایا۔ ''محبت کے لفظ کو کبھی کمتر مت سمجھنا......یہ آگ ہے، بھڑکتی ہوئی آگ۔ چاہے لکڑی ہو، کپڑا یا انسانی جسم......''
''میری بیوی بھی کچھ ایسا ہی کہتی ہے۔''
''ہاں، اس سے مشورہ کر لیتا۔'' پوٹر نے کہا۔
اچانک اس کی نظر دروازے کی طرف گئی۔ ٹاراسوف نے پوٹر کی نگاہوں کا پیچھا کیا۔ دروازے میں ایک آدمی کھڑا تھا، وان ڈیم۔

☆☆☆

پوٹر نے کھنکھار کے گلا صاف کیا۔ ''مسٹر وان ڈیم، مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ لندن میں ہیں۔ کوئی نیا مسئلہ؟''
''نہیں، وہی پرانا۔'' وان ڈیم نے کرسی سنبھالی۔ پھر بولا۔ ''ایک عجیب اطلاع مجھ تک پہنچی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا۔ شاید تم کچھ روشنی ڈال سکو۔ سارا کے واشنگٹن والا... فون ریکارڈ ہو رہا تھا۔ حیرت انگیز طور پر چند روز قبل وہاں اس کے شوہر کی کال آئی تھی۔ ناقابلِ یقین۔ طویل فاصلے کی کال؟''
پوٹر اور ٹاراسوف نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔
''مسٹر وان ڈیم، میں وضاحت کر سکتا ہوں۔'' پوٹر نے کہا۔
''ہاں۔'' وان ڈیم نے کہا۔ اُس کا چہرہ مسکراہٹ سے عاری تھا۔ ''میرے خیال میں تمہیں ایسا کرنا چاہیے۔''

☆☆☆

وہ ایک بار پھر مارگیٹ کے پہاڑی علاقے میں تھی۔ تاہم اس مرتبہ نک بھی اس کے ہمراہ تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ نیلا آسمان، فضائی پرندوں کی چیخیں، سمندر کی نمکین فضا اور جھاگ اُڑاتی موجیں......شہری علاقے سے یکسر مختلف منظر۔
دونوں چٹانوں میں کچے راستے پر بڑھتے رہے۔ سارا دو ہفتوں میں کافی بدل گئی تھی۔ زندگی کے آثار لوٹ آئے تھے۔ جیفری کون تھا؟ جو بھی تھا۔ وہ اس کے ساتھ دفن ہونا چاہتی تھی۔ لیکن اس وقت مختلف قدرتی ماحول، زندگی اس کے جسم میں لوٹا رہا تھا۔ وہ جیفری کے خوفناک صدمے سے سنبھل گئی تھی۔ اب یادوں کے دھندلے پڑتے سائے رہ گئے تھے۔
''سارا؟'' نک نے اس کا بازو چھوا۔ ''کتنا فاصلہ ہے؟'' وہ اس وقت بیوروکریٹ سے زیادہ مچھیرا لگ رہا تھا۔
''زیادہ دور نہیں ہے۔ پہاڑی کی چوٹی تک جانا ہے۔''
نک بہ آسانی پہاڑی راستے پر قدم بڑھا رہا تھا۔ ایک بار پھر سارا کی توجہ نک کی جانب مبذول ہو گئی۔ اسے غرض نہیں تھی کہ کن وجوہات کی بنا پر وہ اس کے ساتھ تھا۔ سارا کے نزدیک وہ معتبر تھا۔ سوال جواب کی ضرورت نہیں تھی۔ اہم بات یہ تھی کہ وہ غیر محسوس انداز میں دوست بن چکا تھا۔
نک نے مڑ کر نیچے دیکھا۔ مارگیٹ ٹاؤن پہاڑی کے قدموں میں تھا۔ تعاقب کے آثار ناپید تھے۔ ''حیرت ہے، کیا انہوں نے پیچھا چھوڑ دیا؟''
''شاید تھک گئے ہوں گے۔'' سارا نے کہا۔ انہوں نے دوبارہ چلنا شروع کر دیا۔
''تم سی آئی اے کو پسند نہیں کرتے؟''
''نہیں۔''
''کیوں نہیں؟''
''ان پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ خاص طور پر میں پوٹر پر بھروسا نہیں کر سکتا۔''
وہ خاموشی سے بڑھتے رہے۔ میل باکسز کی قطار شروع ہو گئی تھی۔ وزٹیبل لین کے آخر میں وہ کاٹیج تک پہنچ گئے۔ نک نے آگے بڑھ کر گھنٹی پر انگلی رکھی۔ جواب ندارد۔ ڈور لاک تھا۔
''لگتا ہے کوئی نہیں ہے......اچھا ہے۔'' وہ گھوم کر عقبی دروازے پر چلا گیا۔ سارا نے ناب پر ہاتھ رکھا۔
''نک، یہ کھلا ہوا ہے۔''
نک نے آہستگی سے دروازہ کھول دیا۔ دن کی روشنی، پتھر کے پولش کیے ہوئے فرش پر پھیل گئی۔ کاٹیج میں پُراسرار سکوت طاری تھا۔ نک کے چھونے پر سارا اچھل پڑی۔ ''یہیں رکو۔'' اس نے سرگوشی کی اور کچن کی طرف چلا گیا۔ چند منٹ بعد اس کی آواز آئی۔ وہ کچن سے نکل کر سارا کو بلا رہا تھا۔ سارا اس کے ساتھ سٹنگ روم میں آ گئی۔ دیوار کے ساتھ شیلف میں چرمی جلد سے مزین کتب موجود تھیں۔ آتش دان میں ایوی کی جلائی ہوئی آخری آگ کی راکھ نظر آ رہی تھی۔ صرف ایک ڈیسک پر بے ترتیبی کے آثار تھے۔ اس کی درازیں کھلی ہوئی تھیں۔ خط و کتابت کا ڈھیر، بل، اشتہارات...... پھاڑ کر کھولے گئے

تھے۔ ڈھیر کی شکل میں وہ فرش پر پڑے تھے۔ یہ ڈاکے کی واردات نہیں لگ رہی تھی۔ سارا خواب گاہ میں چلی آئی۔ وہ اس بستر میں سوتا تھا، ایوی کے ساتھ..... کیا کبھی اس نے سارا کو مس کیا ہوگا؟ تھوڑا سا ہی سہی۔

ان سوالات کے جواب وہی دے سکتا تھا۔ سارا کو اسے تلاش کرنا تھا۔ ورنہ وہ کبھی اس کی خیالی قید سے چھٹکارا نہیں پا سکے گی۔ وہ آبدیدہ ہوگئی اور کمرے سے نکل بھاگی۔ کچھ دیر بعد وہ ایک چٹان کے سرے پر کھڑی تھی۔ نک اس کے پیچھے آیا۔ سارا کو اس کی آمد کا احساس ہی نہیں ہوا لیکن اس نے نک کے ہاتھوں کا لمس اپنے شانوں پر محسوس کرلیا۔ وہ خاموش تھا۔ دونوں خاموش کھڑے تھے۔ سارا کو سکون کا احساس ہوا۔ اس نے آنکھیں موند لیں۔ اس کی جیفری سے شادی ہوئی اور وہ اسے جان بھی نہ سکی۔ یہاں نک تھا، جو دو ہفتے قبل اسے ملا تھا، یہ ایک انوکھا ملن تھا۔ معاً سارا کے دل میں آرزو نے جنم لیا۔ ناقابلِ مزاحمت آرزو..... کہ نک اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لے۔ کیسے معاملات کیسے ہوجاتے ہیں۔ باتیں کیسی، کیسی ہوجاتی ہیں۔ دل تو دل ہے..... کتنا پہلو دار ہے۔ نازک بھی اور سنگ و آہن بھی۔ کیا یہ آرزو تنہائی کی پیداوار تھی یا سوگواری کی۔ اسے لگا کہ یہ آرزو نہیں، ضرورت ہے۔ وہ ڈر گئی لیکن نک ہی اس دنیا میں اس کے لیے واحد محفوظ پناہ گاہ تھی۔ سارا نے مڑ کر اسے دیکھا۔ ''مجھے جیفری کو ڈھونڈنا ہے اور تم میرے ساتھ نہیں آسکتے۔'' سارا نے کہا۔

''تم یہ کام تنہا نہیں کرسکتیں، تم ایوی کو بھول گئی ہو۔''

''نہیں میری نہیں جیفری کی ضرورت ہے۔''

''تم کیسے اُسے تلاش کرو گی؟''

''میں نہیں، وہ مجھے ڈھونڈ لے گا۔'' وہ واپس چل پڑی۔

بائیک پر ایک باوردی شخص میل باکسز میں ڈاک منتقلی کررہا تھا۔ سارا نے 25 نمبر کو دیکھا۔ اندر کیٹیلاگ اور تین عدد بِل تھے۔ سارا نے بل نکال کر پرس میں رکھ لیے۔

''تم سمجھ رہی ہو کہ اس نے تمہیں خط لکھا ہوگا۔ تم یہ بھی نہیں جانتی کہ تمہارا اگلا قدم کیا ہوگا؟''

''ہاں، نہیں جانتی۔'' اس کے لہجے میں ضد کا عنصر تھا۔ ''لیکن میں اُسے تلاش کرلوں گی۔''

''بھولو مت، سی آئی اے تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے۔''

''میں کسی طرح ان سے جان چھڑا لوں گی۔''

''اگر قاتل تمہارے پیچھے آئے تو کیا تم ان سے نمٹ لو گی؟''

سارا جواب دیے بغیر آگے بڑھ گئی۔ نک نے قدم بڑھائے اور اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کرلیا۔ ''احمق مت بنو۔''

''میں جیفری کو ڈھونڈوں گی۔''

''پھر مجھے بھی ساتھ آنے دو۔''

''کیوں؟'' وہ چلّائی۔ ''آخر.....'' اس کے الفاظ سمندری نمکین ہوا میں گم ہوگئے۔ جو کچھ ہوا اچانک اور بے محابا ہوا۔ جیسے اچانک برسات میں بغیر بتائے بجلی کڑکتی ہے۔ نک نے اسے بانہوں میں سمیٹ کر ہونٹوں سے اس کے الفاظ کا گلا گھونٹ دیا۔ یہ ایک طویل بوسہ تھا۔ دوطرفہ تھا۔ سارا جذباتی طور پر بے بس ہوگئی۔ وہ ردِّعمل دے سکی، نہ احتجاج کرسکی۔ شاید اس کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ سی گل کی آوازیں مدھم پڑ گئیں۔ سمندری ہوا نے اسے گود میں اٹھا لیا۔ وہ حواس کھو بیٹھی۔ بے اختیار اس کے بازو نک کی کمر کے گرد لپٹ گئے۔ یہ حرکت ارادے کے ماتحت نہیں تھی۔

حقیقت کے پرندے نے پر کھولے تو فضائی پرندوں کی آوازیں پھر سے بلند ہوگئیں۔ سارا نے بمشکل خود کو الگ کیا۔ اس کے چہرے پر تحیر تھا، اُلجھن تھی، انبساط تھا..... سرخی تھی۔

''یہ میرا جواب ہے۔ مجھے تمہارے ساتھ چلنا چاہیے۔'' نک نے کہا۔ سارا کے ذہن میں اُلجھے ہوئے خیالات کا تانا بانا تھا۔

''تم نے ایسا کیوں کیا؟'' وہ بولی۔

''بس ہوگیا۔ سارا میرا ارادہ نہیں تھا'' وہ برہم ہوگیا۔ پلٹ گیا۔ ''معذرت چاہتا ہوں...... واپس لیتا ہوں۔''

سارا مزید اُلجھ گئی۔ وہ جیفری کی محبت میں گرفتار تھی۔ دفعتاً کائنات درہم برہم ہوگئی۔ اب اسے نک کے سوا کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ آنکھوں سے نہ تصور میں۔

''پلیز نک، واشنگٹن واپس لوٹ جاؤ۔'' اس کی سمجھ میں نہیں آیا اور کیا کہے۔ وہ واپس چل پڑی۔ نسوں میں ابھی تک سنسناہٹ ہورہی تھی۔ نہیں وہ تنہا جائے گی لیکن وہ جان گئی تھی کہ نک ساتھ جانے میں پُرعزم ہے۔

وہ گاڑیوں کے قریب پہنچ گئے۔ وہاں سے لندن تک لانگ ڈرائیو تھی۔ نک ایم جی کرائے پر لایا تھا جو چھوٹی چھوٹی دکانوں کے ساتھ کھڑی تھی۔ دو اجنبی وہاں پہلو بہ پہلو ٹہل رہے تھے۔ ایم جی کے عین پیچھے وہی سیاہ فورڈ کھڑی تھی۔ جو لندن سے تعاقب کرتی آئی تھی۔ سی آئی اے۔ یعنی اب وہ کھلم کھلا سامنے آگئے تھے۔ احمق، اس طرح سارا کو غائب ہونے میں سہولت رہے گی۔ فورڈ کے قریب سے گزرتے ہوئے نک نے رنگین شیشوں کے عقب میں جھانکا۔ ایک ایجنٹ کی شبیہ نظر

گلاس کے ساتھ ٹکی ہوئی تھی۔ اندر کسی قسم کی حرکت مفقود تھی۔ نک نے یہ امر محسوس کر کے کھڑکی کے شیشے پر دستک دی۔ ایجنٹ کی دھندلی شبیہہ نے کوئی حرکت نہیں کی۔ کیا وہ سو رہا ہے؟

''نک کیا بات ہے؟'' سارا نے سرگوشی کی۔

''چلتی رہو۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ایم جی میں جا کر بیٹھ جاؤ۔'' نک نے اسے آہستہ سے دھکیلا۔ ''اور وہیں رکنا۔''

''نک......''

نک نے احتیاط سے دروازہ کھولا۔ سارا کے غیر معمولی تجسّس نے اسے ایم جی تک نہیں جانے دیا۔ وہ خاموشی سے نک کے پیچھے کھڑی رہی۔ ایجنٹ کی شبیہہ ابھی تک غیر متحرک تھی۔ نک نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔ ایجنٹ کا ایک ہاتھ بے جان انداز میں سڑک کی جانب جھولنے لگا۔ آنکھوں میں زندگی کی روشنی ناپید تھی۔ نک وحشت کے عالم میں پیچھے ہٹا۔ سرخ خون کے قطرے سائڈ واک کو رنگین کر گئے۔

☆☆☆

سارا کی چیخ بلند ہوئی۔ اگلے ہی لمحے فورڈ کے اندر حرکت نظر آئی۔ نک نے سارا کو زمین بوس کیا اور اسے اپنے نیچے چھپا لیا۔ حرکت کی جھلک کے بعد فوراً ہی فورڈ ہی کے اندر سے فائرنگ ہوئی۔ نک لڑھک کر ایک طرف ہٹا۔ ''گاڑی میں جاؤ'' وہ دہاڑا۔

سارا دہشت زدہ ہرنی کے مانند ایم جی کی طرف گئی۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے کھڑی تھیں۔ بصورت دیگر وہ ایم جی میں نہ گھس پاتی۔ فائرنگ نے اسٹورز کے شیشے توڑ ڈالے تھے۔ افراتفری مچ گئی تھی۔ نک نے سارا کے پیچھے جست لگائی۔ گاڑی میں گھستے گھستے نک نے چابیاں نکال لی تھیں۔ انجن غرا کر بیدار ہوا۔ سارا دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

''نیچے جھکو...... نیچے......'' وہ پھر چیخا۔ سارا دروازہ چھوڑ کر پائیدان میں سمٹ گئی۔ نک نے اندھا دھند کار کو ریورس کیا۔ ایم جی فورڈ سے ٹکرائی۔ اسے فرسٹ گیئر ڈال کر اسٹیئرنگ وہیل کو دائیں جانب کاٹا اور پیڈل دباتا چلا گیا۔ گاڑی جھٹکا لے کر آگے بڑھی۔ تصادم ہوتے ہوتے بچا۔ نک تھرڈ گیئر میں جا چکا تھا۔

''دروازہ بند کرو'' نک نے گاڑی فورتھ گیئر میں ڈالی۔ وہ بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تاہم نک رفتار بڑھاتا گیا۔

''وہ ہمیں کیوں مارنا چاہتے ہیں؟'' سارا نے اٹھ کر دروازہ بند کیا۔

''امید رکھو کہ وہ ہم تک نہ پہنچ سکیں۔'' نک نے عقبی آئینے میں دیکھتے ہوئے کہا۔ سارا نے عالم خوف میں گردن گھمائی۔ ایک نیلے رنگ کی پی جو تیزی سے ایم جی کے قریب تر ہوتی جا رہی تھی۔ ڈرائیور کی آنکھوں پر تاریک شیشوں کا چشمہ تھا۔

نک نے ایکسلیریٹر دبایا اور غیر محتاط انداز میں راستہ بنایا۔ پی جو بھی گولی کی طرح آئی۔ وہ قدرے بڑی گاڑی تھی۔ وہ غلط لین میں چلی گئی اور ایک وین سے رگڑ کھاتے کھاتے بچی۔ سیکنڈ کا کچھ حصہ ملا اور دونوں گاڑیوں کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا۔ لیکن ٹریفک کا دباؤ کم ہو رہا تھا۔ ایسی حالت میں پی جو سے مقابلہ دشوار تھا۔ اس کی رفتار بہت تیز تھی۔

''میں اس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتا، سارا۔''

سارا نے نک کی آواز میں تشویش کو محسوس کر لیا۔

یہ سب میرا قصور ہے۔ اس نے خود سے کہا۔ اگر نک کو کچھ ہوا تو وہ میری وجہ سے ہوگا۔

''سیٹ بیلٹ باندھو۔ امکانات محدود ہوتے جا رہے ہیں۔''

''محدود امکانات،، یعنی اختتام......''

تیچو طوفان بنی ہوئی تھی۔ ڈرائیور کے نقوش میں حیوانیت تھی۔ کوئی غیر انسانی عنصر جبکہ آنکھیں نظر نہیں آ رہی تھیں۔

سارا نے نک کو دیکھا۔ اسٹیئرنگ پر اس کی انگلیوں کے جوڑ سفید پڑ گئے تھے۔ نگاہ سڑک پر جمی تھی۔ سڑک پر بایاں موڑ نظر آیا۔ نک نے نتائج کی پروا کیے بغیر خطرناک موڑ کاٹا اور اپنا سارا وزن دائیں جانب ڈال دیا۔ گاڑی دو پہیوں پر بائیں سڑک پر آئی۔ سارا کا چہرہ سفید پڑ گیا۔ پی جو عقب میں اتنے قریب تھی کہ وہ نک کے عزائم کا اندازہ نہ لگا سکی۔ ویسے بھی اتنی رفتار کے ساتھ مڑنا ممکن نہ تھا۔ پی جو آگے نکل گئی۔ ایمرجنسی بریک لگا کر پھسلی اور سائڈ واک پر چڑھ گئی۔ دونوں گاڑیوں کی رف ڈرائیونگ کی وجہ سے فضا میں ربر جلنے کی بُو پھیل گئی۔ ایم جی کے دونوں پہیے واپس سڑک سے ٹکرائے۔ سارا کا سر چھت سے جا لگا۔ پی جو سنبھل کر واپس آئی اور آنکھ مچولی پھر شروع ہو گئی۔ نک کی آواز ہموار اور دھیمی تھی۔ خوف کا بادل ذہن میں تشکیل پا رہا تھا۔ ''گولیاں کسی بھی وقت برسنا شروع ہو جائیں گی۔ سر نیچے رکھنا۔ میں حتی الامکان کوشش کروں گا کہ زیادہ سے زیادہ دیر تک ہائی وے پر رہوں۔ اگر گولیاں کام کر گئیں تو گاڑی سے نکل کر پوری رفتار سے بھاگ جانا۔ گیسولین کا ٹینک پھٹ سکتا ہے۔''

"میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گی۔" سارا کی آواز بھرّا گئی۔

"تم وہی کرو گی جو میں کہہ رہا ہوں۔" نک نے عقبی شیشے پر نگاہ ماری۔

"نک، نہیں۔"

"خدا کے لیے۔" وہ چیخا۔"جو کہہ رہا ہوں، وہ کرنا۔"

پی جو بہت قریب تھی۔"وہ فائرنگ کیوں نہیں کر رہا؟"

سارا نے ڈرائیور کی مکروہ مسکراہٹ دیکھی۔ پی جو نے بمپر سے بمپر لگایا۔ نک نے وہیل دائیں پھر بائیں گھمایا۔ چند گز کا فاصلہ پیدا ہو گیا۔

"وہ ہمیں روڈ سے ہٹانا چاہتا ہے۔" نک نے جواب دیا۔ دوبارہ وہی حرکت ہوئی۔ بعدازاں دونوں گاڑیاں گردن سے گردن ملا کر دوڑنے لگیں۔ سارا نے قاتل کا چہرہ دیکھا۔ اس کے زردی مائل بال چمک رہے تھے۔ وہ دانت نکالے سارا کو دیکھ رہا تھا۔ وہ موت کا چہرہ تھا۔ مکروہ چہرہ اس لمحے سارا کے دہشت زدہ چہرے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ جب اسے سامنے کی رکاوٹ نظر نہیں آئی۔ نک نے گہری سانس لے کر سامنے کھڑی کار کو دیکھا۔

نک نے گاڑی دائیں طرف ڈال دی۔ رانگ سائڈ پر سامنے سے آنے والی گاڑیاں تتر بتر ہو گئیں۔ پہیے چیخنے لگے۔ دائیں بائیں سبزہ زار سارا کی آنکھوں میں گھوم گئے۔ نک اسٹیئرنگ سے لڑ رہا تھا۔ کسی کار کے ٹکرانے اور شیشوں کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ پھر جیسے آندھی، طوفان یکلخت تھم گیا۔ ایم جی سڑک سے اتر کر سبزہ زار میں کھڑی تھی۔ گائیں، بھینسیں حیرت سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔ دور کہیں سائرن کی آواز ابھر رہی تھی۔ شاید کسی نے فون کیا تھا۔ سارا نے مڑ کر دیکھا۔ دور پی جو بھی سبزہ زار میں کھڑی تھی۔ ڈرائیور باہر تھا۔ فاصلے کے باوجود اس کے چہرے کا اشتعال نظر آ رہا تھا۔ نک گاڑی واپس ہائی وے پر لے آیا۔ پی جو، ڈرائیور سمیت غائب ہو گئی تھی۔

"اب وہ دھیمے پڑ جائیں گے۔" نک نے تبصرہ کیا۔ سارا اس کے اطمینان پر چونکی۔ یوں لگا جیسے وہ مذاق کر رہا ہے۔

"تم کیسی ہو؟"

"ہاں، ہاں......" اس نے بولنے کی کوشش کی لیکن حلق ریگ صحرا کے مانند خشک تھا۔

نک مسکرایا۔"ایک چیز عیاں ہو گئی کہ تم میرے بغیر کہیں نہیں جا سکتیں۔"

تنہا، خوف حملہ آور ہوا۔ نہیں کبھی نہیں لیکن نک بھی تو کوئی فوجی نہیں ہے۔ وہ ڈپلومیٹ ہے۔ وہ جو کچھ کر رہا تھا، وہ اس کی فطری صلاحیت تھی نہ کہ تربیت کا حصہ؟ بہرحال وہ خطرناک قاتل اور سارا کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

"ہمیں مدد حاصل کرنی چاہیے۔" اس نے تجویز پیش کی۔

"کس سے، سی آئی اے سے...... نہیں ہم اپنے ہی آدمیوں پر بھروسا نہیں کر سکتے۔ وہ نااہل ہو سکتے ہیں۔ شاید خطرناک بھی۔"

"کیا مطلب ہے...... سی آئی اے اپنے ہی آدمی کو نہیں مار سکتی؟"

"ہاں، لیکن کوئی اندر کا آدمی ہو سکتا ہے جس کے رابطے کہیں اور ہوں۔" نک نے امکان ظاہر کیا۔

"اگر تم غلط ہوئے؟"

"پاگل مت بنو۔ ایجنٹ کا گلا کاٹا گیا تھا۔ وہ بے خبری میں مارا گیا۔ اس لیے کہ وہ قاتل کو جانتا تھا۔ اس پر بھروسا کرتا تھا...... کوئی نہ کوئی غدار ہے جو ہمیں راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔"

"میں ایک عام عورت ہوں۔ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا، میں ایوی کے مانند جاسوس نہیں ہوں۔ سوچ رہی ہوں سفارت خانے میں پناہ لے لوں اور تم کہہ رہے ہو کہ سی آئی اے پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔"

"پھر یہی وقت ہے کہ ہمیں ایوی کی طرح سوچنا چاہیے۔ میں بھی اس کھیل میں نیا ہوں۔ ایوی ہوتی تو کیا کرتی؟"

"واشنگٹن؟"

"نہیں۔"

"پھر کہاں جائیں؟"

نک نے وقفہ لیا۔"کار کو پوشیدہ کر کے ڈوور میں ہوور کرافٹ کے ذریعے کیلیس جاتے ہیں۔ وہاں سے بذریعہ ٹرین برسلز پھر کچھ عرصے کے لیے ہم دونوں غائب ہو جاتے ہیں۔"

کب تک، کیا وہ بھی ایوی کی طرح بھاگتی رہے گی۔ مڑ مڑ کر دیکھتی رہے گی۔ شادی کی حقیقت کیا تھی۔ وہ زندہ رہے گی تو پتا چل سکتا ہے۔

"مجھے تم پر بھروسا ہے۔" سارا نے کہا۔"اور کس پر کر سکتے ہیں؟"

"کسی پر نہیں۔"

☆☆☆

پوٹر نے پہلی گھنٹی پر ریسیور اٹھایا۔ آواز سنتے ہی اُس نے

ریکارڈنگ کے بٹن کو ہٹ کیا۔ ٹرانس چینل کنکشن کے ذریعے اوہارا کی آواز آرہی تھی۔

"اوہارا۔" پوٹر چلایا۔ "تم کہاں......"

"ہم جارہے ہیں۔ ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔"

"تم مارے جاؤ گے۔ تمہیں ہماری ضرورت ہے۔"

"ہونہہ، غور سے سنو...... اپنے آدمیوں پر نظر رکھو۔ کیونکہ ڈنمارک میں کوئی بدبودار کھچڑی پک رہی ہے۔ اگر مجھے پتا چلا کہ اس کے ذمے دار تم ہو تو تمہاری خیر نہیں۔"

"رکو، اوہارا۔" مگر لائن ڈیڈ ہو چکی تھی۔

بڑبڑاتے ہوئے اس نے وان ڈیم سے رابطہ قائم کیا۔

"وہ زندہ ہیں۔"

"کیا وہ آرہے ہیں؟"

"نہیں، روپوش ہورہے ہیں۔ کال برسلز سے آئی تھی۔"

"مسٹر پوٹر، وہ مجھے مطلوب ہیں، اس سے پہلے کہ کوئی اور اُن تک پہنچے۔" وان ڈیم نے پُرزور مطالبہ کیا۔

"وہ ڈرے ہوئے ہیں۔ وہ ہم پر بھروسا نہیں کریں گے۔"

"مجھے حیرت نہیں ہوئی۔ پتا لگاؤ اُن کا۔" فون بند ہو گیا۔

"نمبر ملا؟" پوٹر نے ٹاراسوف کی طرف دیکھا۔

"برسلز کا کوئی نمبر ہے۔"

"مجھے ایڈریس چاہیے۔"

پوٹر نے پھر وان ڈیم کا نمبر ملایا اور برسلز کے بارے میں بتایا۔ "میں نے مسز فونٹان کے پیچھے دو آدمی لگائے تھے۔ ایک مردہ خانے میں ہے اور دوسرا غائب ہے۔"

"مجھے مردہ ایجنٹ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ مجھے سارا فونٹان چاہیے۔"

"برسلز آفس کو بتا دیا ہے۔ میں خود آج فلائی کررہا ہوں۔ بینک اکاؤنٹ سے کافی رقم نکالی گئی ہے۔ غالباً وہ طویل عرصے روپوش رہیں گے۔"

"اکاؤنٹس کی نگرانی کرو۔ تصویریں پھیلا دو۔ لوکل پولیس، انٹرپول، ہر کسی کو تصاویر پہنچا دو۔ سارا کو گرفتار مت کرنا۔ صرف لوکیشن معلوم کرنا۔ نیز مجھے اوہارا کا نفسیاتی پروفائل درکار ہے۔"

"میں فراہم کردوں گا۔" پوٹر نے جواب دیا۔

"نک اوہارا کھیل میں نیا ہے لیکن اس کی فرنچ بہت اچھی ہے۔ وہ بیلجیئم میں بہ آسانی گھل مل جائے گا۔ وہ اسمارٹ بھی ہے۔ ہمیں مشکل کا سامنا ہے۔ میری معلومات کے مطابق سارا اس معاملے میں بے بس ہے۔ وہ اپنے طور پر کچھ نہیں کر سکتی۔"

"اوہارا، بیلجیئم میں کس کو جانتا ہے۔ کوئی دوست؟"

"ڈان، اوہارا کے دوستوں کو جانتا ہے۔" ٹاراسوف نے مداخلت کی۔

"گڈ۔" وان ڈیم نے ستائش کی۔

☆☆☆

وان ڈیم کے اپنے مقاصد تھے جن کے باعث اس نے تہیہ کیا ہوا تھا کہ سارا فونٹان کو قابو کرنا ہے... کسی طرح اوہارا جیسے ڈیموکریٹ نے نہایت چالاکی سے علیحدہ کر دیا۔ کسی کو اس کی توقع نہیں تھی۔ وان ڈیم کو ٹاراسوف کی رائے پریشان کررہی تھی کہ نک، سارا کی محبت میں نہیں بلکہ وہ انڈر کور ایجنٹ ہے۔ ٹاراسوف کے نکتے کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ جو چیز جیسی نظر آتی ہے، اسے ویسا ہی سمجھنا بسا اوقات خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ وان ڈیم، اکثریت کے مقابلے میں اس حقیقت کو زیادہ بہتر سمجھتا تھا۔ وہ سمجھ رہا تھا کہ نک اوہارا فرنچ زبان اور حلیے کے باعث وہاں گھل مل جائے گا۔ برسلز جیسے بڑے شہر میں اسے تلاش کرنا بہت دشوار تھا۔ سارا کا معاملہ مختلف تھا۔ وہ غلط وقت پر زبان کھولتی اور پکڑی جاتی۔ بہتر یہی تھا کہ اوہارا کے بجائے سارا پر توجہ دی جائے۔

☆☆☆

سفر کے دوران میں سارا خوف زدہ رہی۔ تاہم بغیر کسی ہنگامے کے وہ برسلز پہنچ گئے۔ وہ نک کا انتظار کررہی تھی۔ اسے گئے ہوئے دو گھنٹے بیت گئے تھے۔ سارا گاہے گاہے گھڑی دیکھ رہی تھی۔ دھیرے دھیرے خوف کا عفریت پھر جنم لے رہا تھا۔ وہ لازمی واپس آئے گا۔ اس بارے میں سارا کسی شک کا شکار نہیں تھی۔ وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس آگئی۔ کمرے میں صرف ایک کمزور بلب روشن تھا۔ ہوٹل کا کمرا چھوٹا اور بے ترتیب تھا۔ اسے بھوک لگ رہی تھی۔ لیکن نک کا انتظار ضروری تھا۔ اچانک سیڑھیوں پر آہٹ ابھری۔ دروازہ کھلا اور بند ہو گیا۔ وہ بھڑک اٹھی۔ وہ کوئی اجنبی تھا۔ وہ گھبرا گئی لیکن چابی اس کے پاس کہاں سے آئی۔ سارا منجمد رہ گئی۔ اس نے سیاہ رنگ کی مچھیروں جیسی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ جو نیچے کی طرف جھکی ہوئی تھی۔ ادھ جلے سگریٹ سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ مچھلی اور وائن کی بو آرہی تھی۔ شانوں پر بوسیدہ جیکٹ تھی۔ لیکن جب اس نے اوپر نگاہ اٹھائی تو سارا بے ساختہ ہنس پڑی۔

"نک، یہ تم ہو؟"

"کیسے یقین دلاؤں؟" اس نے شرارت سے جواب

دیا۔

"یقین آ گیا۔"

"یہ سب ضروری تھا۔" اس نے ایک تھیلا اس کے حوالے کیا۔ "تم بھی حلیہ بدل لو۔ کوئی نہیں پہچان سکے گا۔ ایک بات کا خیال رکھنا کہ تم گونگی ہو۔" نک نے ہدایت دی۔

"نک؟"

"ہونہہ۔"

"تم جب سے ملے ہو، مجھے کنٹرول کیا ہوا ہے؟"

"تم پر یا سچویشن پر؟"

"دونوں پر۔" سارا نے کہا۔

"شاید۔"

"جب میں لندن پہنچی تو تم بھی پیچھے آ گئے اور تم غصے میں تھے؟"

"ہاں، بہت زیادہ۔"

"میری گردن مروڑنے پہنچے تھے؟"

"سچی بات ہے کچھ ایسا ہی سوچا تھا پھر ارادہ بدل دیا۔"

"کیوں؟"

"پولیس اسٹیشن میں تم ایکسپوز ہو گئی تھیں۔ بری طرح ٹوٹ پھوٹ گئی تھیں۔ مجھے خیال آیا کہ تمہیں مدد کی ضرورت ہے۔ سارا میں جانتا ہوں کہ عام حالات میں تم اپنا خیال رکھ سکتی ہو لیکن یہ عام حالات نہیں ہیں۔"

سارا نے بحث نہیں کی۔ "اوکے، میں تسلیم کرتی ہوں۔ میں تھک گئی ہوں۔ ہراساں ہوں لیکن مجھے کمتر مت سمجھو...... میں زندہ رہنے کے لیے ہر حد پار کرنے کی کوشش کروں گی۔"

"اچھا بتاؤ اس وقت تم کون ہو؟"

"ایک مچھیرے کی بیوی۔" وہ مسکرائی۔ "غریب مچھیرا...... اوپر سے چھ بچوں نے میری زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ میرا شوہر، مطلب تم زیادہ تر گھر سے باہر رہتے ہو...... ہم ایک دوسرے سے لڑتے رہتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔" نک نے کہا۔

☆☆☆

ایوی کے کاٹیج سے جو بل لیے تھے، وہ کہاں ہیں؟"

سارا نے تینوں بل نکالے۔ پہلا بجلی کا بل تھا۔ دوسرا کریڈٹ کارڈ کا بل تھا اور تیسرا...... دونوں چونک اٹھے۔ اس پر برلن کا فون نمبر لکھا تھا۔ "یہ لاسٹ انٹری دیکھو۔ وہ جانتی تھی کہ سائمن برلن میں کہاں ہے۔" نک نے کہا۔

صبح روشن اور خوب صورت تھی۔ پلیٹ فارم پر نک اور سارا ایک دوسرے سے بارہ گز کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ وقتاً فوقتاً وہ ایک دوسرے پر سرسری نظر ڈال رہے تھے۔ نک کو شناخت کرنا ناممکن تھا۔ دور سے ٹرین کی آواز ابھری۔ مسافروں نے اٹھنا شروع کیا۔ ٹرین پلیٹ فارم پر رک گئی۔ مسافروں میں ہر قسم کے افراد تھے۔ سارا نے دیکھا کہ نک سگریٹ کو جوتے تلے مسل رہا ہے۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا بند کر دیا۔ نک ٹرین پر سوار ہو کر کھڑکی کے قریب جگہ سنبھال چکا تھا۔ سارا آہستہ آہستہ قطار کے ساتھ کھسک رہی تھی۔ چند گز رہ گئے تھے۔ پھر وہ ٹرین میں ہوتی۔

معاً اس کی نگاہ سے روشنی کا انعکاس ٹکرایا۔ وہم اور خوف کے باعث اس نے آہستگی سے انعکاس کے رخ پر دیکھنا چاہا۔ سورج کی روشنی سلور کے فریم سے منعکس ہوئی تھی۔ فریم میں تاریک شیشے تھے۔ سارا کا دل زور سے دھڑکا۔ ٹکٹ ونڈو کے قریب وہی آدمی کھڑا تھا جس نے پی جو میں ان کا پیچھا کیا تھا۔ اس کی نظریں ٹرین کے دروازوں پر تھیں۔ اس کے جسم کا بیشتر حصہ پلیٹ فارم پوسٹ کے پیچھے تھا۔ تاہم سارا نے وحشی کو پہچاننے میں غلطی نہیں کی تھی۔ سارا کے جسم میں خون جم گیا۔ اگر وہ قطار میں اسی طرح بڑھتی رہتی تو اس کی تیز نگاہ میں آئے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔

☆☆☆

پہلا خیال اُسے مڑ کر بھاگنے کا آیا۔ لیکن ایسی کوئی بھی اچانک تحریک اس کی توجہ کھینچ لیتی۔ اسے بڑھتے رہنا تھا۔ مبہم امید کے سہارے کہ وہ اُسے نہیں پہچانے گا۔ بے چینی سے اس نے وہ کھڑکی تلاش کرنی چاہی جہاں نک تھا۔ تا کہ اسے اشارہ کر سکے لیکن اس کی کھڑکی دور ہو چلی تھی۔ وہ کوئی منحوس لمحہ تھا جب آگے والے بوڑھے مسافر کا ٹکٹ گر گیا۔ وہ اسے اٹھانے کے لیے آہستہ سے جھکا...... اوہ ڈیئر گاڈ، پلیز...... اس نے دعا مانگی۔ وہ بظاہر ایک بیلجیئن وائف تھی۔ شاید سیاہ وگ مدد کرے۔ قاتل کے ذہن میں سرخی مائل بال ہوں گے۔ دل بے تحاشا دھڑک رہا تھا۔

"میڈم؟" بڑے میاں نے اس کی آستین پکڑ لی۔ وہ احمقوں کے مانند اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ تیزی سے فرنچ میں کچھ کہہ رہا تھا۔ سارا نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ لیکن وہ بھی جان کو اٹک گیا تھا۔ وہ گرے ہوئے عورت کے اسکارف کے بارے میں کچھ کہہ رہا تھا۔ اس کے اشارے پر سارا کی سمجھ میں آیا۔ سارا نے نفی میں سر ہلا کر بتایا کہ وہ اس کا اسکارف نہیں ہے۔ بڑے میاں نے شانے اچکائے اور ایک طرف چل دیا۔

سارا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ اس نے ٹرین پر سوار ہونے کے لیے قدم اٹھایا لیکن کوئی اس کے راستے میں

حائل تھا۔ سارا نے نظر اٹھائی۔ موت کا چہرہ اُس کے سامنے تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

''میڈیم۔'' اس نے نرمی سے کہا۔ ''آؤ......''

''نہیں، نہیں!'' اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے سرگوشی کی۔ وہ اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ہاتھ میں کوئی چمک دار شے تھی۔ سارا نے خود کو پیچھے کی جانب گرتا محسوس کیا لیکن یہ وہم تھا۔ ٹرین آگے جا رہی تھی۔ اس لیے اسے یوں لگا کہ وہ پیچھے جا رہی ہے۔ سارا نے ٹرین ڈور کی جھلک دیکھی۔ پچاس گز بعد وہ پلیٹ فارم چھوڑ دیتی۔ سارا کے فرار کا آخری موقع۔ قاتل اپنے شکار کی طرف آگے آ رہا تھا۔ قدرتی طور پر سارا نے پلٹ کر بھاگنا تھا۔ وہ بھاگی لیکن مخالف سمت میں۔ فرار ہونے کے بجائے وہ پوری رفتار سے شکاری کی طرف گئی۔ وہ اپنے گمان میں بڑھا چلا آ رہا تھا۔ سارا کی ناقابلِ یقین حرکت نے اسے گڑبڑا دیا۔ سارا کو سیکنڈ کا معمولی سا حصہ ملا تھا...... وہ بچ کر اس کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ ٹرین ڈور پلیٹ فارم چھوڑنے کے لیے بارہ گز دور تھا۔ سارا کے پاؤں منوں وزنی ہو گئے۔ وہ رخ پھیر کر پیچھے آ رہا تھا۔ موت کے خوف نے سارا کے بدن میں بجلی بھر دی۔ اس کا دل جیسے پھٹنے والا تھا۔ آخری چند گز اسپرنٹ کے مانند طے کیے۔ فولادی ڈنڈا انچوں کے فاصلے پر تھا۔ اس کی انگلیوں نے سرد اسٹیل کو تھام لیا اور بے ڈھنگے انداز میں اندر جا گری۔ وہ بُری طرح ہانپ رہی تھی۔ میں جیت گئی۔ اس نے سوچا۔ میں نے کر دکھایا۔ ٹرین نے پلیٹ فارم چھوڑ دیا تھا۔ وہ فٹ بورڈ تک آ گیا تھا۔ سارا نے بے تحاشا لات چلائی اور اُسے باہر پھینک دیا۔

''سارا، مائی گاڈ'' کسی نے اسے پکڑ کر کھڑا کیا۔ وہ لرزتی ہوئی نک کی بانہوں میں سمٹ گئی۔ ''سب ٹھیک ہے، سب ٹھیک ہے۔'' وہ بار بار یقین دہانی کرا رہا تھا۔

''کون ہے وہ؟'' وہ سسک اٹھی۔ ''وہ ہمارا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتا؟''

''سارا سنو...... قبل اس کے کہ وہ دوبارہ نمودار ہو، ہمیں ٹرین چھوڑنی پڑے گی۔''

''پھر کیا ہوگا؟'' سارا نے چیخ کا گلا گھونٹا۔

ٹرین کی رفتار تیز تھی۔ ''ہمیں اگلے اسٹاپ پر اترنا پڑے گا ہمیں دوسرا راستہ اختیار کرنا پڑے گا۔ اگر ہم نے ڈچ بارڈر کراس کر لیا تو ہم مشرق کی طرف جانے والی ٹرین پکڑ لیں گے۔ سارا اس کے ساتھ لپٹی ہوئی تھی۔ اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔

☆☆☆

برونی آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ طوفان کے آثار اس کے چہرے پر نہیں، اندر تھے۔ لاوے کے مانند۔ معمولی عورت دوسری مرتبہ اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی۔ تاہم عورت نے الٹی سمت بھاگ کر اس کی کاریگری کو مات دے دی تھی۔ اسے حیران کر دیا تھا۔ وہ ٹرین پر چڑھ جاتا لیکن سارا نے لات چلا کر اسے فٹ ہولڈ سے گرا دیا تھا۔ اس حرکت نے اس کے غضب میں بے پناہ اضافہ کر دیا تھا۔ اس نے آئینے پر گھونسا مارا۔ نک اوہارا، بار بار اس کے راستے میں آ رہا تھا۔ وہ کون تھا۔ سی آئی اے؟ سائمن ڈانس کا دوست؟ وہ جو بھی تھا۔ آئندہ برونی کے سامنے آیا تو دونوں مارے جائیں گے۔ تاہم ان کو دوبارہ پانا ایک مشکل امر تھا۔ اسے آئیڈیا نہیں تھا کہ ان کی منزل کون سی ہے۔

اسے بوڑھے جادوگر کا سہارا لینا پڑے گا۔ بوڑھے کی نگاہ بہت دور تک دیکھتی ہے۔ وہ دونوں بچ نہیں سکیں گے۔

☆☆☆

دونوں بچ ہائیکنگ کے ذریعے ڈچ بارڈر کراس کر گئے تھے۔ بعد میں رک رک کر وہ میلوں پیدل چلے۔ اب اگلے ٹرین اسٹیشن سے وہ صرف نصف میل کے فاصلے پر تھے۔ تاہم سارا تھک چکی تھی۔ انہوں نے تاریکی تک رکنے کا فیصلہ کیا اور ایک جگہ میدان میں ونڈ مِیل کو منتخب کر کے اس کے سنگی ٹاور میں دنیا و مافیہا سے بےخبر ہو گئے۔

☆☆☆

بوڑھا آدمی خواب دیکھ رہا تھا۔ زنگی اس کے سامنے کھڑی تھی مسکرا رہی تھی۔ ''فرنیس، تم کو چاہیے کہ گلاب کے پودوں کی سنگی رہ گزریں بنوا دو کہ ہمارے دوست اس طرح گلابوں کے درمیان گھوم کر خوش ہو سکیں۔ ایسا راستہ جیسا ہمارے ڈورشیٹ والے کاٹیج میں ہے۔''

''کیوں نہیں۔'' وہ بولا۔ ''میں باغبان سے کہہ دوں گا۔'' زنگی مسکرا کر اس کی طرف بڑھی۔ اس نے زنگی کو چھونا چاہا لیکن ناکام رہا، اس کا سراپا تحلیل ہو رہا تھا۔ وہ جا رہی تھی، جا چکی تھی۔ ہمیشہ کے لیے۔

☆☆☆

ویس کوریگان کو جواب دینے میں پورے پانچ منٹ لگے تھے۔ کوئی اس کی رہائش گاہ کا عقبی دروازہ پیٹ رہا تھا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو پاجامے میں ملبوس تھا۔ وہ حیرت سے آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ پہلے وہ دونوں کو اجنبی سمجھا۔

''پرانی حسِ میزبانی کہاں رخصت ہو گئی۔'' نک نے کہا۔

کوریگان کا منہ کھل گیا۔ ”نک...... تم ہو؟“

”اب بھی شک ہے۔“

کوریگان نے انہیں کچن میں بلا کر دروازہ بند کر دیا۔ وہ عمر میں چالیس سے کم تھا۔ آنکھیں نیند کے باعث متورم تھیں۔ اس کی نظر نک کی کنپٹیوں کے سفید بالوں پر گئی۔

”مائی گاڈ، اتنا عرصہ گزر گیا۔“

”یہ ٹیلکم پاؤڈر ہے۔“ نک نے کہا۔ ”گھر میں کوئی ہے؟“

”میری بلی ہے...... نک کیا چل رہا ہے؟“

نک کچن سے لیونگ روم میں آ گیا۔

”کچھ بولو گے؟“

نک نے سارا کی طرف دیکھا۔ سارا نے ٹوپی اتار دی۔

”اوہ مسز نک اوہارا؟“

”نہیں۔“ نک نے کہا۔

”ڈیٹنگ کے لیے اتنی دور آئے ہو۔“ کوریگان نے تبصرہ کیا۔

”سڑکیں صاف ستھری ہیں؟“ نک نے سوال کیا۔

”ہاں، روز صفائی ہوتی ہے۔“

”میں نگرانی کی بات کر رہا ہوں۔“

کوریگان نے احمقوں کے مانند دوست کو دیکھا۔ ”مطلب؟“

”کوری ہم ایک مشکل میں ہیں۔“

کوریگان نے سوالیہ نگاہوں سے نک کو دیکھا۔ ”سی آئی اے اور کچھ اجنبی ہمارا پیچھا کر رہے ہیں۔“

”ایسا کیا کر دیا تم نے؟ قومی راز فروخت کر دیے ہیں؟“

”نہیں۔ یہ ایک طویل کہانی ہے۔ ہمیں تمہاری مدد درکار ہے۔“

کوریگان نے تھکے ہوئے انداز میں سر ہلایا۔ ”بیٹھ جاؤ...... تم دونوں بھوکے ہو؟“

دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ”بہت زیادہ۔“ سارا نے جواب دیا۔

کوریگان ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔

ایک گھنٹے میں وہ ضروری تفصیلات کوریگان کو سنا چکے تھے۔ کوریگان پوری طرح بیدار ہو گیا تھا اور پریشان لگ رہا تھا۔

”پوٹر کیوں ملوث ہے؟“

”وہ کیس آفیسر ہے...... سی آئی اے کے آدمی کو کسی اور نے مارا اور اسی نے ہمیں مارنے کی کوشش کی۔“

”مجھے یہ اچھا نہیں لگ رہا۔“

”مجھے بھی۔“ نک نے تائید کی۔

کوریگان سوچ میں ڈوب گیا۔ ”تم چاہتے ہو کہ میں ”ماگس“ کی فائل چیک کروں۔ ٹف جاب! اگر یہ سُپر کلاسیفائڈ ہے تو میں چھو نہیں سکوں گا۔“

”جو کر سکتے ہو، کرو۔ جب تک سارا جیفری تک پہنچ کر حقیقتِ حال نہیں جان لیتی۔“

”کہاں ٹھہرے ہو؟“

”کوڈام کے نزدیک ایک کمرا ہے۔“ نک نے جواب دیا۔

”یہاں میرا فرش استعمال کرو۔“

”خطرناک ہے۔ ہم خوش قسمت تھے کہ مشرقی جرمنی کے چیک پوائنٹ سے گزر گئے۔ اب تک ان کو پتا چل گیا ہوگا کہ ہم شہر میں ہیں۔ اگر وہ ہوشیار ہیں تو بہت جلد تمہارے گھر کی نگرانی شروع ہو جائے گی۔“

”پھر کیا مشورہ ہے؟“

”میں بارسن کے نام سے فون کروں گا۔ دوسری لائن پر۔ تم مجھے نمبر دے دو۔ یہ ضروری ہے کہ تم ہمارے مسکن سے لاعلم رہو۔“

”بھروسا نہیں ہے؟“

”بھروسا ہے تو آیا ہوں لیکن یہ کھیل خطرناک ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ تم گہرائی میں اتر جاؤ۔“ وہ مڑا اور سارا کے ساتھ تاریکی میں غائب ہو گیا۔ اُن کے جانے کے بعد کوریگان بڑبڑایا۔

”دوست تم مجھے گہرائی میں اتار چکے ہو۔“

☆☆☆

ان کی ٹیم میں ایک ساتھی کا اضافہ ہو گیا تھا۔ وہ تھکن کے باوجود سوتے جاگتے رہے۔ نک کی ناک سارا کے بالوں سے لگی تھی۔

”جب سب ٹھیک ہو جائے گا تو میں تمہارے ساتھ اسی طرح رہوں گا۔“ اس نے بہکی سانسوں کے دوران کہا۔

”کب ختم ہو گا؟“ سارا نے ٹھنڈی سانس بھری۔

”میں کب گھر جا سکوں گی؟“

”ہم ساتھ گھر جائیں گے۔“ نک نے یقین کے ساتھ کہا۔

سارا نے آرزو مندی سے اُسے دیکھا۔ ”واقعی؟“

”وعدہ، نک اوہارا اپنا وعدہ نبھاتا ہے۔“

سارا اس کے ساتھ لپٹ گئی۔ ”اوہ نک، میں تمہیں چاہتی ہوں۔ نہیں جانتی کیا غلط ہے، کیا صحیح۔ مجھے محبت سے خوف آتا ہے۔“

”ایسے مت کہو۔“

”تم کنفیوز نہیں ہو؟“

”نہیں، سارا تم پہلی عورت ہو جس سے میں اس طرح بات کر رہا ہوں۔“

”اور لورین؟“

”سارا، میرے زخم مت چھیڑو۔ میں نے فیصلہ کیا تھا کہ دوسری شادی کبھی نہیں کروں گا۔ اسے ایمبیسی لائف پسند تھی اور قاہرہ بھی جبکہ میری جاب کا تقاضا تھا کہ میں پسماندہ علاقوں میں رہوں۔ جیسے کیمرون لیکن اس نے صاف انکار کر دیا۔ پھر مجھے لندن کے لیے آفر ہوئی اور وہ خوش ہو گئی۔ شاید سب ٹھیک ہو جاتا...... لیکن......“ نک کی زبان لڑکھڑا گئی۔ سارا نے محسوس کیا کہ اس کے سر کے نیچے نک کا بازو سخت ہو گیا ہے۔

”نک کچھ نہ بتاؤ...... تمہیں تکلیف ہو رہی ہے۔“

”وقت زخموں کو مندمل کر دیتا ہے۔ کبھی کبھی ایسا نہیں بھی ہوتا۔ وہ حاملہ ہو گئی تھی۔ مجھے لندن میں ڈاکٹر نے خوش خبری سنائی۔ میں ہواؤں میں اُڑنے لگا۔ صرف چھ گھنٹے کے لیے۔ لورین کو بچے کی ضرورت نہیں تھی۔ اس نے ابتدا میں حمل ساقط کرا دیا۔“ نک چپ ہو گیا۔

اس کی اذیت کم کرنے کے لیے سارا کے پاس الفاظ نہیں تھے۔

”وہ کبھی کبھی میں سوچتا، کیا وہ لڑکی ہوتی یا لڑکا، وہ کیسا ہوتا۔ بالوں کا رنگ کیسا ہوتا؟ میں نے عملاً اس سے التجا کی کہ وہ ایسا نہ کرے۔“

”تم نے اسے مِس کیا؟“

”نہیں، میں نے طلاق کے کاغذات تیار کر دیے۔ پھر ایک دن تم میرے دفتر میں آئیں۔ میں نے کوئی توجہ نہیں دی لیکن جب تم نے چشمہ اتارا تو میں تمہاری آنکھوں میں ڈوب گیا۔ اس وقت میرے دل میں ایک خواہش نے جنم لیا۔ میرے دل نے کہا کہ اس چشمے کو توڑ دو۔“

سارا خاموشی سے اس کی خوب صورت باتیں سن رہی تھی۔

”سارا...... تم اب بھی جیفری سے محبت کرتی ہو؟“

”پتا نہیں۔ وہ کون تھا۔ وہ حقیقت نہیں تھا۔ جیفری تھا یا سائمن ڈانس...... وہ ریئل نہیں تھا۔“

”میں ریئل ہوں...... اور میرے پاس چھپانے کے لیے کچھ نہیں ہے۔“

☆☆☆

کیا یہ وہ جگہ ہے جہاں وہ ملے گا؟ سارا نے نمبر 25 میل باکس سے نکالا ہوا نمبر دیکھا۔ صبح کے ابتدائی اوقات تھے۔ انہوں نے نمبر ملایا جو پھولوں کی ایک دکان کا نکلا۔ دکان کوڈام سے چند میل کے فاصلے پر تھی۔ وہ بس میں وہاں تک پہنچے۔ یہ معقول علاقہ نہیں تھا۔ جیفری کہاں رہ رہا ہو گا؟ سارا نے سوچا۔ ایک بلاک کے فاصلے پر انہوں نے دکان تلاش کر لی۔ یہ گندی کھڑکیوں والی چھوٹی دکان تھی۔ زیادہ تر پھول گلاب کے تھے۔ پچاس سال کی فربہ عورت بوکے بنانے میں مصروف تھی۔ چند سیکنڈ کے لیے اس نے سارا کو دیکھا پھر اس کی نگاہ نک پر جم گئی۔ ”گوٹا نگ“ نک نے سر ہلایا۔ ”گوٹا نگ“ (گڈ ڈے)۔ نک نے اطراف میں نظر دوڑائی۔ موٹی عورت اپنے کام میں لگی رہی۔ پھر سارا کی طرف متوجہ ہوئی۔ ”جا“ اس نے نرمی سے کہا۔

سارا نے جیفری کی تصویر نکال کر رکھ دی۔ عورت تصویر کو خاموشی سے گھورتی رہی۔ نک نے جرمن زبان میں سوال کیا اور جیفری کا نام بھی لیا۔ عورت نے کوئی ردِعمل نہیں دیا۔

”سائمن ڈانس۔“ نک نے کہا۔ عورت حسبِ سابق خالی نظروں سے تصویر دیکھتی رہی۔

”تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔“ سارا مضطرب ہو گئی۔ ”وہ میرا شوہر ہے۔ اسے فون کرو میں آ گئی ہوں۔“

”سارا وہ نہیں سمجھ رہی ہے...... مجھے بات کرنے دو۔“ نک نے عورت سے ایوی کے باپ کے بارے میں پوچھا۔ عورت شانے اچکا کر رہ گئی۔

”وہ نہیں جانتی یا بتانا نہیں چاہتی۔“ نک نے کہا۔

”تمام امیدوں اور آدھا یورپ کراس کر کے وہ بند گلی میں آ گئے تھے۔ سارا نے مایوسی سے تصویر اٹھا کر پرس میں رکھی۔ جرمن عورت سکون سے بوکے کے گرد سبز رنگ کا ٹشو لپیٹ رہی تھی۔ سارا نے مایوسی کے عالم میں واپسی کا قصد کیا۔ جرمن عورت نے کچھ کہا۔ وہ اشارے سے سارا کو بلا رہی تھی۔ سارا اُلجھی ہوئی کاؤنٹر پر آئی۔ جرمن عورت نے ٹشو میں لپٹا ہوا گلاب کا بڑا سا پھول سارا کو پکڑا دیا۔ ”اوفی ڈوزی“ اس نے جرمن میں کہا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں۔ یہ آنکھوں کی مختصر ترین ملاقات تھی لیکن یہ مختصر لمحہ سارا کے لیے بہت اہم تھا۔ اس لمحے کی اہمیت تھی۔ کوئی پیام آنکھوں ہی آنکھوں میں منتقل ہو گیا تھا۔ صرف سارا کی آنکھوں کے لیے۔ سارا نے سر ہلایا۔ گلاب قبول کیا۔

خدا حافظ کہا اور نک کے ساتھ باہر نکل گئی۔ گلاب کو اس نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔ ٹشو پھاڑنے سے خود کو روکنے کے لیے اسے تمام تر قوتِ ارادی صرف کرنی پڑی۔ وہ جانتی تھی کہ اندر کوئی پیغام ہے لیکن جرمن عورت کی نگاہوں کی جھلک میں کچھ اور تھا۔ وارننگ تھی۔ جو کہہ گئی تھی کہ خطرہ تمہارے بہت قریب ہے لیکن قریب تو نک تھا۔ نک جس پر وہ بھروسا کرتی تھی۔ نک جس سے وہ پیار کرتی تھی۔ جس نے کئی بار اس کی جان بچائی تھی۔ جیفری کے غیاب کے بعد نک ہی اس کا دوست اور محافظ تھا۔ کیا یہ ایک منصوبہ تھا؟ شاندار منصوبہ۔ نک جب سے لندن وارد ہوا تھا۔ سارا چوبیس گھنٹے اس کے ہمراہ تھی۔ ہمہ وقت نگرانی کا اس سے بہتر کیا طریقہ ہوسکتا تھا۔ وہ شدید کشمکش کا شکار ہوگئی۔ اس نے سوچنا بند کردیا۔ قیام گاہ پر پہنچتے ہی سارا نے واش روم کا رخ کیا، لرزاں ہاتھوں سے ٹشو پیپر پھاڑا۔ پیغام جلدی میں پنسل سے لکھا گیا تھا۔

”پٹس ڈپلس، کل ایک بجے کسی پر بھروسا مت کرنا۔“

وہ آخری تین حروف کو تکتی رہی۔ ٹرسٹ نو ون۔

کیا وہ غلطیاں کرتی آئی تھی۔ مزید کی گنجائش نہیں تھی۔ جیفری کی زندگی کا انحصار سارا پر تھا۔ اس نے ٹشو کے پرزے پرزے کرکے ٹوائلٹ میں بہا دیے۔ وہ نک کو یک دم نہیں چھوڑ سکتی تھی۔ پہلے اسے یقین حاصل کرنا تھا کہ قریبی خطرے سے مراد نک ہے یا کوئی اور...... کل تک اسے جواب مل جائے گا۔

☆☆☆

کوریگان نروس تھا۔ اس نے حیرت انگیز انکشافات کیے تھے۔ وہ تینوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ کوریگان کے بیان کے مطابق اسی رات اس کی نگرانی شروع ہوگئی تھی۔ جیفری کی پولیس رپورٹ، پیتھالوجی رپورٹ، تمام نوٹس، فوٹو کاپیز، پاسپورٹ سے کمپیوٹر سے غائب ہے۔ کوریگان روشنی نہیں ڈال سکا کہ یہ کس کی حرکت ہوسکتی ہے۔ ماگس کے بارے میں بھی وہ کوئی اشارہ دینے سے قاصر رہا۔ صرف اتنا ہی کہا کہ یہ کوئی ٹاپ سیکرٹ افیئر ہے۔

”تم کچھ حاصل بھی کر پائے؟“ نک نے سوال کیا۔

کوریگان نے ایک لفافہ نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ”سائمن ڈانس۔“

”یہ چھ سال پرانی تصویر ہے۔ جس میں سائمن کی اصل صورت نظر آرہی ہے۔“ سارا کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ آنکھوں کے سہارے اس نے جیفری کو پہچان لیا تھا۔ تصویر پاسپورٹ کی تھی۔ جرمن پاسپورٹ۔ پتا برلن کا تھا۔ پیشہ آرکیٹیکچر.... کوریگان وضاحت نہیں کرسکا کہ سائمن کا ریکارڈ کیوں غائب نہیں کیا گیا۔

”تم نے اس کا پرانا برلن والا ایڈریس چیک کیا؟“

”ہائی رائز کی تعمیر کے لیے اسے گزشتہ برس منہدم کردیا گیا تھا۔“

”اور کچھ؟“

”میرا ایک دوست سی آئی اے میں تھا۔ گزشتہ سال وہ ریٹائر ہوا ہے۔ وہ جاسوسی سے متنفر ہوگیا تھا۔ بہت امکان ہے کہ وہ سائمن اور ماگس سے واقف ہے۔“

”پُرامید رہنا چاہیے۔“ نک نے کہا۔

”میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا۔ نگرانی کرنے والے وین میں گھر کے باہر موجود ہیں۔ کل دوپہر میں فون کرنا۔ طریقہ کار وہی ہوگا۔“

☆☆☆

گڈ مارننگ، مسٹر کوریگان...... کچھ بات ہوسکتی ہے؟“

سوال کا زیروبم کوریگان کو ہوشیار کرگیا کہ یہ وزٹ کوئی سوشل ملاقات نہیں ہے۔ اس نے ڈیسک پر کاغذات کے ڈھیر کو دیکھا۔ پھر دروازے میں کھڑے دو آدمیوں پر نظر ڈالی۔ وہ سنجیدہ دکھائی دے رہے تھے۔

کوریگان نے خود کو پُرسکون رکھا۔ ”ہیلو، کیا مدد کرسکتا ہوں؟“ دراز قامت نے کرسی سنبھالی اور براہِ راست کوریگان کی آنکھوں میں جھانکا۔ ”نک اوہارا کہاں ہے؟“

کوریگان نے سنبھلنا چاہا تاہم ذراسی تاخیر ہوگئی۔ اس نے کاغذات ایک طرف کیے اور کہا۔ ”اوہ، اوہارا...... کیا وہ واشنگٹن میں نہیں ہے؟“

دوسرے آدمی نے کہا۔ ”کوریگان ہمارے ساتھ کھیل مت کھیلو۔“

”کون کھیل رہا ہے؟ کون ہو تم لوگ؟“

دراز قامت نے کہا۔ ”میرا نام وان ڈیم ہے اور یہ مسٹر پوٹر۔“

سی آئی اے، کوریگان نے سوچا۔ وہ کرسی سے اٹھا، بے پروائی کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی۔ ”دیکھو ہفتے کا دن ہے، دوسروں کے مانند کچھ کام نمٹاتے ہیں۔ صاف بات کرو۔“

”بیٹھ جاؤ۔“

کوریگان نے سیکیورٹی آفیسر کو کال کرنے کے لیے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ تاہم پوٹر نے اس کی یہ کوشش ناکام بنادی۔ پہلی مرتبہ کوریگان کے دل میں خوف نے جنم لیا۔ کوریگان کو ہاتھ پیر ہلانا پسند نہیں تھا جبکہ داؤ پر اس کا اپنا بدن ہو۔

”ہمیں اوہارا کی ضرورت ہے۔“ پوٹر نے کہا۔

کوریگان نے بے خبری کا مظاہرہ کیا۔ وان ڈیم کی آواز میں کڑواہٹ تھی۔ ”ہم جانتے ہیں کہ وہ اس شہر میں ہے۔ وہ تم سے ملا۔ تم نے غیر ضروری طور پر کمپیوٹرز کو سرچ کیا۔ تمہارا ہدف جیفری فونٹان اور سائمن ڈانس تھے۔ پھر تم نے ”ماگس“ نامی شخص کو تلاش کرنے کی کوشش کی...... یہ سب تم اوہارا کے لیے کر رہے تھے۔ ہماری معلومات کو چیلنج کرنے کی کوشش فضول ہے۔“

”کیا معاملہ ہے؟“

”اس کے ساتھ ایک عورت ہے۔ دونوں کی حفاظت کا معاملہ ہے۔“

”اوہ، کوئی اور پریوں کی کہانی؟“

وان ڈیم آگے جھکا۔ ”یہ موت کا کھیل ہے۔ انہیں پروٹیکشن کی ضرورت ہے۔“

”میں کیسے یقین کرلوں؟“

”اگر نہیں کرو گے تو ان کا خون تمہاری گردن پر ہوگا۔“

”میں معذرت خواہ ہوں۔“ کوریگان نے انکار کردیا۔

وان ڈیم اور پوٹر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ ”اپنے آدمیوں کو ارینج کرو۔ ہم سیدھا طریقہ اختیار کریں۔ انتظار...... اوہارا کی کال آئے گی۔ کوریگان تم عمارت میں رہو گے۔“

☆☆☆

12:50 پر سارا، پٹس ڈپلس پہنچ چکی تھی۔ وہ اکیلی تھی۔ حیرت انگیز طور پر نک سے الگ ہونے میں اسے خاص مشکل نہیں ہوئی تھی۔ نک، کوریگان کو کال کرنے نکلا۔ چند منٹ بعد پرس دبوچ کر سارا بھی نکل گئی۔ نقشے میں اس نے جگہ کا تعین کرلیا تھا۔ یہ برٹش، امریکن اور رشین سیکٹرز کا کراس سیکشن تھا۔ وہ طلبا سے بھری ایک بس کے قریب کھڑی ہوگئی۔ نگاہیں چکرا رہی تھیں۔ دھڑکن بے قابو تھی۔

معاً مدھم سرگوشی اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ ”فاصلہ رکھ کر میرے پیچھے آؤ۔“

سارا نے گردن گھمائی اور عورت کو پہچان لیا۔ سارا اس کے پیچھے چل پڑی۔ تین بلاک دور عورت ایک دکان میں غائب ہوگئی۔ دکان کی کھڑکیوں پر پردے پڑے تھے۔ سارا سائڈ واک پر گومگو کے عالم میں کھڑی تھی۔ بالآخر وہ اندر داخل ہوگئی۔ اندر عورت کہیں نظر نہیں آئی۔ سارا اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا۔ اس نے سارا کو دیکھ کر سر ہلایا اور دکان کی عقبی سمت میں اشارہ کیا۔ گراڈاس (سامنے) سارا نے حرکت کی۔ دل حلق میں دھڑک رہا تھا۔ وہ اس کے پاس سے گزر کر عقبی راہ سے باہر نکل گئی۔ اس نے خود کو ایک گلی میں پایا۔ وہ عورت کہاں ہے؟

کسی کار کے غراتے انجن کی آواز سن کر وہ گھومی۔ سیاہ رنگ کی سیٹوئن سیدھی اس کی طرف آرہی تھی۔ گلی اتنی تپلی تھی کہ فرار کے بارے میں سوچنا عبث تھا۔ دکانوں کے دروازے لاک تھے۔ گلی طویل سرنگ کے مانند تھی۔ دہشت سارا کے روئیں روئیں میں سما گئی۔ وہ دیوار سے چپک کر تیز رفتار کار کو دیکھ رہی تھی۔ فاصلہ تیزی سے کم ہو رہا تھا۔ کم اور کم...... کار ذرا سی پھسلی اور ایمرجنسی بریک کے سہارے رک گئی۔ دروازہ کھلا۔ کسی کی آواز آئی۔ ”اندر آجاؤ...... جلدی کرو۔“ آواز نسوانی تھی۔

سارا دیوار سے ہٹ کر کار میں چلی گئی۔

عورت نے جرمن زبان میں ڈرائیور سے گاڑی بھگانے کے لیے کہا۔ ایک بلاک دور گاڑی بائیں مڑی۔ پھر دائیں اور دوبارہ بائیں جانب۔

”اب ہم بات کر سکتے ہیں۔“ عورت نے سارا کو مخاطب کیا۔

”تم کون ہو؟“

”میں جیفری کی دوست ہوں۔“ جواب آیا۔ پھر اس نے ڈرائیور سے کچھ کہا۔ جس نے کچھ دیر بعد ایک پارک کے نزدیک گاڑی روک دی۔

دونوں پارک میں ٹہلتے ہوئے گفتگو کر رہے تھے۔

”تم میرے شوہر کو کیسے جانتی ہو؟“

”برسوں پہلے ہم ساتھ کام کرتے تھے۔ اس کا نام سائمن ہے۔ وہ غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہے۔“

”مطلب تم بھی جاسوسی کے نظام کا حصہ تھیں؟“

”ہاں، لیکن پانچ سال پہلے...... اس وقت میرا حلیہ ایسا نہیں تھا۔ سائمن کے مانند میرا اشمار بھی بہترین ایجنٹس میں ہوتا تھا۔ لیکن اب میں ہراساں ہوں۔“

”وہ کہاں ہے؟“ سارا نے سوال کیا۔

”میں نہیں جانتی۔“

”پھر تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو؟“

”تنبیہ کرنے کے لیے۔ ایک پرانے دوست کے لیے یہ ایک احسان کے مانند ہوگا۔“

”مطلب جیفری؟“

”ہاں، اس دھندے میں سچے دوست عنقا ہیں اور اگر ہوتے ہیں تو وہ جان سے زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ میں نے اسے آخری بار چند ہفتے قبل دیکھا تھا۔ وہ بھی دھندے سے الگ ہوگیا تھا لیکن یہاں برلن میں وہ پھر پرانے روپ میں تھا۔ وہ جن کے

ساتھ کام کر رہا تھا، انہوں نے دغابازی کی اور سائمن غائب ہو گیا۔"

"کس نے دغابازی کی؟"

"سی آئی اے۔"

سارا چلتے چلتے رک گئی۔ اس کا چہرہ تحیّر کی آماجگاہ بن گیا۔

"وہ سائمن کی صلاحیتوں سے واقف تھے۔ کسی طرح انہوں نے اسے آپریشن میں داخل کرلیا لیکن امور غلط ہو گئے۔ سائمن نکل گیا۔ وہ میرے پاس آیا۔ میں نے اسے نیا پاسپورٹ، شناخت اور برلن سے نکلنے کے لیے ضروری اشیا فراہم کیں۔ اس نے پرانی شناخت ختم کردی۔ میں اداس تھی۔ اس نے زیادہ وقت میرے ساتھ نہیں گزارا۔ تمہارا فوٹو، میں نے اس کے والٹ میں دیکھا تھا۔ اسی لیے میں نے تمہیں کل پہچان لیا تھا۔ اس نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم بہت نازک ہو۔ وہ تمہارے بارے میں رنجیدہ تھا۔ جاتے وقت اس نے وعدہ کیا کہ وہ مجھ سے ملنے پھر آئے گا۔ لیکن اس رات آتشزدگی کے باعث مجھے اس کی موت کی خبر ملی۔"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ مر چکا ہے؟"

"نہیں۔ ایسا ہوتا تو تعاقب ختم ہو جاتا۔ وہ اب بھی تمہارے پیچھے ہیں۔"

"تم نے سی آئی اے کے آپریشن کا ذکر کیا۔ کیا اس کا تعلق ایسے آدمی سے ہے جس کا نام ماگس ہے؟"

عورت کی آنکھوں میں مدّھم حیرت ابھری۔ "میرے خیال میں اس نے تمہیں ماگس کے بارے میں نہیں بتایا تھا؟"

"اس نے نہیں، ایوی نے بتایا تھا؟"

"آہ، تم ایوی تک پہنچ گئیں؟" عورت نے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھا۔ "مجھے امید ہے کہ تم حسد کا شکار نہیں ہوئی ہو گی۔ لٹل ایوی، وہ چالیس سال کے قریب ہو گئی ہو گی۔ لیکن اب بھی اس کی خوب صورتی ماند نہیں پڑی ہو گی۔"

"کیا مطلب...... تم نہیں جانتیں؟" سارا نے حیرت ظاہر کی۔

"کیا نہیں جانتی؟"

"ایوی اِز ڈیڈ!"

عورت کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ سفید پڑ گیا۔

"کیسے؟" اس نے سرگوشی کی۔

"اسے چھری سے تشدد کر کے مارا گیا۔"

عورت نے تیزی سے اطراف کا جائزہ لیا۔ "ہمارے پاس وقت کم ہے۔" اس نے سارا کا ہاتھ پکڑا۔ "وہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ غور سے سنو، اب ہم دوبارہ نہیں ملیں گے۔ جب تمہارا شوہر مجھ سے ملا تھا تو وہ موت سے پنجہ آزمائی کرنے جا رہا تھا۔"

"ماگس؟"

"ہاں، پانچ سال قبل ہم تینوں کو ایک مشن سونپا گیا تھا۔ ٹارگٹ ماگس تھا۔ وہ کار خود ڈرائیو کرتا تھا۔ سائمن نے دھماکا خیز مواد کار میں پلانٹ کر دیا تھا۔ اس روز وہ گھر پر رہا اور اس کی بیوی کار لے کر نکلی...... بعدازاں وہ دھماکے میں ماری گئی۔"

مزید سننے کی گنجائش نہیں تھی۔ سارا کو بہت سے سوالات کے جوابات مل گئے تھے۔ یہ "انتقام" کا کھیل تھا۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟" سارا نے سوال کیا۔

"تم سائمن کی بیوی ہو۔ وہ کسی کو نہیں چھوڑے گا۔"

"کیا مجھے واشنگٹن جانا چاہیے؟"

"تم نہیں جاسکتیں۔ ابھی نہیں، شاید کبھی نہیں۔" عورت نے سیٹوئن کار کی طرف دیکھا۔

"لیکن میں ہمیشہ بھاگتے رہنا نہیں چاہتی۔ میں نہیں جانتی کہ اس طرح حالتِ فرار میں زندگی کیسے گزاری جاتی ہے۔ مجھے مدد درکار ہے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ میں اسے کہاں تلاش کر سکتی ہوں؟"

عورت نے سارا کے تاثرات کا جائزہ لیتے ہوئے اس کے بچنے کے امکانات پر غور کیا۔ "اگر وہ اب تک زندہ ہے تو ایمسٹرڈیم میں ملے گا۔"

"وہاں کیوں؟"

"کیونکہ ماگس بھی وہیں ہے۔"

☆☆☆

فون کی گھنٹی متواتر بج رہی تھی۔ نک نروس ہو چلا۔ اس کی انگلیاں بوتھ کے ساتھ تھرک رہی تھیں۔

"امریکن کونسلیٹ۔" بالآخر آواز آئی۔

"مسٹر کوریگان؟" اس نے فی الفور کہا۔

"ایک منٹ پلیز۔" وقفہ آیا، پھر دوسری آواز ابھری۔

"مسٹر کوریگان بلڈنگ میں ہی ہیں۔ شاید لنچ پر...... میں چیک کرتا ہوں۔ پلیز ہولڈ کریں۔"

نک کو احتجاج کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ وہ مزید پانچ منٹ تک انتظار کرتا رہا...... وہ رابطہ منقطع کرنے ہی والا تھا کہ آواز آئی۔ "آئی ایم سوری، جواب نہیں آ رہا لیکن وہ کسی بھی وقت آسکتے ہیں۔ کیا آپ کوئی پیغام دیں گے؟"

"ہاں، کہنا کہ بارنس کا فون تھا۔ پاسپورٹ کی پرابلم ہے۔"

''آپ کا نمبر؟''

''اس کے پاس ہے۔'' نک نے فون بند کر دیا۔ اس نے رابطے کے لیے جتنا وقت صرف کیا تھا وہ ضرورت سے زیادہ تھا۔ بوتھ کے قریب رک کر اپنے پے فون پر اس کی کال کا انتظار کرنا خطرناک تھا۔ آپریٹر کا آخری فقرہ بھی مشکوک تھا۔ نک کو 1:30 تک انتظار کرنا چاہیے تھا۔ معاً بوتھ پر دستک ہوئی۔ کوئی عورت تھی۔ نک نے اسے جگہ دی اور خود باہر آ گیا۔ یوں لگ رہا تھا کہ عورت گھنٹوں بات کرتی رہے گی۔ نک نے وقت دیکھا۔ 1:25۔ نک نے اشارہ کیا لیکن اس نے پشت نک کی جانب کر لی۔ نک نے دل ہی دل میں اس کی شان میں گستاخی کی اور سڑک کا رخ کیا۔

سائڈ واک کے کونے پر پیدل چلنے والوں میں سے ایک شخص برآمد ہوا جس کے بدن پر چارکول گرے سوٹ تھا۔ اس کا رخ نک کی جانب تھا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔ دفعتاً نک نے خطرہ محسوس کیا لیکن دیر ہو گئی تھی۔ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا جس میں گن تھی۔ رخ نک کی جانب تھا۔ نک بھاگنے کے لیے دائیں جانب پلٹا۔ دو مزید پسٹل اس کی طرف اٹھ گئے۔ چند فٹ دور لیموزین جھٹکے سے رکی۔

☆☆☆

''سارا فونٹان کہاں ہے؟''

نک چرمی نشست پر پرسکون سے بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھوں کا بھرپور تاثر کہہ رہا تھا۔ ''جہنم میں جاؤ۔''

''مسٹر اوہارا، میرے صبر کا امتحان مت لو۔'' وان ڈیم نے کہا۔ نک نے جواب میں شانے اچکائے۔

''اگر تمہیں اس کا اتنا ہی خیال ہے تو بتاؤ کہ وہ کہاں ہے اور جلدی کرو۔''

''مجھے اس کا خیال ہے اسی لیے کسی جواب کی توقع مت کرو۔''

''وہ ناتجربہ کار ہے۔ ایک ہفتہ سے زیادہ نہیں بچ سکتی۔''

''کیا کرو گے اس کا؟ ٹارگٹ پریکٹس؟''

''اوہارا! تم اس کی زندگی بچا سکتے ہو۔'' وان ڈیم نے کہا۔ ''مارگیٹ میں تمہارے پاس موقع تھا۔ تم نے کیا کر لیا...... اصل بات کیا ہے...... وہ بتاؤ؟''

''میں نہیں بتا سکتا۔''

''جیفری فونٹان چاہیے؟''

''نہیں۔''

''پھر سارا کو آزاد کیوں کرایا گیا...... پھر اس کا تعاقب کیا گیا۔ اس امید پر کہ وہ جیفری تک پہنچا دے گی۔''

پوٹر کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس نے دونوں ہاتھ میز پر مارے۔ ''لعنت ہے۔'' وہ تڑخا۔ ''اوہارا تم سمجھے ہی نہیں۔ جیفری ہمارے ساتھ ہے۔''

چونکا دینے والے انکشاف نے نک کو گنگ کر دیا۔ وہ پوٹر کو گھورتا رہا۔ ''مطلب وہ سی آئی اے کے لیے کام کر رہا تھا؟''

''ہاں۔''

''پھر وہ کہاں ہے؟''

پوٹر نے سرد آہ بھری۔ وہ یکلخت تھکا ماندہ نظر آنے لگا۔ ''ہی از ڈیڈ۔''

نک ایک بار پھر دنگ رہ گیا۔ تمام بھاگ دوڑ، تلاش بسیار، تعاقب...... خون خرابا...... یہ سب کیا تھا؟

''پھر...... پھر سارا کے پیچھے کون ہے؟'' نک نے سرگوشی کی۔

اس مرتبہ وان ڈیم بولا۔ ''مجھے یقین نہیں ہے، ہم......''

''ہمارے پاس کوئی چوائس نہیں ہے۔'' پوٹر نے کہا۔ ''بتانا پڑے گا۔''

وان ڈیم نے وقفہ دے کر سر ہلایا۔ پوٹر کھڑا ہو گیا۔ ٹہلتے ہوئے اس نے بولنا شروع کیا۔ ''پانچ سال پہلے موساد کا ٹاپ ایجنٹ سائمن ڈانس تھا۔ اس کی ٹیم تین نفوس پر مشتمل تھی۔ وہ، ایوی اور ہیلگا۔ انہیں ایک روٹین مشن سونپا گیا۔ جو محض اتفاق سے فیل ہو گیا۔ جس آدمی کو ختم کرنا تھا۔ وہ بچ گیا اور اس کی بیوی ماری گئی۔ جلد ہی معاہدہ ختم ہو گیا۔ موساد کے تینوں ایجنٹ خطرے میں تھے۔ سب سے زیادہ رقم سائمن کے سر کی تھی لیکن وہ تینوں غائب ہو گئے۔ ہیلگا، شاید اب بھی جرمنی میں ہے۔ سائمن اور ایوی کا پانچ سال تک سراغ نہ ملا۔ پھر تین ہفتے قبل ہمارا ایک ایجنٹ لندن میں اپنے پسندیدہ پب میں بیٹھا تھا۔ اتفاق سے اس کے کانوں میں ایک شناسا آواز آئی، جسے اس نے پہچان لیا۔ وہ سائمن کے ساتھ کچھ عرصے کام کر چکا تھا۔ اس طرح اس کی نئی شناخت...... یعنی جیفری فونٹان سامنے آئی۔''

''وہ سی آئی اے کے لیے کام کرنے پر کیونکر آمادہ ہوا؟''

''میں نے قائل کیا تھا۔''

''کیسے؟''

''معمول کا طریقہ کار...... پیسا، نئی زندگی۔ اُسے ان دونوں کی خاص ضرورت نہیں تھی۔ ہاں یہ بات اس کے لیے اہم تھی کہ وہ آئندہ زندگی خوف کے بغیر گزارے۔ ماگس کو ختم

کرنا ناگزیر تھا۔ میں خود کئی سال کوشش کرتا رہا۔ میری کامیابی اتنی تھی کہ میں ایمسٹرڈیم تک پہنچ گیا۔ مجھے سائمن کی مدد درکار تھی اور کام آسان تر ہو جاتا۔ وہ رضامند ہو گیا۔ کہانی نک ہضم کر رہا تھا۔

''تم خود نا کام رہے تو ''ہٹ مین'' کا سہارا لیا۔''

''ہاں، یہی بہتر تھا۔''

''پھر کیا ہوا؟ ''ہٹ مین'' نے نتائج کیوں نہیں دیے؟''

پوٹر نے نفی میں سر ہلایا۔ ''مجھے نہیں معلوم...... غالباً وہ نروس ہو گیا تھا۔ کوئی پُراسرار وجہ تھی۔ اس نے واپس آ کر برلن کے پرانے ہوٹل میں قیام کیا اور اس رات آتشزدگی کی نذر ہو گیا۔''

''ہوٹل سے اُس کی باڈی ملی تھی؟''

''ہمیں دانتوں کا ریکارڈ نہیں ملا کہ ثابت کیا جا سکے۔ لیکن میرا قیاس ہے۔ برلن میں کسی اور کے غائب یا قتل کی رپورٹ نہیں ملی تھی۔ کمرے سے گولیاں ملی تھیں۔ یہ کیسے ہوا؟ مرڈر یا خودکشی۔ سائمن بعدازاں کہیں نظر بھی نہیں آیا...... وہ ڈپریسڈ تھا، تھکا ہوا تھا۔''

نک نے پُرسوچ لہجے میں کہا۔ ''اگر وہ اس ہوٹل میں مر گیا تھا، تو پھر سارا کو کس نے کال کی تھی؟''

''میں نے...... ریکارڈنگ آف وائس...... ہم نے اسے اپنے ساتھ ملانے کے بعد اس کے ہوٹل روم میں ڈیوائس نصب کر دی تھی جو بعد میں مذکورہ پیغام پہنچانے کے کام آئی۔''

''یعنی تمہیں اس پر بھروسا نہیں تھا؟''

''یہ بات نہیں ہے۔ محض حفظِ ماتقدم کے طور پر۔''

کرسی کے ہتھوں پر نک کی گرفت سخت ہو گئی۔

''تم سارا کو ٹارگٹ کے طور پر لندن لانا چاہتے تھے؟''

''اوہارا، ٹارگٹ نہیں...... چارا۔ میں نے سنا تھا کہ ماگس نے سائمن کے سر کی قیمت قائم رکھی ہے۔ اسے یقین نہیں تھا کہ سائمن جل کے مر چکا ہے۔ ہمیں یقین تھا کہ ماگس سارا پر نظر رکھے گا اور ہم سارا پر۔ لیکن تم اسے زیرِزمین لے گئے۔''

''یو باسٹرڈ۔'' نک کا ضبط جواب دے گیا۔ ''سارا تمہارے لیے بکری تھی...... جیسے شیر کے شکار کے لیے تم نے چارا بنایا۔''

''اوہارا معاملات اُلجھے ہوئے اور خطرناک تھے۔''

نک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ''جہنم میں گئے تمہارے ایشوز۔''

وان ڈیم نشست پہ کسمسایا۔ ''اوہارا، پلیز بیٹھ جاؤ۔ صورتِ حال کو وسیع تناظر میں دیکھنے کی کوشش کرو۔''

نک نے پوٹر کو دیکھا۔ ''کیا منصوبہ ہے تمہارا۔ کیا ہم اسے ٹاؤن اسکوائر میں باندھ کر بڑا سا سائن بورڈ لگا دیں...... فیئر گیم۔''

''نہیں، آپریشن اِز اوور۔'' پوٹر نے کہا۔ ''وان ڈیم، سارا کو اندر لائے گا...... جلد یا بدیر ہر کوئی یقین کر لے گا کہ سائمن مر چکا ہے۔ وہ سارا کو بھول جائیں گے۔ ماگس کو ہم پھر کبھی دیکھیں گے۔''

''کوریگان کا کیا ہوگا؟ میں چاہتا ہوں کہ اسے نہ چھیڑا جائے۔''

''یہ کام پہلے ہی ہو چکا ہے۔''

نک آہستہ سے بیٹھ گیا۔ صرف ایک سوال رہتا تھا۔ کیا وہ ان لوگوں پر اعتبار کرے۔ اگر وہ نہیں کرتا تو کیا کرے؟ سارا یا ہر تنہا تھی۔ قاتل اُس کے پیچھے تھا۔ وہ اپنے طور پر بچ نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆

''میں ایمسٹرڈیم میں اسے کہاں ڈھونڈوں گی؟'' سارا نے کہا۔

''تم جانتی ہو کہ تم تلاش کے دوران سروائیو نہیں کر سکو گی۔''

سارا لرز اُٹھی۔ اسے ایوی کا خیال آیا۔ ''میں اب بھی بمشکل بچ پا رہی ہوں۔ کہاں اور کب خاتمہ ہوگا۔ کتنا کربناک ہوگا۔ وہ چھری استعمال کرتے ہیں۔''

عورت کی آنکھیں پھیل گئیں۔ ''چھری، برونی کا ٹریڈ مارک ہے۔''

''برونی؟''

''شیطان کا بیٹا۔ ماگس کا خاص آدمی۔'' عورت نے اس کا حلیہ بتا کر سارا کے رونگٹے کھڑے کر دیے۔

''اس کا مطلب تم اُسے دیکھ چکی ہو۔ وہ تمہارے تعاقب میں ہے۔ ایمسٹرڈیم ہو یا برلن...... ہر جگہ۔''

''تم میری جگہ ہوتیں تو کیا کرتیں؟''

عورت نے پھر امکانات کا جائزہ لیا۔ تمہاری جگہ ہوتی۔ تمہاری عمر کی ہوتی تو سائمن کو تلاش کرتی۔''

''پھر میری مدد کرو...... مجھے بتاؤ''

''تمہاری وجہ سے وہ مارا جا سکتا ہے۔''

''میں احتیاط کروں گی۔''

عورت نے غور سے سارا کو دیکھا۔ ''کاسا موو میں ایک کلب ہے۔ اسٹریٹ کا نام ہے اوڈی زس وور برگ وِل۔ کلب ایک عورت چلاتی ہے۔ اس کا نام کوری ہے۔ کسی وقت موساد سے اس کے تعلقات تھے۔ وہ تمہاری مدد کر سکتی ہے۔''

''اور اگر......''

''اس کے علاوہ تمہارے پاس کوئی کارڈ نہیں ہے۔''

''کچھ اور؟''

''نہیں، میں تمہیں تمہاری جگہ پر چھوڑ دیتی ہوں؟''

''ہاں۔'' سارا نے سوچا کہ اسے رقم کی ضرورت پڑے گی اور زیادہ کیش نک کے پاس ہوتا ہے۔ رات میں وہ والٹ نکال کر برلن چھوڑ دے گی۔

''جس پر تم بھروسا کرتی ہو۔ اس سے محتاط رہنا، کیا نام ہے اس کا؟''

''اوہارا، نک اوہارا۔''

''تنہا نکلنا، زیادہ محفوظ رہو گی۔''

''میں کس پر اعتماد کرسکتی ہوں؟''

''صرف سائمن پر۔''

وہ رہائش گاہ سے قریب تھے۔ سیٹوئن کی رفتار کم ہو رہی تھی۔ ڈرائیور نے بڑبڑاتے ہوئے رفتار بڑھائی۔ عورت بھی اچانک جرمن میں چلائی۔ اس کے چہرے پر خوف تھا۔

''کیا ہوا؟'' سارا کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

''سڑک پر ہر طرف سی آئی اے ہے۔''

جہاں سارا اور نک قیام پذیر تھے، وہاں سڑک پر دو آدمی کھڑے تھے۔ ایک پوٹر تھا اور دوسرا نک۔ ایک لمحے کے لیے سارا اور نک کی آنکھیں چار ہوئیں۔ دونوں آدمی گاڑی کی طرف دوڑے۔ سارا صدمے سے بے حال ہوگئی۔ بالآخر نک کی حقیقت کھل گئی تھی۔ نک، سی آئی اے کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ سارا شاک کے عالم میں نشست پر ڈھیر ہوگئی۔ آخری مرتبہ اس نے نک کی آواز سنی۔ وہ اس کا نام لے کر چلّا رہا تھا۔ سارا کے جسم سے کسی نادیدہ قوت نے توانائی نچوڑ لی۔ ماگس اس کے پیچھے تھا، سی آئی اے اس کے تعاقب میں۔

''ہم تمہیں ائرپورٹ چھوڑ دیتے ہیں۔'' عورت نے کہا۔ ''اگر تم بروقت جہاز پر سوار ہوگئیں تو یہاں سے نکل جاؤ گی۔''

''اپنا نام تو بتادو۔''

''اگر تم اپنے شوہر سے ملو تو کہنا کہ ہیلگا نے بھیجا ہے۔''

ٹیگال ائرپورٹ نظر آنے لگا تھا۔ وہ خدا حافظ بھی نہ کہہ سکی۔ ہیلگا اُسے چھوڑ کر چلی گئی۔

سارا کے پاس کھانے کے لیے بھی پورے پیسے نہیں تھے۔ کریڈٹ کارڈ استعمال کیے بغیر چارہ نہ تھا۔ بیس منٹ بعد جہاز ہوا میں تھا۔

☆☆☆

ہیلگا کی سیٹوئن ائرپورٹ سے جنوب کی طرف کوڈام کی جانب رواں تھی۔ برلن چھوڑنے سے قبل ہیلگا کو آخری کام کرنا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ یہ رسکی ہے۔ لیکن یہ کام کرنا ہی تھا۔ سی آئی اے نے اس کی لائسنس پلیٹ دیکھ لی تھی۔ وہ اس کا پتا ٹریس کر سکتے تھے۔ موت کا ہرکارہ تیز رفتار تھا۔ ایوی پہلے ہی ختم ہوچکی تھی۔ ہیلگا کو کوری کو خبردار کرنا تھا کہ وہ سائمن کو ہوشیار کر دے۔

وہ آخری کام نمٹا کر فرینکفرٹ کی ٹرین پکڑتی۔ وہاں سے سوئٹزرلینڈ اور اٹلی یا مغرب میں اسپین۔۔ اصل مقصد برلن سے نکلنا تھا۔ اس سے پہلے کہ دوسری دنیا میں ایوی سے ملاقات ہوتی۔ لیکن جاسوس بھی جذباتی ہوجاتے ہیں۔ اسے اپنی چند اشیا سمیٹنی تھیں جو اسے بہت عزیز تھیں۔ دوسروں کے لیے ان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اپنی بہن کا فوٹو، والدین کی تصاویر، ماں کا سلور لاکٹ، چھ عدد محبت نامے، فرشتۂ اجل کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ بھی اسے روکنے میں ناکام تھی۔ ڈرائیور روبوٹ کے مانند اس کے احکامات پر عمل کر رہا تھا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا رہا اور ہیلگا مکان کی طرف بھاگی۔ خوابگاہ کے خفیہ خانوں سے مذکورہ خزانہ سمیٹا اور بستہ نما بیگ میں رکھ لیا۔ بیگ کی مصنوعی تہ میں پسٹل موجود تھا۔ اس نے کھڑکی سے باہر سڑک پر گاڑی کی طرف دیکھا۔ وہ کھڑکی بند کرکے باہر آئی۔ رک کر سورج کی روشنی سے آنکھوں کو ہم آہنگ کیا اور یہی چند سیکنڈ اس کی زندگی کی ضمانت بن گئے۔ وہ پورچ میں تھی۔ سڑک پر کسی گاڑی کے پہیے چرچرائے...... فائرنگ کا انتظار کیے بغیر وہ ٹیولپ کے گملوں کے پیچھے گرگئی۔ اگلی ساعت میں گولیوں کے برسٹ نے سناٹے کو اُدھیڑ دیا۔ گاڑی چھلنی ہوگئی تھی۔ دوسرا برسٹ مکان کی کھڑکیوں سے ٹکرایا۔ وہ کروٹ لیتی ہوئی پھولوں کی کیاری کی طرف چلی گئی۔ سڑک کی جانب سے گاڑی کا دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔ قاتل کام مکمل کرنے آرہا تھا۔ ہیلگا نے بستے کا مصنوعی باٹم کھول کر پسٹل نکال لیا۔ قدموں کی آہٹ قریب آگئی تھی۔ وہ سیڑھیوں پر تھا۔ اس کے نزدیک ایک سیدھا فائر کافی، شاید اس نے ہیلگا کی جھلک دیکھ لی تھی۔ تاہم وہ عورت کی اہلیت اور اسلحے سے ناواقف تھا۔ ہیلگا نے فائر کیا۔ گولی قاتل کی دائیں آنکھ کے قریب گھس گئی۔ اس کے سر نے پیچھے کی جانب جھٹکا کھایا۔ دونوں کے حملے میں اتنا قلیل وقفہ تھا کہ وہ بھی فائر کرچکا تھا۔ تاہم ہیلگا ایک ساعت کی سبقت لے گئی۔ قاتل زمین بوس ہوچکا تھا۔ وہ ریلنگ سے ٹکرا کر الٹا اور سڑک پر جا گرا۔ ہیلگا نے اس کی حالت دیکھنے میں وقت ضائع نہیں کیا۔ وہ جانتی تھی کہ قاتل فنا کی بھینٹ چڑھ چکا

ہے۔ اسے ڈرائیور کا خیال آیا۔ تاہم اس نے آنکھوں کو بھیگنے سے باز رکھا۔ قاتل کا ساتھی گاڑی میں ہی تھا۔ ہیلگا کے دوسرے فائر سے پہلے اس نے راہِ فرار اختیار کی۔

وہ بستہ لیے تیز قدمی سے سڑک پر چل رہی تھی۔ ایک بلاک دور جانے کے بعد اس نے دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ ایک غلطی کر چکی تھی۔ قسمت ساتھ دے گئی۔ قسمت بار بار ساتھ نہیں دیتی۔ اسے جلد از جلد برلن سے نکلنا تھا۔

☆☆☆

خون ہی خون۔

نک، بڑھتے ہوئے ہجوم میں راستہ بناتا ہوا سیاہ سیڈان گاڑی کی طرف جا رہا تھا۔ اس کے اطراف میں جرمن چیخیں بلند ہو رہی تھیں۔ فٹ پاتھ کے قریب ایمبولینس کا عملہ لاش کا جائزہ لے رہا تھا۔ جو طبی امداد سے بے نیاز ہو چکا تھا۔

''پوٹر!'' نک چلایا مگر وہاں سائرن کے علاوہ اتنا شور شرابا تھا کہ اس کی چیخ شور میں جذب ہو گئی۔ خون سڑک پر پھیل رہا تھا۔ نک کے جسم و جان مفلوج تھے۔ اس کے قریب کوئی آدمی گھٹنوں کے بل بیٹھا۔

''اوہارا!'' پوٹر کی آواز آئی۔ ''سارا نہیں ہے۔ یہ آدمی ہے۔ ڈرائیور بھی مر چکا ہے۔''

''وہ کہاں ہے؟'' نک پھر چیخا۔ پوٹر خاموش رہا۔

ٹاراسوف ان کی طرف آ رہا تھا۔ نک بے بسی اور غصے کے عالم میں اٹھا اور سمت کے تعین کے بغیر ایک طرف چل پڑا۔ اسے پروا بھی نہ احساس تھا کہ وہ کدھر جا رہا تھا۔ خون دیکھ کر اس کے حواس مختل ہو گئے تھے۔ اسے لگ رہا تھا کہ سارا اپنے ہی خون میں ڈوبی سڑک پر کہیں پڑی ہے...... کچھ دور جانے کے بعد وہ ایک طرف بیٹھ گیا اور سر دونوں ہاتھوں میں لے لیا۔ وہ کیا کرے؟ کرنے کو کچھ نہ تھا۔ اس کے پاس دو پتے بچے تھے۔ پوٹر اور سی آئی اے۔ پوٹر صحیح یا غلط کے چکر میں نہیں پڑتا تھا۔ اسے کام سرانجام دینے سے مطلب رہتا تھا۔ نک کو زندگی میں پہلی بار احساس ہوا کہ وہ پوٹر سے مدد لے سکتا ہے۔ سارا کی زندگی خطرے میں تھی۔ نک کو پوٹر کی حکمتِ عملی سے زیادہ سارا عزیز تھی۔

''اوہارا؟'' پوٹر کی آواز آئی۔ ''اٹھو، کلیو مل گیا ہے۔''

''کیسے؟''

''اس نے کریڈٹ کارڈ استعمال کیا تھا...... کے ایل ایم ائر لائنز۔''

''پوٹر تم جہاز کو اتروا سکتے ہو۔''

''نہیں دیر ہو گئی ہے...... جہاز دس منٹ قبل ایمسٹرڈیم میں اتر چکا ہے۔''

☆☆☆

شام کا جھٹپٹا تھا۔ سارا، کاساموروتک پہنچ گئی۔ کاسامورو جسم فروشی کا اڈا معلوم ہو رہا تھا۔ آدھ گھنٹے تک سارا، کاسامورو میں مردوں کا آنا جانا دیکھتی رہی۔ بالآخر اس نے اندر جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ سٹنگ روم کی طرف چلی گئی۔ ڈیسک پر موجود عورت نے اس پر نظر ڈالی۔ ''تم امریکن ہو؟'' اس نے انگریزی میں سوال کیا۔

سارا نے جواب دینے سے پہلے اطراف کا جائزہ لیا پھر عورت کو دیکھا۔ ''مجھے ہیلگا نے بھیجا ہے۔''

عورت کا چہرہ قطعی سپاٹ تھا۔ کوئی ردِعمل نہ پا کر سارا نے کہا۔ ''مجھے سائمن سے ملنا ہے۔ وہ کہاں ہے؟''

عورت وقفے کے بعد بولی۔ ''شاید سائمن کسی سے نہیں ملنا چاہتا۔''

''پلیز، یہ بہت اہم ہے۔'' سارا نے کہا۔

عورت نے شانے اچکائے۔

''کیا وہ شہر میں ہے؟''

''شاید۔''

''وہ مجھ سے ملے گا۔'' سارا نے اظہار کیا۔

''کیوں؟''

''میں اُس کی بیوی ہوں۔''

پہلی مرتبہ عورت کے تاثرات میں ارتعاش رونما ہوا۔ وہ نروس انداز میں ڈیسک پر پنسل کھٹکھٹانے لگی اور غور سے سارا کو دیکھا۔ ''اپنا شادی کا رنگ چھوڑ جاؤ...... آج آدھی رات کو آجانا۔ وہ ثبوت دیکھے بغیر نہیں آئے گا۔''

سارا نے رِنگ اتار کر اسے دے دیا۔

''رات میں یہ واپس مل جائے گا۔'' عورت نے کہا۔

سارا اٹھی تو عورت کی آواز آئی۔ ''میڈم کوئی ضمانت نہیں ہے۔''

سارا نے سر ہلایا۔ وہ سیکھ چکی تھی کہ کسی چیز کی ضمانت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ دل کی اگلی دھڑکن بھی مشکوک ہے۔

☆☆☆

سارا کے جانے کے بعد عورت جو خود کوری ہی تھی۔ باہر نکل کر ایک بلاک دور گئی اور پے فون سے نمبر ملایا۔ جواب فوراً ملا۔ کوری نے فون پر صورتِ حال گوش گزار کر دی۔

''وہ تنہا تھی؟''

''بظاہر۔''

''ہیلگا نے اوہارا نامی آدمی کا نام لیا تھا؟''

’’وہ سی آئی اے سے لاتعلق ہے۔ لگتا ہے کہ وہ ذاتی طور پر سارا میں دلچسپی رکھتا ہے۔‘‘ کوری خاموشی سے دوسری جانب سے ہدایات سن رہی تھی۔ پھر فون بند کر کے وہ کاساموروو واپس آ گئی۔ رِنگ، ونڈو میں اس نے ایسی جگہ رکھا جہاں وہ سڑک سے دیکھا جا سکتا تھا۔

☆☆☆

کافی ہاؤس کی تلاش میں سارا کو ایک میل دور جانا پڑا۔ باہر دنیا اپنے انداز میں رواں دواں تھی۔ سارا کی کائنات چھوٹے سے کمرے میں سمٹ گئی تھی۔ حیرت انگیز طور پر وہ اب تک حرکت پذیر تھی۔ اس کے پاس تھوڑے پیسے تھے۔ وہ اکیلی تھی۔ وہ اگلے قدم کے بارے میں پُریقین نہیں تھی لیکن ایک بات اس کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ وہ اب تک بچتی آ رہی تھی۔ نک کی بے وفائی اُسے چاقو کے مانند کاٹ رہی تھی۔ شاید وہ گہرا زخم کبھی مندمل نہ ہو سکے۔ پھر بھی آگے بڑھنے کی ہمت اس میں باقی تھی۔ یہ تبدیلی ناقابلِ فہم تھی۔ تمام جھوٹے خوب صورت خواب پیچھے رہ گئے تھے۔ اس کے ذہن میں ایک ہی واضح ٹارگٹ تھا کہ اس منحوس خواب کا خاتمہ کیا جائے۔ چند گھنٹوں بعد وہ جیفری کے ساتھ ہوگی اور محفوظ ہو جائے گی۔ اگر وہ محبت نہیں کرتا تب بھی سارا کو یقین تھا کہ وہ اس کا خیال رکھے گا۔ یہ سارا کی آخری امید تھی۔

☆☆☆

’’سارا کا کچھ پتا نہیں۔‘‘ پوٹر نے ایمسٹرڈم کے ہوٹل روم میں داخل ہوتے ہوئے نک کو مطلع کیا۔ اس نے ٹانگ کی مدد سے دروازہ بند کیا اور کافی کا کپ نک کو پکڑایا۔ خود وہ کرسی میں ڈھیر ہو کر آنکھیں مسلنے لگا۔ دونوں پژمردہ ہو رہے تھے۔

’’تمہیں شاید ابھی تک ہم پر شک ہے؟‘‘

’’نہیں، میں ایسا کیوں سوچوں گا۔‘‘ نک نے کہا۔

’’چند کلیو ہیں...... تم دلچسپی لو گے۔‘‘ پوٹر نے کہا۔ ’’ہلاک ہونے والا جرمن ڈرائیور تھا۔ کسی زمانے میں موساد کے ساتھ کام کرتا تھا۔ پڑوسیوں کی رائے ہے کہ وہ دونوں بہن بھائی تھے جبکہ ایسا نہیں ہے وہ دونوں سابقہ ایجنٹ تھے۔‘‘

’’ہیلگا۔‘‘ نک پُرسوچ انداز میں بڑبڑایا۔ ’’وہ بھی ایک لنک ہے اگر ہم اُس تک پہنچ گئے۔‘‘

’’کوئی چانس نہیں ہے۔‘‘ پوٹر نے کہا۔ ’’اس کی کتاب میں ہر ٹرک موجود ہے۔‘‘

’’ہٹ مین کون ہے؟‘‘

’’ڈچ...... لمحے کے فرق سے مارا گیا۔ ہیلگا کی پھرتی...... واؤ! کیا شاٹ تھا۔‘‘ پوٹر نے ہیلگا کے نشانے پر تبصرہ کیا۔

’’مقتول کا کوئی ریکارڈ؟‘‘

’’نہیں۔ وہ سیلز ریپ تھا اور عموماً حالتِ سفر میں رہتا تھا لیکن ایک غلطی ہو گئی۔ دو دن قبل مقتول کے اکاؤنٹ میں فنڈز منتقل کیے گئے تھے۔ بھاری رقم۔ ہم نے ٹریس کیا تھا۔ فنڈ ٹرانسفر کرنے والی کمپنی کا نام ایف۔ برک مین ہے۔ کمپنی ایمسٹرڈم میں ہے۔ وہ کافی کی درآمد برآمد کرتے ہیں۔ ان کا کاروبار دس سال پرانا ہے اور دفاتر بارہ ممالک میں بکھرے ہوئے ہیں۔ باوجود اس کے حیرت انگیز طور پر ان کے منافع کی شرح بلند نہیں ہے۔ کیسی عجیب بات ہے۔‘‘

’’برک مین کون ہے؟‘‘

’’کوئی نہیں جانتا...... کمپنی کو بورڈ آف ڈائریکٹرز چلاتے ہیں۔ کسی نے بھی برک مین کو نہیں دیکھا۔‘‘

نک، پوٹر کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ بیک وقت دونوں کے ذہن میں ایک نام آیا۔ ’’ماکس۔‘‘ نک نے آہستہ سے کہا۔

’’اور سارا اس کے علاقے میں ہے۔ میں اس کی جگہ ہوتا تو دم دبا کر مخالف سمت میں بھاگتا۔‘‘ پوٹر نے کہا۔

’’وہ اسمارٹ ہے...... لیکن اجنبی جگہ پر دشمن کے علاقے میں تنہا ہے۔‘‘

’’تم اس سے محبت کرتے ہو؟‘‘

’’ہاں۔‘‘

’’لیکن لورین......؟‘‘

’’وہ بہت بڑی غلطی تھی۔‘‘ نک نے کہا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجی۔ شاید میرے لیے ہے۔ پوٹر فون کی طرف گیا۔ لیکن نک نے پہلے ریسیور اٹھا لیا۔ ایک ساعت کے لیے دوسری جانب سکوت طاری رہا پھر کسی آدمی کی آواز آئی۔ ’’مسٹر او ہارا؟‘‘

’’یس۔‘‘

’’تم اس سے آدھی رات کو کاساموروو میں مل سکتے ہو۔ اکیلے آنا۔‘‘

’’کون ہے؟‘‘

’’اسے ایمسٹرڈم سے نکال لے جاؤ۔ مجھے تم پر بھروسا ہے۔‘‘

’’سنو......‘‘ رابطہ منقطع ہو گیا۔ نک نے ریسیور پٹخا اور دروازے کی طرف بھاگا۔

’’کیا ہوا؟ کہاں جا رہے ہو؟‘‘

’’کاساموروو۔ سارا وہاں پر ہے۔‘‘

’’رکو میں وان ڈیم کو فون کرتا ہوں۔ ہمیں بیک اپ کی

ضرورت ہے۔‘‘
’’مجھے اکیلے جانا ہے۔‘‘
’’اوہارا!‘‘
لیکن نک نکل چکا تھا۔

☆☆☆

نک کو گئے ہوئے پانچ منٹ ہوئے تھے۔ جب بوڑھے آدمی نے فون وصول کیا۔ ’’وہ کاساموروو میں ہے۔‘‘ انفارمر نے اطلاع دی۔
’’کیسے معلوم ہوا؟‘‘
’’اوہارا کے پاس کسی کی کال آئی تھی۔ سی آئی اے اوہارا کے پیچھے گئی ہے۔ تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔‘‘
’’میں برونی کو روانہ کرتا ہوں۔‘‘
’’اوہارا راستے میں ہے۔‘‘
’’برونی کے لیے وہ بچہ ہے۔‘‘ بوڑھے نے کہا۔

☆☆☆

وان ڈیم اپنے بستر میں تھا۔ کچھ دیر بعد کاساموروو میں ہنگامہ برپا ہونے والا تھا۔ وہ اس بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا۔ سی آئی اے میں سروس کے دوران میں وہ ہمیشہ فائرنگ اور تشدد سے دور رہا تھا۔ خون سے وہ بدکتا تھا۔ اس نے حقیقتاً اس دوران کسی کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ اگر ایسا کرنا ناگزیر ہو جاتا تو وہ کسی اور کو استعمال کرتا تھا۔ اس کی بیوی کلاڈیا کے معاملے میں بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ کلاڈیا کو گولی ماری گئی تو وہ ایک براعظم کے فاصلے پر تھا۔ خبر سن کر وہ واپس پہنچا تو آزاد اور مال دار ہو چکا تھا۔ لیکن ایک ماہ بعد اسے خط موصول ہوا۔ ایک سطر کا خط۔ ’’وائی کنگ نے مجھ سے بات کی تھی۔‘‘ وائی کنگ اس شخص کا کوڈ نیم تھا جس نے کلاڈیا پر گولی چلائی تھی۔ وان ڈیم خوف سے مفلوج ہو گیا۔ اس نے فرار کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ تاہم اسے یقین تھا کہ یہ کوئی مستقل حل نہیں ہے۔ پھر ایک دن بوڑھے آدمی نے اس سے رابطہ کیا۔ وان ڈیم ڈیل پر آمادہ ہو گیا۔ اس نے بوڑھے کی مطلوبہ اطلاعات اسے فراہم کر دیں۔ احساسِ جرم نے کچوکا لگایا۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ بوڑھا کاروباری آدمی تھا۔ وہ سیاست سے لاتعلق تھا۔ وان ڈیم نے خطرہ محسوس نہیں کیا۔ جب مطالبات میں اضافہ ہونے لگا تو وان ڈیم سوچنے پر مجبور ہو گیا بوڑھا کوئی جادوگر تھا۔ وان ڈیم بُری طرح اس کے جال میں پھنس چکا تھا۔ وان ڈیم کے صیاد کا کوئی چہرہ نہیں تھا، کوئی نام نہیں تھا۔

☆☆☆

’’وہ کہاں ہے؟‘‘ سارا نے سوال کیا۔
’’اسے ثبوت چاہیے۔‘‘ کوری نے جواب دیا۔
’’کیا اس نے شادی کا رنگ نہیں دیکھا؟‘‘
’’اب وہ تمہیں دیکھنا چاہتا ہے...... محفوظ فاصلے سے۔ سیڑھیوں سے اوپر جاؤ۔ وہاں سے دائیں ہاتھ پر دوسرا کمرا۔ کلوزٹ میں سبز ساٹن کا لباس لے لو۔‘‘ اس نے کہا۔

سارا سوال کرنا چاہتی تھی۔ تاہم اس نے خاموشی سے ہدایت پر عمل کیا۔ ’’چشمہ اتار دو۔‘‘ کوری نے کہا اور کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ ’’تم بیٹھ سکتی ہو لیکن چہرہ سڑک کی طرف رکھنا۔‘‘ باہر سے مردوں کے اشارے اور قہقہے بلند ہو رہے تھے۔ وقت گزرتا رہا۔ اس کے اعصاب جواب دینے لگے۔ کہاں ہے وہ؟ اتنا وقت کیوں لے رہا ہے؟

دفعتاً کسی نے اس کا نام لیا۔ اس نے آواز کی سمت دیکھا۔ اسے اپنی بصارت پر یقین نہیں آیا۔ وہ بے اختیار اٹھ کر بھاگی اور اس کمرے میں گئی جہاں لباس بدلا تھا۔ وہ نک سے خوف زدہ تھی۔ اسے خود کو کمرے میں بند کر لینا چاہیے...... نک کب کہاں سے آیا اور اس کا بازو پکڑ لیا۔ وہ پھنس گئی تھی۔ جدوجہد بے معنی تھی۔ اس کا جسم بُری طرح لرز رہا تھا۔ وہ چلّائی۔ ’’دفع ہو جاؤ۔‘‘
’’سارا میری بات سنو......‘‘
’’میں تم سے نفرت کرتی ہوں۔‘‘
نک نے اس کی دونوں کلائیاں پکڑ لیں۔ ’’میری بات سنو۔‘‘
’’تم نے مجھے استعمال کیا۔ دھوکا دیا؟‘‘ وہ چلّائی۔
’’دھوکا نہیں ہوا ہے...... میں وہی ہوں، جو تھا۔‘‘
’’میں اب بھی نفرت کرتی ہوں۔‘‘
’’اور میں اب بھی محبت کرتا ہوں۔‘‘
’’جھوٹ مت بولو...... تم سی آئی اے کے ساتھ تھے۔‘‘
’’نہیں، سارا کھیل ختم ہو گیا۔ تمہیں بھاگنے کی ضرورت نہیں۔‘‘
’’نہیں، جب تک میں اُسے ڈھونڈ نہیں لیتی۔‘‘
’’تم نہیں ڈھونڈ سکتیں۔‘‘
’’کیا مطلب؟‘‘
’’آئی ایم سوری، سارا...... وہ زندہ نہیں ہے۔‘‘
’’اس نے واشنگٹن میں مجھے کال کی تھی۔‘‘
’’وہ سی آئی اے کی ٹرک تھی۔‘‘
’’پھر اُس کے ساتھ کیا ہوا؟‘‘
’’برلن کے ہوٹل کی آگ اور گولیاں......‘‘
سارا نے آنکھیں بند کر لیں۔ کرب و اذیت نے سوچنے

سمجھنے کی صلاحیت سلب کرلی۔‘‘ ’’میں نہیں سمجھی؟‘‘

’’سی آئی اے نے تمہیں چارے کے طور پر استعمال کیا کیونکہ انہیں ماگس کی ضرورت تھی۔‘‘

’’اور اب؟‘‘

’’آپریشن کلوزڈ۔ ہم گھر جاسکتے ہیں۔ سائمن کو ملا کر... سی آئی اے نے ماگس کے خلاف آپریشن کیا تھا جو فیل ہوگیا۔ سائمن کے بغیر وہ ماگس تک نہیں پہنچ سکتے۔ لہٰذا کھیل ختم۔‘‘

’’وہ ہٹ مین؟‘‘

’’سائمن کی موجودگی تک ہٹ مین برونی کی ضرورت تھی۔ اب نہیں۔‘‘

’’نک تم سچ کہہ رہے ہو؟‘‘

’’اگر سی آئی اے نے سچ بولا ہے تو یہی حقیقت ہے۔ اگرچہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ سی آئی اے ماگس کے پیچھے کیوں پڑی ہوئی تھی؟‘‘ نک نے کہا۔ ’’چلو اٹھو۔‘‘

سارا، اس کا ہاتھ پکڑ کر کھڑی ہوگئی...... ہال...... سیڑھیاں، باہر ٹھنڈ تھی۔ دفعتاً نک اپنی جگہ پر جم کے رہ گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر خون ہی خون تھا۔ سارا کچھ نہ سمجھی۔ اس نے نک کی نظروں کا تعاقب کیا......کوری خون میں لت پت پڑی تھی۔

☆☆☆

ایک سایہ سٹنگ روم میں تھا، نظر سے اوجھل...... رخ سیڑھیوں کی طرف تھا۔ فرار کا راستہ بند تھا۔ ان دونوں کو واپس ہال کی طرف جانا تھا۔ نک سارا کا ہاتھ پکڑ کر پلٹا۔ سٹنگ روم سے کسی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ سائلنسر لگے پسٹل سے دو فائر ہوئے۔ قاتل سیڑھیوں پر آتا تو سارا اور نک پر نظر پڑتی۔

دونوں سیڑھیوں کے ذریعے کمرے کے بالاخانے میں گھس گئے۔ نک نے آہستہ سے دروازہ بند کیا لیکن لاک ندارد تھا۔ انہوں نے روشنی بند رہنے دی۔ چھوٹی سی کھڑکی سے روشنی کی کرن اندر آرہی تھی۔ نک سارا کو بانہوں میں لے کر ایک ٹرنک کے عقب میں چلا گیا۔ قاتل آرہا تھا۔ پلیز گاڈ...... پلیز......سارا نے دعا کی۔ نک نے سارا کو فرش پر لٹا دیا۔

’’کہاں جارہے ہو؟‘‘

’’وقت نہیں ہے، کچھ کرنا ہوگا۔‘‘ وہ بولا اور سارا کے ردِعمل سے پہلے ہی تاریکی میں رینگ گیا۔ قاتل کے قدموں کی آہٹ قریب تھی۔ سارا نے سانس تک روک لی۔ اس نے کسی ہتھیار کے لیے بے سود نظر دوڑائی۔ اچانک کمرے کا دروازہ کھل گیا۔ اس وقت ہاتھاپائی کی آواز بلند ہوئی۔ سارا اچھل کر کھڑی ہوئی۔ نک قاتل کے ساتھ اُلجھا ہوا تھا۔ وہ دونوں فرش پر کروٹیں بدل رہے تھے۔ نک نے دو تین گھونسے آزمائے۔ تاہم وہ قاتل کے مانند لڑاکا نہیں تھا۔ قاتل نے خود کو چھڑایا اور نک کے پیٹ میں زوردار پنچ رسید کیا۔ نک کراہ کر دوہرا ہوگیا۔ قاتل نے فرش پر پڑی گن کی طرف جست لگائی۔ ضرب کی شدت سے نک کی حرکات دھیمی پڑگئی تھیں۔ قاتل کی انگلیاں گن کو چھو رہی تھیں۔ نک نے توانائی مجتمع کر کے جست لگائی۔ تاہم بروقت قاتل تک نہیں پہنچ سکا۔ جس نے گن اٹھا کر رخ نک کی جانب کردیا تھا۔ موت چند انچ کے فاصلے پر تھی۔ سارا ٹرنک کے پیچھے سے باہر آگئی۔ سکتہ ٹوٹ گیا۔ اسے زنگ آلود پانہ ہاتھ آگیا تھا۔ اس نے حتی الامکان پھرتی سے پانے کی چوٹ گن والے ہاتھ پر لگائی۔ گن ایک بار پھر قاتل کے ہاتھ سے نکل گئی۔ وہ بوکھلا گیا تھا۔ اس کے خیال میں نک اکیلا تھا۔ نک نے پوری قوت سے اس کے جبڑے پر گھونسا رسید کیا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے کی طرف گرا۔ اس کا سر میز کے کونے سے ٹکرایا تھا پھر اس نے حرکت نہیں کی۔ ’’نکلو۔‘‘ دونوں ہانپ رہے تھے۔

باہر فوارے کی آڑ میں جو آدمی گھات لگائے ہوئے تھا، اسے دیکھنے میں بہت دیر ہوگئی۔ نک پیچھے تھا۔ نامعلوم آدمی سانپ کے مانند حرکت کررہا تھا۔ اس کا گن والا ہاتھ سارا کی طرف نہیں تھا۔ وہ عقب میں نک کا نشانہ لے رہا تھا۔ فائر ہوا۔ بظاہر گولی نک کے سینے میں لگی اور شرٹ سرخ رنگ میں بھیگنے لگی۔ سارا حلق کے بل چیخی اور نک کی طرف بھاگی۔ لیکن قاتل نے اسے جکڑ کر قریب کھڑی گاڑی میں پھینک دیا۔ گن کا رخ سارا کے سر کی جانب تھا۔ اس وقت اس نے قاتل کا چہرہ دیکھا۔ موت کا چہرہ......وہ برونی تھا...... جہنمی بَلا۔

☆☆☆

وان ڈیم فون کے قریب بیٹھا تھا، جب ٹاراسوف نے اسے خونی ڈرامے کی تفصیل بتائی......اور سارا ایمرجنسی روم میں ہے۔ سارا کا کچھ نہیں پتا۔ خبر نے وان ڈیم کو ہلا کر رکھ دیا۔ کال کے بعد وہ اٹھ کر بے چینی سے ٹہلنے لگا۔ یہ نیا کلیو تھا۔ برک مین نے پیشہ ور قاتل ہائر کیے تھے۔ پوٹر خون کی بُو سونگھ رہا تھا۔ اس کا نک نیم بلڈاگ تھا اور وہ کتّے ہی کی طرح پیچھا کرتا تھا۔ کسی طرح پوٹر کو غلط رستے پر ڈالنا ضروری تھا۔ بوڑھا قابو آگیا تو وان ڈیم کا بچنا ناممکن تھا۔

واقعات تیزی سے رونما ہورہے تھے۔ اس نے فیصلہ کرلیا۔ بُرے وقت کے لیے اس نے ایک کارڈ تیار رکھا تھا۔ وہ کارڈ تھا۔ رشیئن ایمبیسی۔ کوئی بچت نہیں تھی۔ کارڈ استعمال کرنے کا وقت آگیا تھا۔ وہ خیالات میں غرق تھا کہ ہال میں قدموں کی آہٹ بھی محسوس نہ کرسکا...... اچانک دستک نے

اُسے چونکا دیا۔

"یس؟"

"کرنٹ رپورٹ، سر......"

وان ڈیم نے سکون کا سانس لیا۔ "ٹاراسوف نے مجھے کال کی تھی۔ اگر کچھ نیا ہے......؟"

"یس سر۔"

"ٹھیک ہے...... آجاؤ۔" وان ڈیم دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازہ کھلتے ہی اُس کے چہرے سے ٹکرایا۔ تکلیف برداشت کرتے ہوئے اس نے آنے والے کو دیکھنے کی کوشش کی۔ وہ مکمل سیاہ لباس میں ملفوف تھا۔ ایک مردہ آدمی۔ وان ڈیم کی نگاہ اس کے ہاتھ میں تھمی گن پر گئی۔ "کیوں؟" اس نے چیخنا چاہا۔ وان ڈیم کی تمام کائنات سکڑ کر گن کے دہانے تک محدود ہوگئی۔

"یہ ایوی کے لیے ہے۔" سیاہ پوش نے کہا اور تین مرتبہ ٹریگر دبایا۔ تین گولیاں وان ڈیم کے سینے میں روپوش ہوگئیں۔ وہ پیچھے کی طرف الٹ گیا۔ چیخ، غرغراہٹ میں بدل گئی۔

☆☆☆

سارا گھٹنے جوڑے چوبی فرش پر بیٹھی تھی۔ کمرے میں ٹھنڈک اور تاریکی تھی۔ چھوٹی سی کھڑکی کافی بلند تھی جہاں سے مدھم روشنی آرہی تھی۔ وہ چاند کی روشنی تھی۔ اس نے اندازہ لگایا کہ تین یا چار بج رہے تھے۔ دہشت نے اُسے لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو نک کا حیرت زدہ چہرہ ابھر آیا۔ جہاں تاثرات میں اذیت تھی۔ پھر خون...... سارا کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا۔ آنکھوں سے آنسو رواں ہوگئے۔ وہ دعا کررہی تھی کہ نک زندہ رہے۔ اگر وہ زندہ بھی ہوا تو دونوں ایک دوسرے کی مدد نہیں کرسکتے تھے...... کیا وہ یہاں مرنے کے لیے چھوڑ دی گئی ہے؟ اس احساس کے ساتھ ہی اسے سکون مل گیا۔ امید، جدوجہد کا امکان نابود ہوگیا۔ ہفتوں کی دہشت کے بعد موت نے سامنے آکر اسے پُرسکون اور بے پروا کردیا تھا۔

خوف و ہراس کی کیفیت ختم ہوئی تو وہ نارمل ہوگئی۔ کھونے کے لیے کچھ نہیں تھا، پھر ڈرنے کی کیا ضرورت تھی۔ جس طرح وہ لیب میں کام کرتی تھی۔ اسی طرح اس نے اطمینان سے صورتِ حال کا تجزیہ کیا۔ اسے امید کی کرن دکھائی نہیں دی۔ عمارت کے چوتھے فلور پر اسے ایک بڑے اسٹور روم میں رکھا گیا تھا۔ باہر نکلنے کے لیے دروازہ ہی استعمال کیا جاسکتا تھا لیکن کیسے...... کھڑکی بہت بلند اور چھوٹی تھی۔ وہ دراصل روشن دان تھا۔

سارا کو کافی کی خوشبو آئی۔ گراؤنڈ فلور پر اس نے اوونز دیکھے تھے، لوڈنگ پلیٹ فارم اور کینوس کے بیگ...... جن پر ایف برک مین، کوفی، ہیلا بونن کی مہر تھی۔ گویا یہ رہائشی عمارت نہیں تھی۔ اگر وہ شور مچائے تو کوئی سن سکتا تھا۔ معاً اسے خیال آیا کہ وہ اتوار کی صبح تھی۔ کسی کارکن کے آنے کا امکان نہیں تھا۔ سوائے برونی شیطان کے۔

سیڑھیوں کی چرچراہٹ نے بتایا کہ کوئی اوپر آرہا ہے...... دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ایک برونی تھا اور دوسرے کا چہرہ بدروح کے مانند ہولناک تھا۔ اسے چہرہ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ آنکھیں پلکوں سے بے نیاز تھیں۔ زرد اور سرد گویا وہاں دو چھوٹے پتھر رکھے ہوں۔ چہرے کی جلد جھلسی ہوئی تھی۔ نچلا ہونٹ غائب تھا۔ اس کے بولنے سے پہلے سارا سمجھ گئی کہ وہ ماگس کے مدِمقابل ہے۔

"مسٹر سائمن ڈانس۔" اس کی آواز بھی سرگوشی نما تھی۔ غالباً آگ نے صوتی نسوں کو متاثر کیا تھا۔ "کھڑی ہوجاؤ۔"

"میں کچھ نہیں جانتی۔"

"تم نے واشنگٹن کیوں چھوڑا تھا؟"

"وہ سی آئی اے کی ٹرک تھی۔"

"تم کس کے لیے کام کرتی ہو؟"

"کسی کے لیے بھی نہیں۔"

"پھر ایمسٹرڈم کیوں آئیں؟"

"جیفری، میرا مطلب سائمن کی تلاش میں...... پلیز مجھے جانے دو۔"

ماگس نے برونی کو دیکھا۔ "یہ عورت، بے عقل مخلوق تک پہنچنے میں تم نے دو ہفتے لگادیے۔" ماگس نے ناگواری سے کہا۔

برونی کی مسکراہٹ غائب ہوگئی۔ "اسے مدد حاصل تھی اور اس نے ایوی کو خود ڈھونڈ لیا تھا۔ یہ اتنی بے وقوف نہیں ہے جتنی نظر آتی ہے۔"

"تمہارا شوہر کہاں ہے؟" ماگس پھر سارا کی طرف متوجہ ہوا۔

"مجھے نہیں معلوم۔"

"تم ایوی اور ہیلگا تک پہنچ گئیں لیکن شوہر کے بارے میں نہیں جانتیں۔"

سارا کا سر جھک گیا۔ "وہ زندہ نہیں ہے۔" سارا نے سرگوشی کی۔

"کس نے بتایا؟"

"سی آئی اے۔"

''تم نے یقین کرلیا؟''

اُس کے لہجے نے سارا کو چکرا دیا۔ کیا سی آئی اے نے نک سے جھوٹ بولا تھا۔ سارا کی زندگی ماگس کے نزدیک ایک معمولی کیڑے سے زیادہ نہیں تھی۔ جسے وہ بہ آسانی بے رحمی سے ایڑی کے نیچے مسل سکتا تھا۔ سارا کے بدن میں غصے کی لہر اٹھی۔ اگر مرنا ہی ہے تو وہ شان سے مرے گی۔

''اگر میرا شوہر سامنے آیا'' وہ بولی۔ ''تو وہ تمہیں تمہارے اصل ٹھکانے جہنم تک پہنچا دے گا۔''

زرد آنکھوں میں اشتعال کے بجائے مدھم تعجب کا عنصر ابھرا۔ ''تمہارے شوہر کے ساتھ جہنم کے شعلوں میں مزہ آئے گا۔ میں جانتا ہوں آگ کیا ہوتی ہے، وہ نہیں جانتا۔''

''میرا کوئی تعلق نہیں۔''

''تمہارے شوہر کا تعلق ہے۔'' ماگس نے کہا۔

''وہ مر چکا ہے۔ مجھے مارنے سے اُسے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔''

''میں مرے ہوئے کو نہیں مارتا...... زندوں کو مارتا ہوں۔ سائمن زندہ ہے۔''

''اگر وہ زندہ ہے تو تم خود کو مردہ سمجھو۔'' سارا کا خوف رخصت ہو چکا تھا۔

ماگس نے برونی کی طرف دیکھا۔ ''اسے محفوظ مقام پر لے جاؤ۔ اگر سائمن دو دن تک نہ آئے تو اِسے ختم کر دینا لیکن دھیرے دھیرے۔''

برونی مسکرایا۔ سارا بے اختیار لرز اٹھی۔

اسی وقت عمارت میں کہیں الارم چیخنے لگا۔ کمرے کے دروازے کی پیشانی پر سرخ بتی آنکھ مار رہی تھی۔

''کوئی عمارت میں ہے۔'' برونی نے کہا۔

''سائمن ہے۔'' ماگس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ برونی گن نکال کر کمرے سے نکل گیا۔ ماگس بھی اس کے پیچھے تھا۔ دروازہ بند ہو گیا۔

دروازے کی پیشانی پر سرخ آنکھ تنویمی تاثر پیدا کر رہی تھی۔ سرخ...... خون کا رنگ، خوف کا رنگ...... تم مرنے جا رہی ہو...... دو دن باقی ہیں۔ چند لمحے پہلے وہ اپنا انجام قبول کر چکی تھی لیکن اب وہ جینا چاہتی تھی۔ اس کی برین کیمسٹری بدل گئی۔ سوال پھر اٹھا۔ کیا سائمن زندہ ہے؟ دروازے کے ساتھ زور آزمائی بے کار ثابت ہوئی۔ دل کی دھڑکن کے ساتھ سرخ بتی کے جلنے بجھنے میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اس نے پشت دروازے سے ٹکائی اور کمرے کا جائزہ لیا۔ وہ دونوں عجلت میں بتیاں روشن چھوڑ گئے تھے۔ اس نے اسٹور کے کاٹھ کباڑ کا جائزہ لیا۔ کوئی چیز ایسی نہیں تھی جسے وہ ہتھیار کے طور پر استعمال کر سکتی۔ اس کی نظر کرسیوں پر گئی۔ کرسیاں یہاں خاصی وزنی تھیں۔ اس نے ایک کرسی اٹھا کر دیکھی۔ اسے نیچے رکھا۔ کرسی پر چڑھ کر اس نے سینڈل اتاری اور روشنی اُڑا دی۔ کمرا تاریکی میں ڈوب گیا۔ وہ یہ کام سوئچ سے بھی لے سکتی تھی لیکن اگر وہاں کوئی آتا تو اسے موقع ملنا ضروری نہیں تھا۔ کمرا تاریکی میں ڈوب گیا۔ کرسی اٹھا کر وہ اندازے سے دروازے کے قریب آگئی...... اچانک باہر سے دھماکے اور چیخوں کی آواز آئی۔ پھر مزید گن فائر۔ دھما چوکڑی اور ہنگامے میں سارا نے ادراک کیا کہ فرار ہونے میں آسانی پیدا ہو گی۔ کوئی سیڑھیوں کے ذریعے اسی کمرے کی طرف آ رہا تھا۔ سارا نے مضبوطی سے کرسی تھام لی۔ دروازہ کھلا اور ایک سایہ اندھا دھند اندر گھس آیا۔ سارا نے اندازے سے کرسی گھما کر اس کے سر پر ماری...... اندھیرے میں وہ منہ کے بل گرا۔ سارا نے دوسری ضرب لگائی۔ آنے والے نے ہلنا جلنا بند کر دیا تھا۔ سارا نے کرسی چھوڑ دی۔ کیا وہ قتل کر چکی ہے۔ اندھیرے میں جائزہ لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ بھاگنا پہلی ترجیح تھی۔ وہ کمرے سے نکلی اور دروازہ بولٹ کر دیا۔ اسے عمارت سے باہر نکلنا تھا۔ تمام عضلات، اعصاب، جبلّت فرار پر مرکوز تھے۔ اس نے سیڑھیاں پھلانگنی شروع کیں۔ معاً نیچے سے آنے والی آوازوں نے اسے منجمد کر دیا۔ اس نے برونی کی آواز پہچان لی۔ وہ جانور کے مانند جبلّت کے مطابق حرکت کر رہی تھی۔ دائیں جانب کمرے میں جا گھسی اور دروازہ بند کر لیا۔ دروازہ گزشتہ کمرے کے مانند مضبوط نہیں تھا۔ اسٹور روم بند گلی کے مانند تھا۔ تاہم یہاں صورتِ حال مختلف تھی۔ کمرے میں ڈیسک کے اوپر ایک کھڑکی تھی۔ سارا فی الفور ڈیسک پر چڑھ گئی اور کھڑکی سے جھانکا۔ باہر دھند اور تاریکی کے سوا کچھ دکھائی نہ دیا۔ اس نے پٹ کھولنا چاہا لیکن ناکام رہی۔ کھڑکی شاید سیکورٹی کی وجہ سے لاک تھی۔ سارا نے سوچا، اسے شیشہ توڑنا پڑے گا۔ اس نے پٹ کا سہارا لے کر شیشے پر لات ماری۔ ایک...... دو...... تین...... چوتھی کوشش میں شیشہ ٹوٹ کے بکھر گیا۔ سرد ہوا اس کے چہرے سے ٹکرائی۔ اس نے کھڑکی سے سر نکالا۔ چند فٹ نیچے ترچھی ٹائلڈ چھت تھی جس

کی حد اندھیرے میں اوجھل ہوگئی تھی۔ ایک بڑا سوالیہ نشان تھا۔ یا تو وہ سیدھی تین منزل سے سڑک پر جا کر گرتی۔ یا پھر ڈھلوان .... متصل چھت سے مل جاتی۔ ایمسٹرڈیم کے پرانے علاقوں میں اس قسم کی تعمیرات سارا دیکھ چکی تھی۔ معلوم کرنے کا واحد طریقہ یہ تھا کہ وہ کھڑکی سے نکل کر کود جائے۔ ٹائلز پر پھسلن تھی۔ بہتر تھا کہ وہ ننگے پیر رہے۔ اس نے جوتے اتار دیے۔ اس وقت اسے احساس ہوا کہ پیر خون آلود ہے۔ نئی آوازوں نے خون پر سے اس کی توجہ ہٹا دی۔ برونی کمرے کے دروازے کو پیٹ رہا تھا۔ دوسری طرف اگر اسٹوررروم والا آدمی مرا نہیں تھا تو ہوش میں آ کر شور مچانا شروع کر دیتا۔ وقت تیزی سے بھاگ رہا تھا۔

سارا کھڑکی سے نکل گئی اور پیر منڈیر پر لٹکائے۔ دروازے کی دھڑدھڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ ٹوٹنے والا ہے آگے کنواں، پیچھے کھائی۔ سڑک پر گرتی تو فوراً مرتی۔ برونی کے ہاتھوں ایوی جیسا حشر ہونا تھا۔ دروازہ ٹوٹ گیا اور برونی کی دہاڑ سنائی دی۔

سارا آنکھیں بند کر کے کود گئی۔ دماغ مفلوج ہو گیا تھا۔ وہ دوسری چھت پر چند فٹ نیچے گری اور گیلی ٹائلوں پر پھسلنے لگی۔ وہ ہاتھ پاؤں مار رہی تھی اور پھسلتی جا رہی تھی۔ خود کو روکنے کی ہر کوشش ناکام ہوگئی۔ دو بائی دو کا چھت کا سلاخوں دار گٹر انتہائی سرے پر تھا۔ اتفاقاً سارا اس پر سے ہوتی گئی اور اس کی سن انگلیوں نے سلاخوں کو تھام لیا۔ باقی دھڑ نیچے لٹک رہا تھا۔ گیلی سلاخیں، سن انگلیاں اور تھکن...... اس کی گرفت کمزور ہونے لگی...... اور کمزور۔ انگلیوں کی گرفت ختم ہوئی اور وہ اتھاہ تاریکی میں گم ہوگئی۔

☆☆☆

"یہ گوشت کا زخم ہے، چند روز لگیں گے...... اوہارا آرام کرو۔" نک نے پوٹر کے مشورے کو نظرانداز کیا، کھڑا ہو گیا اور کلوزٹ کھول کے دیکھا۔

"تمہارا کافی خون ضائع ہو گیا ہے۔" پوٹر نے کہا۔

"میری شرٹ کہاں ہے؟"

"ظاہر ہے خون آلود شرٹ کچرے میں ہے۔" پوٹر نے جواب دیا۔

نک نے بائیں شولڈر پر بینڈیج دیکھی۔ ایمرجنسی روم میں جو ٹریٹمنٹ دیا گیا تھا، اس کے اثرات کم ہو رہے تھے۔ تاہم وہ یہاں نہیں رک سکتا تھا۔ پہلے قیمتی گھنٹے ضائع ہو گئے تھے۔

"تم آرام کرو، مجھے سنبھالنے دو۔" پوٹر نے کہا۔

"آخر تم اس حالت میں کیا کرو گے؟"

نک کا غصہ غم میں بدل گیا...... اس نے دیوار پر گھونسا مارا۔ "پوٹر وہ میرے ساتھ ہے...... میری بانہوں میں ہے۔"

"ہم برک مین کمپنی کو ٹریک کر رہے ہیں۔"

"تلاشی لی؟"

"وان ڈیم کے سگنل کا انتظار ہے۔"

"میں انتظار نہیں کر سکتا۔"

"کہاں جا رہے ہو؟ وہ بھی بیک اپ کے بغیر۔"

"قمیص اور گن ادھار دو مجھے۔" نک نے کہا۔

دونوں ایلیویٹر کے قریب تھے۔ وہاں ٹاراسوف برآمد ہوا۔

"سر۔" وہ بولا۔ "نئی اطلاع ہے۔"

"اب کیا ہوا؟"

"برک مین بلڈنگ میں فائرنگ ہوئی ہے۔" نک اور پوٹر نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

"مائی گاڈ...... سارا......"

"وان ڈیم کہاں ہے؟" پوٹر نے سوال کیا۔

"نہیں معلوم، اس کے نمبر سے جواب نہیں آ رہا۔"

"اوکے، مووناؤ...... اوہارا مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہیں ناپسند کرنے کے باوجود تمہارے لیے اپنا کیریئر کیوں داؤ پر لگا رہا ہوں۔ لیکن تم صحیح کہہ رہے ہو۔ یہ حرکت کا وقت ہے۔ ہم وان ڈیم کا انتظار نہیں کر سکتے۔" پوٹر نے کہا۔ "یہ آف دی ریکارڈ ہے۔" اس نے تیز نظروں سے ٹاراسوف کو تنبیہ کی۔

تینوں پارکنگ کی طرف جا رہے تھے۔ "ریڈیو پر ٹیم کو آپریشن کے لیے الرٹ کر دو۔" پوٹر نے کہا۔

☆☆☆

تھڈ...... ڈ...... سارا پشت کے بل قریبی چھت پر گری۔ اُسے یقین نہیں آیا کہ وہ زندہ ہے۔ وہ کچھ دیر یونہی لیٹی رہی۔ آسمان اور ستارے نظروں کے سامنے گھوم رہے تھے۔ دوبار گرنے کے بعد وہ کمرے کی کھڑکی سے پندرہ فٹ نیچے آگئی تھی۔ برونی کھڑکی میں تھا۔ وہ اکیلا نہیں تھا۔ کچھ اور آوازیں بھی تھیں جنہیں وہ ہدایات دے رہا تھا۔ آوازیں نیچے تاریکی سے ابھر رہی تھیں۔ غالباً وہ سارا کی باڈی تلاش کر رہے تھے۔ ناکامی کے بعد ان کی توجہ چھتوں کی طرف مبذول ہوگئی۔ صبح کاذب کے آثار قریب تھے۔ سارا کھڑی ہوگئی۔ روشنی ہوتے ہی مشکل کھڑی ہو جاتی۔ وہ

رینگتی ہوئی قریبی اگلی چھت پر چلی گئی۔ دھند بھی اس کی مددگار تھی۔ لباس بھیگ چکا تھا۔ ٹھنڈ لگ رہی تھی، نہ درد محسوس ہو رہا تھا۔ دہشت کے باعث ایک ہی احساس تھا کہ جان بچائی جائے...... کسی بھی طرح۔ سارا نے اس کے دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا اور زور لگایا۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ آسمان پر روشنی جھلکنے لگی تھی۔ کسی کی مردانہ آواز آئی۔ اسے دیکھ لیا گیا تھا۔ اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ وہ اگلی چھت پر گئی۔ سامنے سلیٹ کے مانند سیدھی عمودی دیوار تھی۔ کافی اوپر دیوار پر ایک کھڑکی تھی۔ ٹاپ پر ایک اینٹینا تھا۔ سپاٹ عمودی دیوار پر چڑھنا ناممکن تھا۔ آوازیں قریب آرہی تھیں۔ وہ پلٹی اور برونی کو جھپٹتے دیکھا۔ سارا کی حالت پنجرے میں پھنسے ہوئے پرندے کے مانند تھی۔

برونی دوسری چھت پر تھا۔ سارا نے چھت کے دوسری سمت جھانکا۔ دور سائڈ واک اس کا انتظار کر رہی تھی۔ برونی اس کے سر پر تھا۔ کسی چیز کے گرنے کی آواز آئی۔ برونی کی گن سڑک پر جاگری تھی۔ کاش وہ اُڑ سکتی۔

معاً آنسو بھری آنکھوں سے اس نے اینٹینا کا سیاہ تار دیکھا۔ کیا وہ اس کا بوجھ اٹھالے گا؟ سارا کی ہچکچاہٹ لمحاتی تھی۔ برونی اس کے بہت قریب تھا۔ سارا نے بلاتامل دونوں ہاتھوں سے تار دبوچا، دونوں پیر دیوار پر ٹکائے...... ذرا پھسلی، پھر اوپر چڑھتی چلی گئی۔ اس کے جسم کی توانائی کا ہر ذرہ اس بات پر مرکوز تھا کہ وہ پھسل نہ جائے...... وہ ٹاپ پر پہنچ کر اینٹینا کے پاس لیٹ گئی۔ اس کی سانس سینے میں نہیں سما رہی تھی۔ برونی اوپر آجاتا تو بغیر گن کے بھی بہ آسانی اسے مار سکتا تھا لیکن وہ باخبر تھی کہ ماگس اسے زندہ رکھنا چاہتا ہے۔

سارا میں اتنی سکت نہیں تھی کہ برونی کو اوپر آتے دیکھ سکے۔ دفعتاً اسے احساس ہوا کہ اینٹینا کی ٹاپ کا حدود اربعہ بہت مختصر تھا۔ ذرا سی غفلت اسے گہرائی میں پھینک سکتی تھی۔ سارا نے تار چھوڑ کر اینٹینا کا مضبوط اسٹینڈ پکڑ لیا۔ نیچے سے فائر ہوتا تب بھی امکان تھا کہ گولی اسے لگتی...... وہ لیٹی رہی۔ اس کی سماعت سے سائرن کی آواز ٹکرائی جو بہت مدھم تھی۔ برونی نے بھی وہ آواز سن لی۔ وہ بڑبڑاتا ہوا تار کے سہارے اوپر چڑھنے لگا۔ سارا نے بھی دیکھ لیا۔ وہ پاگلوں کی طرح تار کو اینٹینا سے الگ کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ سائرن کی آواز بلند ہوتی جارہی تھی۔ سارا کو تھوڑا وقت درکار تھا۔ تاہم برونی پہلے چھت تک آ گیا۔ برونی کی آنکھوں میں نفرت تھی نہ غصہ۔ آنکھوں سے اجل جھانک رہی تھی۔

”نہیں...!“ سارا چلّائی اور جھپٹ کر ناخنوں سے اس کا چہرہ نوچنے لگی۔ برونی نے اس کی کلائی جکڑ لی۔ سارا کا توازن خراب ہوا اور برونی ٹاپ پر چڑھ گیا۔ لمحہ بھر کے لیے دونوں ایک دوسرے کے مدِمقابل کھڑے تھے۔ دونوں میں سے ایک کو مرنا تھا۔ اس کا ہاتھ جیکٹ میں گیا اور چاقو کے ساتھ باہر آیا۔ سارا نے ایک قدم پیچھے ہٹایا۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ پیچھے کتنی جگہ ہے۔ سارا کے ہاتھ دفاعی انداز میں پھیل گئے۔ برونی کا وار کلائی پر کٹ لگا گیا۔ وہ گھٹنوں کے بل گری۔ وہ عین اس کے سر پر کھڑا تھا۔ برونی کو جلدی نہیں تھی۔ وہ سارا کے گلے پر چھری پھیر کر اسے آسان موت سے ہمکنار نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کا مذکورہ ارادہ غلطی میں بدل گیا۔ سارا کے بارے میں اندازہ بھی غلط نکلا۔ پیر کے نیچے آکر چیونٹی بھی کاٹ لیتی ہے۔ وہ چاقو ہاتھوں میں تولتے ہوئے بے بس شکار کو دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ سارا کے لیے تمام امکانات اختتام پذیر ہو چکے تھے۔ مختصر چوکور جگہ پر وہ کہاں جاتی۔ برونی لات بھی مارتا تو وہ نیچے گہرائی میں سڑک پر جاگرتی۔ اس خیال نے ایک نئے خیال کو جنم دیا۔ بچاؤ آخری جبلی حربہ...... وہ چیخ مار کر گھٹنوں کے بل ہی آگے جھپٹی...... جسم و جان کی تمام قوت سے وہ برونی کے گھٹنوں سے ٹکرائی۔ قاتل کی ایک ٹانگ مڑی۔ اس نے توازن برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ سارا نے چیخ مار کر مڑی ہوئی ٹانگ کے ٹخنے پر حملہ کیا۔ اس کا ٹخنہ مڑا۔ وہ کنارے سے زیادہ دور نہیں تھا۔ گرتے گرتے اس نے کنارا تھامنے کی کوشش کی۔ چاقو گر گیا تھا۔ لمحہ ضائع کیے بغیر سارا نے چاقو اٹھا کر اس کے ہاتھ میں گھونپ دیا...... گرتے وقت اس کی آنکھیں سارا کی آنکھوں سے ملیں۔ ایک ساعت کے لیے۔ قاتل آنکھوں میں بے پناہ حیرت کے ساتھ اجل کی دیوی رقصاں تھی۔ وہی رقص جسے وہ اپنے شکار کی آنکھوں میں دیکھ کر حظ اٹھاتا آیا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف تھے...... پھر وہ نیم تاریکی میں ڈوب گیا۔ سارا نے سختی سے آنکھیں بند کر لیں۔ ذرا دیر بعد نیچے سڑک پر کسی چیز کے ٹکرانے کی آواز آئی۔ درندے کی آخری چیخ کافی دیر تک سارا کی سماعت میں گونجتی رہی...... وہ نیم جان ہو کر لیٹ گئی۔ کائنات گویا اس کے گرد چکرا رہی تھی۔ اس نے رخسار ٹھنڈے فرش پر ٹکا دیا۔ اچانک اسے سردی کا احساس ہوا۔ بدن میں توانائی کی رمق باقی نہیں بچی تھی۔ وہ لیٹی رہی۔ نک کی پکار نے اُسے ہلنے پر مجبور کیا۔ کیا وہ خواب دیکھ رہی ہے۔ وہ تو مر چکا تھا۔ وہ آہستہ سے اُٹھی۔ نک سڑک پر

کھڑا دونوں ہاتھ لہرا رہا تھا۔

اُجالا اتنا تھا کہ وہ اسے پہچان گئی۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ چلے۔ وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن حلق میں جیسے گولا پھنس گیا۔ وہ پہلے کبھی اس طرح پھوٹ پھوٹ کر نہیں روئی تھی۔ نک زندہ تھا۔

''سارا حرکت مت کرو...... ہم نے فائر ٹرک منگوایا ہے۔ وہ تمہیں نیچے اتار لے گا۔'' نک نے چیخ کر کہا۔ ''وہ سر ہلا کر رہ گئی۔ کہانی انجام پذیر ہوچکی تھی لیکن وہ ماگس کو بھول گئی تھی۔ پولیس کی تین کاریں مزید آگئیں۔

اچانک دھما کا سا ہوا۔ سارا مڑی۔ ماگس اس چھت پر نظر آرہا تھا جہاں اینٹینا والے اونچے چبوترے پر سارا موجود تھی۔ اس کے ہاتھ میں رائفل تھی۔ اس رخ سے صرف وہ اُسے دیکھ سکتی تھی۔ چند سیکنڈ تک وہ اسے گھورتا رہا پھر ڈرامائی انداز میں رائفل بلند کی۔ سائمن نہ سہی اس کی بیوی سہی...... سائمن تو سارا کی موت پر تڑپے گا...... کم یا زیادہ۔ انتقام کا آخری مرحلہ رہ گیا تھا۔ سارا سکتے کے عالم میں رائفل کو تک رہی تھی۔ کہیں بہت دور نک اس کا نام لے کر چیخ رہا تھا۔

رائفل کا دھما کا پُرشور تھا لیکن درد نہ تکلیف۔ کیا وہ بے حس ہوچکی ہے۔ پھر اس کی بصارت نے گویا دھوکا کھایا۔ ماگس لڑکھڑا کر گرا۔ اس کی شرٹ خون سے رنگین ہو رہی تھی۔ رائفل اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ چند لمحوں میں وہ بے حس و حرکت ہوگیا۔ ایک اور چھت کی بلندی پر کوئی چیز منعکس ہوئی۔ سارا کی توجہ مبذول ہوگئی۔ سورج کچھ اور بلند ہوچکا تھا۔ دو عمارت کے فاصلے پر کوئی آدمی کھڑا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں موجود رائفل جھکا لی۔ ہوا اس کے بالوں اور شرٹ سے کھیل رہی تھی۔ وہ سارا کو دیکھ رہا تھا۔ سارا اس کے نقوش پہچان نہ سکی۔ تاہم اُس کے دل کی دھڑکنوں نے بتا دیا کہ وہ کون ہے...... وہ پیچھے ہٹ رہا تھا۔ سارا نے ہاتھ پھیلا دیا۔ واپس آجاؤ۔''

''جیفری!'' وہ چلّائی۔ ''نہیں مت جاؤ۔ جیفری واپس آجاؤ۔'' وہ چیختی رہی۔ چلّاتی رہی، آخری جھلک اس کے سنہرے بالوں کی تھی پھر وہ غائب ہوگیا۔

☆☆☆

رائفل کے دھماکے نے نیچے سڑک پر ہلچل مچا دی۔ نک کی رگوں میں لہو جم گیا۔ ''کیا ہو رہا ہے؟'' وہ چلّایا۔

پوٹر نے ٹاراسوف کی جانب دیکھا۔ ''کون پاگل فائرنگ کر رہا ہے؟''

''سر ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔''

ڈچ پولیس مین نے بھی تردید کی۔ نک نے اوپر دیکھا۔ سارا زندہ تھی۔ بدحواسی میں اس نے اطراف کی کھڑکیوں میں جھانکا۔

''پوٹر، کچھ کرو۔'' وہ بے قرار ہوا جا رہا تھا۔

''ٹاراسوف۔'' پوٹر نے بلند آواز میں کہا۔ ''اپنے آدمی اوپر لے جاؤ۔ دیکھو کیا ہو رہا ہے۔'' پھر وہ ڈچ آفیسر کی طرف مڑا۔ ''فائر ٹرک کب تک پہنچے گا؟''

''پانچ سے دس منٹ۔''

☆☆☆

سارا اسپتال میں تھی۔ اُسے ڈاکٹر کے علاوہ ماہرِ نفسیات کی بھی ضرورت تھی۔ اس نے کسی چھت پر بھوت دیکھا تھا۔ التباسی نظر کہا جا سکتا تھا۔ ہسٹریا کے امکانات واضح تھے۔ اسے نارمل ہونے میں مہینے سے زیادہ وقت لگ سکتا تھا۔

ماگس اور اس کے چار آدمی مرے تھے اور چار گرفتار تھے۔ پوٹر کا دماغ ماؤف تھا کہ ماگس نے خودکشی کیوں کی؟ بہرحال لیب رزلٹ کے بعد یہ سوال حل ہو جانا تھا۔ ''بھوت۔'' سارا کے سوا کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

''مسٹر پوٹر؟''

پوٹر نے گردن گھمائی۔ وہ ڈچ پولیس مین تھا۔ ''میرا خیال ہے کہ کوئی امریکی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔''

پوٹر باہر نکلا، آدمی کی پشت نظر آرہی تھی۔ وہ کھڑکی کے قریب کھڑا تھا۔ وہ سیاہ لباس میں تھا۔ بالوں کا رنگ سنہری تھا۔ پوٹر کے دماغ میں کلبلاہٹ ہونے لگی۔ پوٹر اُسے لے کر ایک کمرے میں آگیا اور دروازہ بند کر دیا۔

''کیا مجھ سے ملنا ہے؟''

''ہیلو، مسٹر پوٹر۔'' وہ مسکرایا۔ پوٹر دنگ رہ گیا۔ وہ گونگوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔ کیا اس نے بھی بھوت دیکھنا شروع کر دیے ہیں۔

اس کے سامنے سائمن ڈانس کھڑا تھا۔

سائمن نے کہانی کے پیچ وخم اُجاگر کرنے میں ایک گھنٹا لیا۔

''میرے خیال میں تم اِن حقائق کی قدر کرو گے۔'' اس نے کہا۔ ''بدلے میں تم مجھ پر ایک احسان کر سکتے ہو۔''

''تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا؟''

''پہلے صرف شک تھا۔ جو وقت اور واقعات کے ساتھ گہرا ہوتا گیا۔ میں نے طے کرلیا کہ کسی پر بھروسا نہیں کروں گا۔ میرا مطلب سی آئی اے سے ہے...... بات بہت

اوپر چلی گئی تھی۔"
"ہائی لیول؟"
"وان ڈیم۔"
"کیسے؟"
"سائمن نے شانے اُچکائے۔" ایک آدمی آدھی رات کو فون بوتھ پر کیوں جائے گا؟"
"ایسا کب ہوا؟"
"پچھلی رات جب میں نے اوہارا کو ٹپ دی تھی۔"
"میرا قصور ہے۔" پوٹر نے کہا۔ "وان ڈیم کو میں نے بتایا تھا۔"
سائمن نے سر ہلایا۔ "ابتدا میں آدھی رات کو اسے فون بوتھ استعمال کرتے دیکھ کر میں سمجھا نہیں...... بعد ازاں مجھے پتا چلا کہ برونی اور اس کے آدمی کا سیامورو کی طرف رواں ہیں۔ یقیناً وان ڈیم نے ماگس کو کال کی تھی۔"
"دیکھو یہ کافی نہیں ہے۔ مجھے اور شواہد درکار ہیں اور بھی۔"
سائمن نے سگریٹ سلگائی۔ "وان ڈیم مال دار شخص تھا۔ اس کی بیوی نے اس کے لیے ملینز رقم چھوڑی تھی۔ وہ مری تو اس وقت جوان تھی۔ موت میں جرم کی ملاوٹ تھی لیکن وان ڈیم ملک سے باہر تھا۔ اگر تم گہرائی میں جاؤ تو جان جاؤ گے کہ کلاڈیا کو وان ڈیم نے مروایا تھا۔ بعد میں سی طرح یہ بات ماگس کے علم میں آگئی اور اس نے وان ڈیم کو بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ ماگس کو اندرونی انفارمیشن چاہیے تھیں اور وان ڈیم کا محرک بیوی کی دولت تھی۔"
"وان ڈیم کے لیے مجھے فوراً ایکشن لینا چاہیے۔"
پوٹر نے عندیہ دیا۔
"جلد بازی کی ضرورت نہیں۔ ممکن ہے اب تک وہ غائب ہو چکا ہو۔"
"اور تم؟"
"ایوی میرے لیے سب کچھ تھی۔ میں نے اُسے کھو دیا۔"
"لیکن سارا تو ہے؟"
سائمن نے نفی میں سر ہلایا۔ میں اس کے لیے بہت تکلیف کا باعث بنا ہوں۔ لیب رپورٹ تمہیں بتا دے گی کہ ماگس اپنی رائفل کی گولی سے نہیں مرا۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ یہ حقیقت سارا تک نہیں پہنچے گی۔"
"کیا خدا حافظ بھی نہیں کہو گے؟"
"زیادہ مہربانی یہ ہو گی کہ میں اُس کے سامنے نہ جاؤں۔" اوہارا اچھا آدمی ہے۔" سائمن نے کہا۔ "وہ دونوں ساتھ خوش رہیں گے۔"

پوٹر نے سر ہلایا۔ سائمن ایک بات بتاؤ، کیا تم نے سارا سے محبت کی تھی؟"
"نہیں، لیکن اس نے اس کا خیال رکھا تھا۔ مجھے اب جانا چاہیے۔" سائمن نے آخری کش لیا اور کھڑا ہو گیا۔
"اگر مجھے تمہاری ضرورت پڑے؟"
"مجھے افسوس ہے، مسٹر پوٹر......"
"لیکن میں تمہیں کیسے تلاش کروں گا؟"
سائمن دروازے میں رکا۔ پُرسوچ انداز میں مسکرایا اور بولا۔ "تم مجھے تلاش نہیں کر سکتے۔"

☆☆☆

سہ پہر کا وقت تھا جب سارا کی آنکھ کھلی۔ سفید پردوں پر سے ہوتی ہوئی اس کی نظر پاٹ پر گئی جس میں سرخ اور زرد رنگ کے ٹیولپ سجے ہوئے تھے۔ نک کرسی پر نیم دراز تھا۔
"سارا۔" اس نے سرگوشی کی۔
"اوہ نک، بستر کی ضرورت مجھ سے زیادہ تم کو ہے۔"
"تم کیسی ہو؟"
"عجیب لیکن محفوظ...... نک میں نے اُسے دیکھا تھا۔"
"تم بھوتوں پر یقین رکھتی ہو؟"
"نہیں۔"
"نک نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اگر وہ بھوت تھا تو مجھے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"
"آئی لو یو، نک...... لیکن کیا وہ واقعی بھوت تھا؟"
"سارا میں ان چیزوں پر یقین نہیں رکھتا لیکن وہ واقعی تم سے محبت کرتا تھا اور تمہیں خدا حافظ کہنے آیا تھا یا تم نے التباسِ نظر کے تحت اسے خدا حافظ کہنا چاہا تھا۔"
"اب کیا پروگرام ہے؟"
"میں...... تم اور واشنگٹن میں ہمارا گھر...... اور ہاں تم نے اب بھی چشمہ لگایا ہوا ہے؟"
"کیوں؟"
"اتار دو۔"
"کیوں؟"
"مجھے تمہاری آنکھیں دیکھنی ہیں۔"
"کیوں؟"
"ان آنکھوں نے مجھے گرفتار کیا تھا۔"
"جھوٹ؟"
"نہیں...... سچ...... بڑا سچ...... بہت بڑا......"